قرآنی دعائیں

اور ان کا پس منظر

www.KitaboSunnat.com

تالیف ریاض الحق ایڈووکیٹ

تصحیح وتنقیح حافظ فاروق احمد

متولی جامع مسجد غلہ منڈی لیاقت پور

مکتبہ قدوسیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

قرآنی دعائیں
اور ان کا پس منظر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قرآنی دعائیں

اور ان کا پس منظر

تالیف

ریاض الحق ایڈووکیٹ
متولی جامع مسجد غلہ منڈی لیاقت پور

تصحیح وتنقیح

حافظ فاروق احمد

مکتبہ قدوسیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

کتاب وسنت
کی
نشرواشاعت
کے لیے
کوشاں

© اس کتاب کے
جملہ حقوق اشاعت محفوظ ہیں

اہتمام طباعت
ابوبکر قدوسی

اشاعت ـــــ ۲۰۲۳ء

قدوسیہ اسلامک پریس
مکتبہ قدوسیہ
Tel: +92-42-37230585 , 0321-4460487
maktaba_quddusia@yahoo.com
رحمان مارکیٹ ⊙ غزنی سٹریٹ ⊙ اردو بازار ⊙ لاہور پاکستان

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چار چیزیں زندگی میں کبھی نہ چھوڑیں

① دعا کرنا نہ چھوڑیں۔ ورنہ قبولیت سے محروم ہو جائیں گے۔

﴿ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (غافر:60)

"تم مجھے پکارو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔"

② اللہ کا ذکر نہ چھوڑیں۔ ورنہ آپ اللہ کے مقربین کی فہرست سے خارج ہو جائیں گے۔

﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ﴾ (البقرة:152)

"تم میرا ذکر کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا۔"

③ اللہ کا شکر کرنا نہ چھوڑیں۔ ورنہ آپ نعمتوں کی کثرت اور اضافے سے محروم ہو جائیں گے۔

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ (ابراھیم:07)

"اگر تم شکر کرتے رہو گے تو میں تمہیں مزید عطاء کروں گا۔"

④ استغفار نہ چھوڑیں۔ ورنہ آپ نجات سے محروم ہو جائیں گے۔

﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾ (انفال:33)

"اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عذاب میں مبتلا نہیں کرتا جو اللہ سے استغفار کرنے والے ہوں۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دو سبق آموز نصیحتیں

① تھوڑے اور عارضی مزے کے لیے کبھی گناہ نہ کرنا۔ اس لیے کہ

مزہ ختم ہو جائے گا

جبکہ

گناہ اور اس کے اثرات دنیا میں، قبر میں اور محشر میں باقی رہیں گے

اور جہنم میں لے جانے کا سبب بن جائیں گے۔

② تھوڑی سی مشقت کی وجہ سے کبھی نیک عمل نہ چھوڑنا۔ اس لیے کہ

مشقت ختم ہو جائے گی

جبکہ

اس نیک عمل کی خیر و برکات دنیا میں، قبر میں اور میدان محشر میں باقی

رہیں گی۔

اور وہ اللہ عزوجل کی رضا کا سبب بن کر حصول جنت کا ذریعہ بن جائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
01	مقدمہ	11
02	پیش لفظ	14
03	دعا کی قبولیت کے انداز	19
04	دعا کرنے کا آداب	21
05	شہر مکہ اور اس کے باسیوں کے لیے دعا	24
06	بیت اللہ کی تعمیر کے وقت کی گئی دعا (دعائے ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام)	26
07	دنیا اور آخرت کی بھلائی کے حصول کے لیے دعا	30
08	دشمن کے مقابلے میں کامیابی کی دعا	33
09	طالوت اور جالوت کے واقعات اور دعائیں	34
10	آیت الکرسی کی عظمت اور فضیلت	38
11	معراج کے تحائف میں سے ایک تحفہ	42
12	کجروی سے بچنے کے لیے دعا	45
13	دنیاوی لالچ سے بچنے کے لیے دعا	49

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

14	پہاڑوں کے برابر قرضے سے خلاصی پانے کی دعا	52
15	جناب مریم علیہا السلام کی والدہ کی اپنے بچوں کے لیے دعا	55
16	اولاد کی نعمت سے محروم لوگوں کے لیے مجرب دعا	57
17	مستقل مزاج رہنے کی دعا	59
18	صاحبِ ایمان لوگوں کی اللہ سے مناجات	62
19	اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا	65
20	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنی امت کے لیے دعا	67
21	جناب آدم اور حوا علیہما السلام کی توبہ کی دعا	69
22	ظالموں کے ساتھ بچنے کی دعا	76
23	حضرت شعیب علیہ السلام کی اپنی قوم کے شر سے بچنے کے لیے دعا	78
24	جادوگروں کی قبول ایمان کے بعد استقامت کی دعا	81
25	بچھڑے کی پوجا کرنے کے بعد توبہ کے لیے موسیٰ علیہ السلام کی دعا	84
26	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اپنے اور اپنے بھائی کے لیے دعا	84
27	کوہِ طور پر ستر سرداروں کی موت کے بعد موسیٰ علیہ السلام کی دعا	85
28	ظالم کے ظلم سے بچنے کے لیے دعا	90
29	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فرعون کے لیے بددعا	92
30	اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جواب	92
31	حضرت نوح علیہ السلام کا اعتراف اور ان کی دعا	95

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

32	حضرت یوسف علیہ السلام کا شکر اور ان کی دعا	102
33	اپنے اور اہل وعیال کے لیے دعا	107
34	والدین کے لیے دعا	112
35	اصحاب کہف کی ہدایت اور استقامت کے لیے دعا	117
36	شرح صدر کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معروف دعا	121
37	علم میں اضافے کے لیے اللہ عزوجل کی طرف سے سکھلائی گئی دعا	124
38	موذی امراض سے صحت یابی کی دعا	125
39	مصیبت سے نجات کے لیے دعا (یونس علیہ السلام کی معروف دعا)	129
40	بے اولادوں کے لیے مؤثر ترین دعا	134
41	اللہ کے عذاب سے بچنے کے لیے نبی اکرم ﷺ کی دعا	136
42	شیطانی وسوسوں اور شرارتوں سے بچنے کے لیے دعا	138
43	گناہوں پر استغفار اور توبہ کے لیے دعا	140
44	عذاب جہنم سے بچنے کے لیے دعا	142
45	نیک بیوی اور نیک اولاد کے لیے دعا	151
46	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جامع دعائیں	155
47	قوم کی طرف سے دھمکی کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کی دعا	158
48	حضرت لوط علیہ السلام کی اپنی قوم کے بدکردار لوگوں سے بچنے کی دعا	161
49	غرور اور تکبر سے بچنے کے لیے حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا	164
50	بے کس اور لاچار آدمی کی دعا	168

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

51	غیر ارادی طور پر ہونے والے جرم کی توبہ کے لیے دعا	171
52	ظالم کے ظلم سے بچنے کے لیے موسیٰ علیہ السلام کی دعا	173
53	بے روزگاری، بھوک اور افلاس کی حالت میں اللہ سے دعا	175
54	اکیلے اور بے یار و مددگار کی دعا	178
55	سواری پر سوار ہونے کی دعا	181
56	چالیس سال عمر ہونے پر اور والدین کے لیے دعا	184
57	تنہا اور بے بس شخص کی اللہ سے دعا	186
58	فوت شدہ صاحب ایمان لوگوں کے لیے دعا	187
59	دشمنوں کی سختیوں سے بچنے کے لیے دعا	191
60	نورِ ایمان اور مغفرت کی دعا	194
61	ظالم کے ظلم سے بچنے کی دعا، فرعون کی بیوی آسیہ علیہا السلام کی دعا	197
62	عمداً کیے گئے گناہوں پر معافی کی دعا۔ باغ والوں کی توبہ	200

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِینَ وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی أَشْرَفِ الأَنْبِیاءِ وَالمُرْسَلِینَ

انسانیت کی رُشد و ہدایت کے لیے اللہ عزوجل نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث فرمائے۔ ان میں سے پچیس انبیاء کرام علیہم السلام کا تذکرہ قرآن میں موجود ہے۔ انبیاء کرام کو دعوت کے مشن کی تکمیل میں وڈیروں، سرداروں، دولت مند افراد اور قوم کے سرکردہ لوگوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے مشکلات کے پہاڑ کھڑے کیے، حد درجے کی مخالفت کی اور انسانیت سوز ظلم کیے۔ ایسے پرآشوب، دشوار گزار اور مشکل ترین حالات سے دلبرداشتہ ہوکر مختلف انبیاء کرام نے اپنے اپنے حالات کے لحاظ سے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعائیں کیں۔ بعض نبیوں نے اپنی قوم کے خلاف بددعا کی، کچھ نبیوں نے ان پر غلبے کے حصول کی دعا کی، بعض نبیوں نے اپنی ذاتی اور نجی زندگی کے حوالے سے دعا کی۔ اللہ عزوجل نے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور دیگر مقربین کی دعاؤں کو قرآن مجید میں نقل فرمایا ہے۔ زیرنظر کتاب ''**قرآنی دعائیں اور ان کا پس منظر**'' میں قرآن مجید میں مذکور انبیاء علیہم السلام اور مقربین کی دعاؤں کا تذکرہ ہے۔ اگرچہ اس سے قبل قرآنی دعاؤں کے عنوان پر درجنوں کتابیں چھپ چکی ہیں مگر ان میں محض قرآنی دعاؤں کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا گیا۔

جبکہ اس کتاب میں دعاؤں کے ساتھ ساتھ ان دعاؤں کا پس منظر بھی واضح کرنے کی جستجو کی گئی ہے۔ دعا کن حالات میں کی گئی، اس وقت اس نبی کی قوم کے کیا حالات تھے؟ اور خود اس نبی علیہ السلام کو کون سا مسئلہ درپیش تھا؟ جس کی وجہ سے وہ اللہ سے نصرت و تائید کی دعا مانگنے پر مجبور ہوئے۔ اس کتاب میں ان سوالات کے تسلی بخش جوابات درج کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس لیے کہ اس کتاب میں میں نے دعا کرنے والے تمام نبیوں کے حالات، قوم کے حالات اور قوم کا نبی کے ساتھ رویہ تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کی کوشش کی ہے یہ کتاب پڑھنے والے کو دعا کا پس منظر سمجھنے میں آسانی ہو۔ساتھ ہی یہ بھی واضح کیا گیا کہ یہ دعا کس مقصد کے لئے مانگی گئی ہے۔میں اپنی سعی میں کہاں تک کامیاب ہوسکا ہوں؟ آپ احباب بہتر انداز میں تجزیہ کرسکتے ہیں۔

یہ دعائیں اللہ تعالیٰ نے خود اپنے نبیوں کو سکھلائیں اور سکھلانے کے بعد اللہ عزوجل نے ان الفاظ میں دعا کرنے کا حکم بھی صادر فرمایا۔ یقیناً قرآن کریم میں مذکور تمام دعائیں اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول دعائیں ہیں۔جن حالات سے انبیائے کرام علیہم السلام کو گزرنا پڑا۔اس طرح کے حالات آج بھی دنیا میں موجود ہیں۔ ہر آدمی کو اپنی زندگی میں ایسے حالات سے واسطہ پڑتا رہتا ہے۔

لہٰذا قائین کرام سے گزارش ہے کہ جب بھی آپ پر کتاب میں درج حالات سے واسطہ پڑے تو آپ بھی اپنے حالات کے متعلقہ دعا مانگیں۔متعلقہ دعا کو زبانی یاد کریں چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، لیٹے ہوئے اور نمازوں کے اخیر میں سلام پھیرنے سے پہلے اس کو پڑھتے رہیں، بالخصوص فرض نمازوں کے آخر میں سلام سے قبل پڑھیں۔دعائیہ کلمات پڑھتے رہیں اور اپنی دعاؤں میں کثرت سے ان الفاظ کے ذریعے اللہ سے مانگیں۔اللہ تعالیٰ لازماً آپ کی دعا کو قبول فرمائے گا۔دعا کی قبولیت کے حوالے سے مایوس نہ ہوں۔اس لیے کہ اللہ تعالیٰ بندے کی دعا کو رد نہیں کرتا۔دعا کی قبولیت کے مختلف انداز ہیں۔تفصیل کے لیے اس پیش لفظ صفحہ نمبر 19 کی طرف رجوع فرمائیں۔

جیسا کہ یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ قیامت کے دن جب حساب وکتاب شروع ہوگا اور اعمال کا وزن کیا جائے گا تو اس دوران ایک آدمی کو لایا جائے گا۔اس کے اعمال تولے جائیں تو اس کی نیکیوں کے پلڑے میں ایک بھاری اور وزنی چیز رکھ دی جائے گی۔ وہ بندہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہے گا: اے میرے رب! یہ میرا کون سا عمل ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: یہ تمہاری وہ دعائیں ہیں جو تو دنیا میں مانگا کرتا تھا اور میں نے دنیا میں تمہیں تمہاری ان دعا کا بدلہ نہیں دیا تھا۔ یعنی ان دعاؤں کو قبول نہیں کیا تھا بلکہ ان دعاؤں کو تمہاری آخرت کے لیے ذخیرہ کر کے رکھا تھا۔ یہی وہ تمہاری دعائیں ہیں جن کو اب تمہارے نیک اعمال والے پلڑے میں رکھا گیا ہے۔ تب بندہ خواہش کرے گا: کاش! دنیا میں میری کوئی دعا قبول نہ کی گئی ہوتی۔ مجھے میری تمام دعا کا صلہ آج یہاں محشر کے میدان میں ملتا۔ (تفسیر ابن کثیر)

معلوم ہوا کہ بندے کی کوئی بھی دعا ضائع اور رائیگاں نہیں جاتی۔ لہذا اللہ سے مانگیے اور کثرت سے مانگیے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے **''قرآنی دعائیں اور ان کا پس منظر''** یہ میری چوتھی کتاب ہے۔ اس سے قبل میری تین کتابیں ① ۔ اللہ کا پیغام اپنے بندوں کے نام ۔ ② ۔ کسی خاص فرد یا واقعہ پر نازل ہونے والی آیات قرآنی ۔ ③ ۔ قرآنی واقعات ۔ شائع ہو چکی ہیں۔ کتاب کی تیاری میں حافظ فاروق احمد نے نہ صرف میری حوصلہ افزائی کی بلکہ نہایت ہی مفید مشوروں سے نوازا اور کتاب کی تیاری میں بھر پور تعاون کیا۔ اس لیے یہاں پر ان کا شکریہ ادا نہ کرنا سراسر ناانصافی ہوگی۔ آخر میں بارہ گاہ رب العالمین سے دعا ہے مالک الملک، قادرِ قدیر غفور الرحیم ذات اس ادنیٰ سی کاوش کو شرف قبولیت سے نواز کر آخرت کی کامیابی کا ذریعہ بنائے اور میری اس کاوش کا ثواب میری والدہ، والد، بڑے بھائی، ہمشیرہ اور جوانی کی عمر میں داغ مفارقت دینے والا مرحوم بیٹے کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔

ریاض الحق ایڈووکیٹ
متولی: جامع مسجد
غلہ منڈی لیاقت پور
موبائل: 0300-8670724
20/12/2022

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

اَلحَمْدُ للّٰه ذِی الْجَلالِ وَالإِکرَامِ وَعَلٰی رَسُولِهِ اَفْضَلُ الصَّلاة وَالسَّلام ، ثُمَّ علیٰ آلهِ خیرَةُ الانام وَمَصَابیحُ الظلام :

اما بعد!

اللہ تعالیٰ ہمارا خالق ہے اور ہم سب اس کی مخلوق، خالق اور مخلوق میں سب سے بڑا فرق یہ ہے کہ خالق سے جس قدر مانگا جائے وہ اُسی قدر خوش ہوتا ہے اوراپنے بندے کواپنے تقرب سے نوازتا ہے، جبکہ مخلوقات میں کسی سے زیادہ سوالات کیے جائیں تو وہ اکتاہٹ اور بیزاری کا شکار ہوجاتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾(المؤمن:60)

اورتمہارے رب نے کہہ دیا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کرونگا۔

دعا کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے واضح ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے یہاں تک فرمادیا:

دعا ہی عبادت ہے۔

(سنن ترمذی: 3372، سنن ابی داود:1479)

دعا عبادت کی نا صرف ایک اہم ترین شکل ہے بلکہ یہ تمام تر عبادات کا مغز، خلاصہ اور نچوڑ ہے۔(سنن ترمذی:3371)

اس لیے اس کا اہتمام بھی احسن انداز سے ہونا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہر شخص کی دعا کوسنتا ہے اور ہر وقت سنتا ہے، ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف نیکو کار متقی لوگوں کی دعاؤں کوسنتا ہے، کتب سیرت اور کتب تاریخ میں بہت سے ایسے واقعات موجود ہیں کہ جن سے یہ بات واضح ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اپنے تمام بندوں کی دعاؤں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نا صرف سنتا ہے بلکہ شرف قبولیت سے بھی نوازتا ہے۔اس لیے کسی کے دل میں یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ گناہ گاروں کی نہیں سنتا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ﴾(البقرة:186)

''اور جس وقت میرے بندے آپ سے میرے متعلق سوال کریں تو میں قریب ہوں، ہر دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب بھی وہ مجھ سے دعا کرے، ان کو چاہیے کہ وہ میرے احکامات کی تعمیل کریں، اور مجھ پر ایمان و یقین رکھیں، تا کہ وہ رہنمائی پائیں۔''

دعا کی قبولیت کے کچھ آداب ہیں ان کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے،ان میں سے اہم اور ضروری امر یہ ہے:

⊙ دعا کرنے والا شخص توحید ربوبیت،توحید الوہیت اورتوحید اسماء وصفات میں وحدانیت الٰہی کا قائل ہو، اس کا دل عقیدہ توحید سے سرشار ہونا چاہیے؛ کیونکہ دعا کی قبولیت کیلئے شرط ہے کہ انسان اپنے رب کا مکمل فرمانبردار ہو اور نافرمانی سے دور ہو۔

جیسا کہ فرمانِ باری تعالی ہے:

﴿وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ﴾(البقرة: 186)

''اور مجھ پر ایمان ویقین رکھیں،تا کہ وہ رہنمائی پائیں۔''

⊙ دعا مکمل اخلاص ، انہماک ،پوری یکسوئی اور قبولیت کے یقین کے ساتھ کی جائے۔

اس لیے کہ غافل اور بے پرواہ دل سے کی ہوئی دعا اللہ کی بارگاہ میں قبول نہیں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاتی۔ (جامع ترمذی:3479)

⊙ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کا واسطہ دے کر اللہ سے دعا کی جائے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ﴾(الاعراف:180)

''اور اللہ تعالیٰ کے اچھے اچھے نام ہیں، انہی کے واسطے سے اللہ کو پکارو، اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اللہ کے ناموں سے متعلق الحاد کا شکار ہیں۔''

⊙ دعا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی شایانِ شان حمد وثنا کی جائے۔

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کیساتھ بیٹھے ہوئے تھے اس دوران ایک شخص آیا، اس نے نماز پڑھی، پھر اسی دوران دعا کرتے ہوئے اس نے کہا::اے اللہ! مجھے معاف کر دے اور مجھ پر رحم فرما۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے نمازی! تم نے بہت جلد بازی سے کام لیا، جب تم نماز میں (تشہد کیلئے) بیٹھو، تو پہلے اللہ کی شان کے مطابق حمد وثنا بیان کرو، پھر مجھ پر درود پڑھو، اور پھر اللہ سے مانگو)۔(جامع ترمذی:3476)

صحابی بیان کرتے ہیں اس کے بعد ایک اور شخص آیا اس نے نماز پڑھی، اس نے اللہ کی حمد بیان کی، پھر نبی ﷺ پر درود پڑھا، اس کو دیکھ کر نبی ﷺ نے اسے فرمایا: اے نمازی! اب دعا مانگ لو، تمہاری دعا قبول ہوگی۔(جامع ترمذی:3477)

⊙ قبلہ رخ ہو کر دعا کی جائے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب غزوہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کی تعداد کو دیکھا کہ ان کی تعداد ایک ہزار ہے جبکہ آپ کے جانثار صحابہ کرام کی تعداد 313 ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے قبلہ رخ ہو کر دعا مانگنا شروع کی آپ نے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے اور اپنے رب سے گڑگڑا کر مانگنے لگے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(اَللّٰهُمَّ أَنْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَنِي ، اَللّٰهُمَّ آتِ مَا وَعَدْتَنِي ، اَللّٰهُمَّ إِنْ تُهْلِكْ هَذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ أَهْلِ الإِسْلَامِ لا تُعْبَدْ فِي الأَرْضِ)

''اے اللہ! مجھ سے کیا ہوا وعدہ پورا فرما، اے للہ! مجھے دیا ہوا عہد و پیمان مکمل فرما، اے اللہ اگر تو نے تھوڑے سے مسلمانوں کا خاتمہ کر دیا تو زمین پر کوئی عبادت کرنے والا نہ ہوگا۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل ہاتھوں کو اٹھائے اپنے رب سے گڑگڑا کر دعائیں کرتے رہے، حتی کہ آپکی چادر کندھوں سے گر گئی۔۔۔(مسلم:1763)

امام نووی رحمہ اللہ شرح مسلم میں لکھتے ہیں:

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دعا کرتے وقت قبلہ رخ ہونا ، اور ہاتھوں کو اٹھانا مستحب ہے

⊙ ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کرنا: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک تمہارا پروردگار انتہائی باحیا اور سخی ہے، ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے والے اپنے بندے کے ہاتھوں کو خالی لوٹاتے ہوئے اسے حیا آتی ہے۔(سنن ابوداود:1488)

⊙ مایوس ہوکر دعا چھوڑنا درست نہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جب تک کوئی بندہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے تو اس کی دعا قبول کی جاتی ہے، بشرطیکہ کہ جلد بازی نہ کرے۔ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جلد بازی سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان یہ کہے: میں نے بہت دعائیں کی ہیں، لیکن مجھے لگتا ہے کہ میری دعائیں قبول نہیں کی جائیں گی، اوراس پر مایوس ہوکر دعا کرنا ہی چھوڑ دیتا ہے۔(صحیح البخاری:6340، مسلم:2735)

⊙ دعا پختہ عزم سے ہو: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ تم میں سے کوئی شخص دعا کرتے ہوئے یہ نہ کہے: اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے، اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما بلکہ دعا مانگتے ہوئے پورے عزم کے ساتھ مانگے، کیونکہ اللہ تعالی کو کوئی مجبور نہیں کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سکتا۔(صحیح البخاری:6339،صحیح مسلم:2679)

⊙ عاجزی ،انکساری، اللہ کی رحمت کی امید اور اللہ سے ڈرتے ہوئے دعا مانگے، ارشادِباری تعالیٰ ہے:

﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً﴾(الاعراف:55)

''اپنے رب کو گڑگڑا کر اور چپکے سے پکارو۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ﴾(الانبیاء :90)

''بیشک وہ نیکیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور ہمیں امید و خوف کیساتھ پکارتے تھے،اور وہ ہم سے ڈرتے بھی تھے۔''

⊙ حلال کھانے پینے کا اہتمام کرنا،حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لوگو!اللہ تعالی پاکیزہ ہے،اور پاکیزہ چیز ہی قبول فرماتا ہے،اور اللہ تعالی نے مؤمنین کو بھی وہی حکم دیا ہے جو اللہ نے اپنے رسولوں کو حکم دیا، چنانچہ فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾(المؤمنون:51)

''اے رسولو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ، اور نیک عمل کرو، بیشک تم جو بھی عمل کرتے ہو میں اسے جانتا ہوں۔''

اور مؤمنین کو حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾(البقرة:172)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں تمہیں دی ہیں ان میں سے کھاؤ۔''

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کا تذکرہ کیا جو لمبے سفر میں پراگندہ حالت کیساتھ دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے یا رب! یا رب! یا رب! کی صدائیں بلند کرتا ہے، حالانکہ اس کا کھانا حرام کا، پینا حرام کا، لباس حرام کا، اسکی پرورش حرام پر ہوئی، تو اس کی دعائیں کیونکر قبول ہوں؟ (صحیح مسلم: 1015)

ان امور کا لحاظ کر کے دعا کی جائے تو امید کی جا سکتی ہے کہ بارگاہ خداوندی میں ضرور قبول ہوگی اور ثمر بار ہوگی۔ اس شرط کے ساتھ کہ گناہ کی دعا نہ ہو اور نہ قطع رحمی کی دعا ہو۔

لیکن

دعا کی قبولیت کے تین مختلف انداز ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی ایک انداز میں بندے کی دعاؤں کو قبولیت سے نوازتا ہے۔

① ۔ بندے نے جو کچھ اللہ تعالیٰ سے مانگا۔۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو بعینہ وہی کچھ عطا کر دیتا ہے۔

② ۔ بندے نے اللہ تعالیٰ سے جس چیز کی دعا کی ہے۔۔۔ اللہ تعالیٰ بندے کی دعا کے بقدر اس پر آنے والی آفت و مصیبت کو آنے سے پہلے روک دیتا ہے۔

③ ۔ اللہ تعالیٰ بندے کی دعا کو آخرت کے لیے ذخیرہ کر لیتا ہے۔ اس کا بدلہ قیامت کے دن دیا جائے گا۔ (مسند احمد: 11133)

دعاؤں کی قبولیت میں سب سے اہم ترین کردار دعا کے الفاظ کا ہوا کرتا ہے، دعا کے الفاظ میں حمد باری تعالیٰ کے ساتھ ساتھ اختصار اور جامعیت ہو، رب کبریاء کے سامنے کیے ہوئے گناہ پر اعتراف، اپنی کمزوری، بے بسی اور لاچاری کا اظہار ہو۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی دعائیں ان اوصاف کا مرقع ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس لیے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی دعاؤں کا آغاز ''ربنا'' یعنی: اے ہمارے رب! سے ہوتا ہے۔

لفظ ''رب'' میں اللہ عزوجل کی تعریف وتحمید کے چار مفاہیم پنہاں ہیں۔

① ۔خالق ہونا۔

② ۔مالک ہونا۔

③ ۔رازق ہونا۔

④ ۔مدبر الکون (پوری کائنات کا نظام چلانے والا)۔

اسی لیے انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف سے ان دعاؤں کو بارگاہ رب العالمین میں شرفِ قبولیت سے نوازا گیا ہے۔دعا کی اہمیت کے لحاظ سے عوام الناس کی ضرورت اور مفادِ عامہ کو سامنے رکھتے ہوئے، ساتھ ہی ساتھ اللہ عزوجل کی رضا وخوشنودی کی اُمید کرتے ہوئے قرآن مجید میں مذکور انبیاء کرام علیہم السلام کی محبوب دعاؤں کو ان کے مختصر پس منظر کے ساتھ اس کتاب ''قرآنی دعائیں اور ان کا پس منظر'' میں جمع کرنے کی چوہدری ریاض الحق ایڈووکیٹ صاحب نے سعادت حاصل کی ہے۔بندہ ناچیز نے اس خوبصورت مجموعے کو بنظر غائر دیکھا اور بتوفیق اللہ تعالیٰ حوالہ جات کی تشنگی کو دور کیا۔اللہ تعالیٰ اس کتاب کو خصوصاً چوہدری ریاض الحق صاحب کے لیے اور میرے لیے صدقہ جاریہ بنا کر آخرت میں ہماری بخشش کا ذریعہ بنا دے۔آمین!

حافظ فاروق احمد

بہاول پور

0300-8674031

22/12/2022

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآنی دعائیں

اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے کا طریقہ:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾(1)﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾(2)﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾(3)﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾(4)﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾(5)﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾(6)﴿صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ﴾(7)

”اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔“

”سب طرح کی تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام مخلوقات کا پروردگار ہے۔“

”بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔“

”جزا و سزا کے دن کا مالک ہے۔“

”اے پروردگار! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔“

”ہمیں سیدھے رستے پر چلا۔“ ”ان لوگوں کے رستے پر جن پر تو اپنا فضل و کرم کرتا رہا، نہ ان کے جن پر غصے ہوتا رہا اور نہ گمراہوں کے۔“

آمین!

پس منظر:

اللہ تعالیٰ نے اس سورہ مبارکہ میں اپنے بندوں کو اللہ سے دعا کرنے اور مانگنے کا طریقہ بتلایا ہے۔

طریقہ:

سب سے پہلے اللہ عزوجل کی تعریف بیان کی گئی ہے۔ اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے دعا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کا طریقہ سکھلاتے ہوئے فرمایا:

دعا کے آغاز میں پہلے اللہ عزوجل کی حمد وثناء کے کلمات کہے جائیں، اس کے بعد رسول معظم ﷺ پر درود پڑھا جائے، پھر اپنے گناہوں کی معافی اور بخشش کا سوال کیا جائے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے مانگیں اور دعا مانگنے کے بعد پھر رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھیں، آخر میں اللہ کی حمد بیان کریں اور آمین کہہ کر دعا کا اختتام کریں۔ اس طرح سے کی گئی دعا بارگاہِ رب العالمین میں قبول کی جاتی ہے۔ یہ دعا اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ترین ہے۔ دعا بھی صرف اللہ عزوجل سے اور مدد بھی صرف اسی وحدہ لاشریک سے۔ اس کے بعد انعام یافتہ لوگوں کے رستے پر چلنے کی دعا و درخواست کی گئی۔

انعام یافتہ کون ہیں؟

اِس کی تفصیل اللہ تعالیٰ نے اگلی سورتوں میں فرمادی کہ انعام یافتہ لوگ کون ہیں:

① ۔ انبیاء کرام

② ۔ صدیقین

③ ۔ شہداء اکرام

④ ۔ صالحین۔

یعنی جن لوگوں نے تمام زندگی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق گزاری اور ساتھ ہی یہ دعا بھی کی: اے اللہ ہمیں اُن لوگوں کے راستہ پر چلنے سے بچا لے جن پر غضب ہوا۔

مغضوب علیہ کون ہیں؟

جن پر اللہ عزوجل کا غضب ہوا، خاص طور پر یہودی مراد ہیں۔ جنہوں نے دیگر نافرمانیوں، گناہوں، سرکشیوں کے ساتھ ساتھ اپنے انبیاء تک کو قتل کیا۔ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی نافرمانی کی۔ ان کے بعد ان کی روش اور ان کے طریقے پر چلنے والے دیگر کفار بھی بالعموم اس میں شامل ہیں۔

اس کے بعد یہ دعا بھی کی کہ ہمیں اِن لوگوں میں بھی شامل نہ کرنا جو گمراہ ہو گئے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گمراہوں سے مراد؟

مفسرین نے عیسائی مراد لیے ہیں۔ کیونکہ اِن لوگوں نے حضرت عیسیٰ کا انکار نہیں کیا بلکہ ان کی محبت اور عقیدت میں اِس حد تک چلے گئے کہ حضرت عیسیٰ کو الہٰ بنا دیا ایک دوسرے گروہ نے ان کو اللہ کا بیٹا قرار دے دیا۔

خلاصہ:

سورہ فاتحہ میں پہلے اللہ عزوجل کی حمد، تعریف اور بزرگی بیان کی گئی، پھر اللہ عزوجل سے مدد کی درخواست کی گئی، اس کے بعد صراط مستقیم پر چلنے کی دعا کی گئی، پھر صراط مستقیم کی وضاحت کی گئی کہ اس سے مراد انعام یافتہ لوگوں کا راستہ ہے، اس کے بعد آخر میں راہ راست سے بھٹکے ہوئے لوگوں کے رستے سے بچنے اور دور رہنے کی دعا کی گئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شہرِ مکہ اور اس کے باسیوں کے لیے دعا

تعمیر بیت اللہ کے وقت کی گئی دعا:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کے مکمل ہونے پر اللہ تعالیٰ سے مکہ میں رہنے والے صاحب ایمان لوگوں کے لیے امن وسلامتی اور مستحکم معاش کے لیے یہ دعا کی تھی:

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُم بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ قَالَ وَمَن كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ﴾(البقرۃ:126)

"جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا: اے پروردگار! تو اس جگہ کو امن والا شہر بنا اور یہاں کے باشندوں کو جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والے ہوں، پھلوں کا رزق عطاء کر۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں کافروں کو بھی تھوڑا فائدہ دوں گا، پھر انہیں آگ کے عذاب کی طرف بے بس کر دوں گا، یہ ٹھکانے کے لحاظ سے بدترین جگہ ہے۔"

دعا کے الفاظ:

﴿رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُم بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾

"اے میرے رب! اس شہر کو امن کا گہوارہ بنا دے۔ اس کے باشندوں میں سے جو اللہ اور آخرت کو تسلیم کریں انہیں ہر قسم کے پھلوں کا رزق عطاء کر۔"

اللہ تعالیٰ کا جواب:

اس آیت میں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ صرف اُن لوگوں کو رزق اور پھل دینا جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں اور آخرت پر ایمان لائیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی ہستی رزاق ہے وہ تمام مخلوقات کو ان کا رزق دینے والا ہے۔ وہ رب العالمین بھی ہے۔ تمام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مخلوقات کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے پیدا کیا ہے۔ اللہ اُن کو پال رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفت رحمان بھی ہے۔ اِس لفظ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت میں طغیانی ہے اور یہ رحمت کی شدت تمام مخلوقات پر چھائی ہوئی ہے۔ اِس صفت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بن مانگے دیتا ہے اور سب کو دیتا ہے۔ مانگنے والوں کو بھی دیتا ہے اور نہ مانگنے والوں کو بھی محروم نہیں رکھتا۔ اس لیے کہ اللہ نے تمام مخلوقات کو رزق دینے کا وعدہ کر رکھا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا﴾(هود:06)

''اور زمین پر کوئی چلنے والا نہیں مگر اس کی روزی اللہ پر ہے۔''

اِسی وجہ سے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ صرف اُن لوگوں کو رزق دینا جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں اور جنہیں آخرت کا یقین ہو۔ اس کے جواب میں اللہ عزوجل نے فرمایا: اے میرے خلیل! میں نے تیری اِس دعا کو اِس حد تک تو قبول کر لیا کہ اِس شہر کے باسیوں کو رزق اور پھل عطاء کروں گا مگر یہ نہیں ہوسکتا کہ میں رزاق اور رحمان ہو کر جو مجھ پر ایمان نہ لائیں اُن کو رزق نہ دوں۔ میں رحمان ہوں۔ میرا تمام مخلوق کو رزق دینے کا وعدہ ہے۔ کیونکہ اِس دنیا کی اہمیت میرے نزدیک ایک مچھر کے پَر کے برابر بھی نہیں ہے۔ لہٰذا ایمان نہ لانے کا حساب قیامت کے دن ہوگا اور اُن کو دوزخ میں پھینکوں گا اور دوزخ ایک بدترین جگہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیت اللہ کی تعمیر کے وقت

حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی مشترکہ دعا:

﴿وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾﴿رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾(البقرۃ:127,128،129)

’’ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے (تب کہہ رہے تھے) ہمارے پروردگار! تو ہم سے قبول فرما، تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔‘‘ ’’اے ہمارے رب! ہمیں اپنا فرمانبردار بنا لے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک جماعت کو اپنی اطاعت گزار بنانا اور ہمیں اپنی عبادت کے طریقے سکھانا اور ہماری توبہ قبول فرما، تو توبہ قبول فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔‘‘ ’’اے ہمارے رب! تو ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیج جو ان کے سامنے تیری آیات کی تلاوت کرے۔ انہیں کتاب وحکمت سکھائے اور انہیں پاک کرے، یقیناً تو غلبے والا اور حکمت والا ہے۔‘‘

پسِ منظر:

حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے یہ دعا اُس وقت کی جب دونوں باپ بیٹا مکہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیت اللہ کی تعمیر کر رہے تھے۔ اُس وقت وہاں کسی عمارت کا نام ونشان نہ تھا۔ ایک روایت کے مطابق سب سے پہلے اِس کی تعمیر جنابِ آدم علیہ السلام نے کی۔ لیکن خانہ کعبہ کی بنیادیں جنابِ آدم علیہ السلام سے پہلے فرشتوں نے رکھی تھیں۔ جنابِ آدم علیہ السلام نے اُنہی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بنیادوں پر تعمیر کی۔ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں جب سیلاب آیا تو خانہ کعبہ کی عمارت سیلاب کی نظر ہو گئی۔ اِس کے بعد جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی اور بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام جو ابھی دودھ پیتے بچے تھے۔ وہاں چھوڑ کر آئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے وہاں پانی کا چشمہ جاری کر دیا۔ جس کو آب زم زم کہا جاتا ہے۔ اس کنویں کی وجہ سے وہاں زندگی کے آثار شروع ہوئے۔ جبکہ اِس سے قبل وہاں کوئی زندگی کا نام ونشان نہ تھا۔ اس چشمہ کی وجہ سے ایک قبیلہ بنو جرہم اماں ہاجراں کی اجازت سے وہاں آباد ہوا، لیکن پانی کا چشمہ اماں ہاجراں اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے زیر قبضہ رہا۔ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کچھ جوان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اب جاؤ اور وہاں میرا گھر تعمیر کرو۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ملتے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں تشریف لے گئے اور اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ساتھ لے کر تعمیر کرنے لگے۔ لیکن وہاں مشکل یہ تھی کہ اللہ کا گھر کس جگہ تعمیر کیا جائے۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ جاؤ اور میرے خلیل کو اس جگہ کی نشاندہی کرو۔ چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے وہاں آکر اپنے پَر کو رگڑا۔ اس سے بیت اللہ کی پرانی بنیادیں ظاہر ہو گئیں اور پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اُن بنیادوں پر دیواریں بنانی شروع کر دیں اور ساتھ ساتھ اللہ عزوجل سے دعا بھی کر رہے تھے: اے ہمارے رب! ہم جو تیرا گھر بنا رہے ہیں۔ تو اِس کو آباد کرنا، اپنے گھر کو آباد کرنے والوں کو رزق اور پھل عطا کرنا۔ خالص اپنی بندگی کے لیے ان کو اپنی عبادت کے طریقے بھی سکھلا دینا۔

ابراہیم علیہ السلام نے اس موقعہ پر مزید دعا فرمائی:

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾

(البقرة:129)

''اے ہمارے رب! اور تو انہی میں سے ان میں ایک رسول بھیج، جو ان پر تیری آیات پڑھے اور انہیں کتاب اور دانائی سکھائے اور انہیں پاک کرے، بے شک تو ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غالب حکمت والا ہے۔“

اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور اپنی والدہ کا خواب ہوں۔

ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے نتیجے میں جب جناب محمد ﷺ نبی بن کر اس دنیا میں تشریف لائے تب بیت اللہ کے احاطے میں تین سو ساٹھ بت رکھے گئے تھے، بیت اللہ میں ان بتوں کی عبادت کی جاتی تھی۔

08 ہجری میں جب مکہ فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ اپنے دست مبارک سے ان بتوں کو توڑتے جا رہے تھے اور فرما رہے تھے:

﴿جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾(بنی اسرائیل: 81)

”حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل مٹنے ہی والا تھا۔“

دعا کے الفاظ:

⊙﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾(البقرة:127)

⊙﴿رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾(البقرة:128)

⊙﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾(البقرة:129)

ان دعاؤں میں ہمارے لیے خاص سبق:

⊙۔ حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے بیت اللہ کو تعمیر کرتے وقت کمال عاجزی کا مظاہرہ کیا اور اللہ تعالیٰ سے اپنے اس بابرکت عمل کی قبولیت کی دعا کی۔ ہمیں بھی نیک عمل

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے عاجزی اختیار کرنی چاہیے اور اپنے عمل کی قبولیت کے لیے دعا گو رہنا چاہیے۔

⊙۔ابراہیم علیہ السلام نے آخر الزماں پیغمبر کی بعثت کے لیے دعا کی اور ان کی یہ دعا ہزاروں سال بعد پوری ہوئی۔ یہ بات سمجھ آتی ہے کہ ہمارا کام اللہ سے دعا کرنا ہے، دعا کی قبولیت کے لیے کون سا وقت زیادہ مناسب ہے اس کا علم اللہ کے پاس ہے، اس لیے ہمیں دعا کی قبولیت کے ضمن میں جلدی نہیں مچانی چاہیے۔

⊙۔دعا کے اختتام پر رب کریم کے تعریفی کلمات کہے جائیں۔

⊙۔اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دنیا اور آخرت کی بھلائی کے حصول کے لیے دعا

﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ (البقرة:201)

"اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطاء کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطاء کرنا اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔"

پسِ منظر:

اسلام کے بنیادی پانچ ارکان میں سے پانچواں اہم رکن حج بیت اللہ ہے۔ جو صاحب حیثیت مسلمان پر فرض ہے۔ حج بیت اللہ کے فریضے کو اس کے تمام ارکان و شرائط کے ساتھ مکمل کرنے والے خوش نصیب شخص کے لیے ارشاد رسالتمآب ﷺ ہے:

عن ابی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: مَنْ حَجَّ لِلَّهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ (صحيح البخاری:1820)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: جس شخص نے اللہ کے لئے اس شان کے ساتھ حج کیا کہ نہ کوئی فحش بات ہوئی اور نہ کوئی گناہ تو وہ اس دن کی طرح واپس ہوگا جیسے اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔"

اسی عظیم فریضہ حج کی تکمیل کے بعد ارشاد باری تعالیٰ کا نزول ہوا:

فراغتِ حج کے بعد اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرو، اس قدر تاکید فرمائی:

اس طرح اللہ کا ذکر کرو جس طرح بچہ اپنے ماں باپ کو یاد کرتا رہتا ہے، دوسرے معنی یہ ہیں کہ اہل جاہلیت حج کے موقع پر ٹھہرتے وقت کوئی کہتا تھا میرا باپ بڑا مہمان نواز تھا کوئی کہتا تھا وہ لوگوں کے کام کاج کر دیا کرتا تھا سخاوت و شجاعت میں یکتا تھا وغیرہ تو اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرماتا ہے یہ فضول باتیں چھوڑ دو اور اللہ تعالیٰ کی بزرگیاں بڑائیاں عظمتیں اور عزتیں بیان کرو، اکثر مفسرین نے یہی بیان کیا ہے، غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو۔ یعنی اس طرح اللہ کو یاد کرو جس طرح اپنے بڑوں پر فخر کیا کرتے تھے۔

پھر مزید ارشاد ہوا کہ اللہ کا ذکر بکثرت کر کے اللہ سے دعائیں مانگو کیونکہ یہ موقعہ قبولیت کا ہے، ساتھ ہی ان لوگوں کی برائی بھی بیان ہو رہی ہے جو اللہ سے سوال کرتے ہوئے صرف دنیا طلبی کرتے ہیں اور آخرت کی طرف نظریں نہیں اٹھاتے فرمایا: ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

دنیا کی طلب اور خاندان کی اچھائی:

یہ جتنے قبیلے بھی حج کے لیے آتے تو ان میں سے اکثر ایک اللہ کی ہرگز عبادت نہ کرتے بلکہ تمام خاندان اور قبائل صرف اپنے اپنے خاندان کی اچھائیاں بیان کرتے اپنے خاندان کے مرے ہوئے سربراہوں کو یاد کرتے۔ اس مقابلہ کے بعد وہ اللہ تعالیٰ سے صرف دنیا کی نعمتوں کی طلب کرتے کہ ہمیں سب کچھ دنیا میں ہی دے دے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ بعض اعراب یہاں ٹھہر کر صرف یہی دعائیں مانگتے کہ الٰہی اس سال بارشیں اچھی برسا تاکہ غلے اچھے پیدا ہوں، اولادیں بکثرت ہوں وغیرہ۔ لیکن مومنوں کی دعائیں دونوں جہان کی بھلائیوں کے لیے ہوا کرتی تھیں۔ اس لیے ان کی تعریف و توصیف کی گئی، اس دعا میں دین و دنیا کی تمام بھلائیاں جمع کر دی ہیں اور اس دعا میں تمام برائیوں سے بچاؤ ہے، اس لیے کہ دنیا کی بھلائی میں عافیت، راحت، آسانی، تندرستی، گھر بار، بیوی بچے، روزی، علم، عمل، اچھی سواریاں، نوکر چاکر، لونڈی، غلام، عزت و آبرو، دنیا کی تمام پریشانیوں سے نجات وغیرہ باقی تمام چیزیں اس میں آ گئیں۔ آخرت کی بھلائی میں حساب کا آسان ہونا، گھبراہٹ سے نجات پانا، نامہ اعمال کا دائیں ہاتھ میں ملنا، سرخ رو ہونا بالآخر عزت کے ساتھ جنت میں داخل ہونا یہ سب شامل ہو گیا۔ پھر اس کے بعد عذاب جہنم سے نجات چاہنا اس سے یہ مطلب ہے کہ ایسے اسباب اللہ تعالیٰ مہیا کر دے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مثلاً: حرام کاریوں سے اجتناب، گناہ اور بدیوں کا ترک وغیرہ۔

قتادہ رحمہ اللہ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ زیادہ تر کون سی دعا پڑھتے تھے؟ انس رضی اللہ عنہ نے جواب میں یہی دعا بتائی (مسند احمد، صحیح)

نبی اکرم ﷺ ایک مسلمان بیمار کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اس کو دیکھا کہ وہ اس قدر دبلا پتلا اور نحیف ہو چکا تھا کہ صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گیا ہے آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم نے اللہ عزوجل سے کوئی دعا مانگی تھی؟ اس نے کہا: ہاں! میری یہ دعا تھی: اے اللہ! جو عذاب تو مجھے آخرت میں دینا چاہتا ہے وہ عذاب تو دنیا میں ہی دے دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! کسی میں اس کے برداشت کی طاقت بھی ہے؟ تو نے یہ دعا کیوں نہیں پڑھی:

﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾

چنانچہ اس بیمار نے اب سے اسی دعا کو پڑھنا شروع کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو شفاء دے دی۔ (مسند احمد) صحیح

نبی اکرم ﷺ رکن یمانی اور رکن (حجرِ) اسود کے درمیان اس دعا کو پڑھا کرتے تھے۔ (سنن ابوداود: 1892)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دشمن کے مقابلے میں کامیابی کی دعا

﴿رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ﴾(البقرة:250)

''اے ہمارے رب ہم پر صبر کا فیضان کر دہمیں ثابت قدم فرما اور کافروں پر ہمیں فتح عطا کر دے۔''

پس منظر:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کی بداعمالیوں کی بنا پران پر قوم عمالقہ کومسلط کر دیا گیا۔ جنہوں نے بنی اسرائیل پر پے در پے حملے کیے اوران کو بیت المقدس سے نکال دیا۔ یہ در بدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہوئے۔ بنی اسرائیل کا شیرازہ اس طرح بکھر کر رہ گیا کہ باپ بیٹے اور بھائی بھائی کا چہرہ دیکھنے کو ترس گیا۔ قرآن مجیدان حالات کا نقشہ انہی کی زبان سے بیان کررہا ہے کہ انہوں نے اپنے پیغمبر سے جہاد کے لیے کمانڈر کا مطالبہ کیا۔ وقت کے پیغمبر نے انہیں سمجھایا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پر جہاد فرض کر دیا جائے اور تم جہاد کرنے سے انکار کرنے لگو؟ انہوں نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم اللہ کے راستے میں جہاد کرنے سے جی چرائیں۔ جب کہ ہم پر اس قدر ظلم ہوا ہے کہ ہمیں ہمارے گھروں سے نکال دیا گیا اور ہم اپنے بچوں سے الگ کر دیئے گئے ہیں۔

طالوت کا بادشاہ بننا:

بنی اسرائیل کے حالات جب بہتر ہونے کو آئے تو ان کے سرداروں نے اس بات کا احساس کیا کہ ہمارا ملک چھن گیا ہے اور ہم در بدر کی ٹھوکریں کھارہے ہیں ہمارے لیے بہتر ہے کہ ذلت کی موت مرنے کے بجائے شہادت کی باعزت موت مرجائیں چنانچہ انہوں نے اپنے پیغمبر سے مضبوط اور جوان قیادت کا مطالبہ کیا۔ وقت کا پیغمبر بوڑھا ہو چکا تھا جس بنا پر اللہ تعالیٰ نے نبی کی دعا اور قوم کے مطالبہ پر طالوت کو ان کا سربراہ مقرر فرمادیا۔ جناب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طالوت کڑیل جوان، دراز قد، انتہائی خوبصورت اور وجیہ شخص تھے۔ طالوت کو سرابرہ اس لیے مقرر کیا کہ کیونکہ جب تک مضبوط قیادت نہ ہو قوم ترقی نہیں کر سکتی۔

جناب طالوت کے مختصر حالات:

جناب طالوت قبیلہ بن یمین کا ۳۰ سال کا نوجوان تھا ان کے والد گدھے پر بار برداری کا کام کرتے تھے۔ ایک دن اُن کا گدھا گم ہو گیا تو اُس نے اپنے بیٹے طالوت کو کہا کہ گدھا تلاش کر کے لاؤ چنانچہ یہ نوجوان اپنے والد کا گمشدہ گدھا تلاش کرتے ہوئے بنی اسرائیل کے نبی حضرت شموئیل علیہ السلام کے گھر کے سامنے سے گزرا تو حضرت شموئیل علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے اِس کو بادشاہ چن لیا۔

اب قوم نے اِس پر بھی وہی تنقید کی کہ یہ غریب اور مفلس ہے۔ ایک نادار شخص کا بیٹا ہے۔ قریش بھی یہی تنقید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا کرتے تھے کہ آپ یتیم ہیں۔ غریب ہیں ہم سردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے کسی کو کیوں نبی نہیں بنایا۔ چنانچہ جب نبی نے بنی اسرائیل کو کہا کہ اِس کو اگر تم بادشاہ تسلیم کر لو تو تمہیں تمہارا مقدس صندوق مل جائے گا تو قوم مان گئی مگر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم مجھے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تسلیم کر لو تو تم قیصر و کسریٰ کے مالک بن جاؤ گے مگر قوم نے انکار کر دیا۔

دشمن کے مقابلے کے لیے تربیت:

جناب طالوت قوم کے حالات اور عادات کو جانتے تھے اس لیے انہوں نے مناسب سمجھا کہ پہلے ان کی آزمائش کرنا چاہیے تاکہ دشمن کے مقابلے میں ان کی طاقت وصلاحیت کا اندازہ لگایا جا سکے۔ اسی سے ٹریننگ اور فوجی مشقوں کا اصول نکلا ہے۔ جنابِ طالوت نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے راستے میں ایک نہر آنے والی ہے اور وہ نہر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لیے آزمائش ہوگی۔ جس نے نہر سے سیر ہو کر پانی پی لیا وہ میرا ساتھی نہیں ہوگا چلو بھر پانی پینا تمہارے لیے جائز قرار دیا گیا ہے۔ جونہی وہ نہر کے کنارے پہنچے تو چند لوگوں کو چھوڑ کر ان کی اکثریت نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ جنہوں نے پانی نہیں پیا تھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کی تعداد تین سو تیرہ (313) تھی۔

(عَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَتَحَدَّثُ أَنَّ عِدَّةَ أَصْحَابَ بَدْرٍ عَلَى عِدَّةِ أَصْحَابِ طَالُوْتَ الَّذِيْنَ جَاوَزُوا النَّهْرَ وَلَمْ يُجَاوِزُوْا مَعَهُ إِلَّا مُؤْمِنٌ بِضْعَةَ عَشَرَ وَثَلَاثَ مِائَةٍ) (صحیح البخاری:3958)

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت رسول کریم ﷺ کے ساتھی باہم گفتگو کیا کرتے تھے کہ اصحاب بدر کی تعداد طالوت کے ان ساتھیوں کی تعداد کے برابر تھی جنھوں نے نہر پار کی تھی اور ان کے ساتھ صرف 313 مومن تھے۔

جب ان کا سامنا جالوت کی فوج کے ساتھ ہوا تو سیر ہو کر پانی پینے والوں نے لڑنے سے انکار کر دیا۔ بعض مفسرین نے اسرائیلی روایات کے حوالے سے لکھا ہے کہ سیر ہو کر پانی پینے والوں کے پیٹ پھول گئے۔ جب فوجوں کا آمنا سامنا ہوا تو انہوں نے جہاد سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہم میں جالوت کے لشکر کے ساتھ لڑنے کی ہمت نہیں ہے۔ اس صورت حال سے عہدہ برآ ہونے اور بزدلوں کو جہاد پر آمادہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ پر سچا یقین رکھنے والے مجاہدوں نے کم ہمت لوگوں کو بار بار سمجھایا کہ کم ہمتی اور بزدلی نہ دکھاؤ۔ ہمت کرو اور یقین جانو کہ تاریخ میں بارہا دفعہ ایسا ہوا کہ قلیل جماعتیں کثیر جماعتوں پر اللہ کے حکم سے غالب آتی رہی ہیں۔ یہ ایسی حقیقت ہے کہ اسلام کا تابناک ماضی اس پر گواہ ہے کہ مسلمان اسلحہ اور افرادی قوت کے اعتبار سے کبھی بھی اپنے دشمن سے زیادہ نہیں رہے لیکن جب تک یہ منظم مستقل مزاج، پرعزم، صاحب کردار اور حوصلہ مند یعنی صابر رہے یہی غالب آتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مستقل مزاج لوگوں کا ساتھ دیا کرتا ہے۔

جب طالوت کے لشکر کا جالوت کے لشکروں کے ساتھ آمنا سامنا ہوا تو جذبۂ ایمان سے سرشار مجاہد اپنے رب کے حضور دعائیں مانگنے لگے کہ بارِ الٰہا! ہمیں حوصلہ، ثابت قدمی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کفار پر غلبہ عطا فرما! سو اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ جناب داود علیہ السلام نے کفار کے کمانڈر جالوت کو قتل کیا۔ جس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت داود ﷺ کو بہت بڑی مملکت سونپتے ہوئے نبوت سے سرفراز فرمایا۔ یہ وہی داود علیہ السلام ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام جیسا بیٹا عطا فرمایا جو پیغمبر بھی تھے اور حکمران بھی۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنا علم و فضل عطا کرتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے نہ ہٹائے تو زمین پر فساد عظیم برپا ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ اہل جہاں پر انتہائی فضل فرمانے والا ہے۔

بنی اسرائیل کے ان دو واقعات میں ایک طرف اہل مکہ کے مظالم کی طرف اشارہ ہے اور دوسری طرف مسلمانوں کو بتلایا جا رہا ہے کہ تمہیں بنی اسرائیل کی طرح جنگ کا مطالبہ نہیں کرنا چاہیے۔ بے شک تمہارے ساتھ اہل مکہ وہی کچھ کر رہے ہیں جو عمالقہ نے بنی اسرائیل کے ساتھ کیا تھا۔ ہاں اگر تم پر جنگ مسلط کر دی جائے تو بنی اسرائیل کے ایمان دار مجاہدوں کی طرح تمہیں بھی پوری غیرت اور جرأت کے ساتھ ڈٹ جانا چاہیے۔ جیسے انہوں نے میدان کارزار میں اترنے سے پہلے اپنے رب سے نصرت وحمایت طلب کی تھی تمہیں بھی اپنے رب کی نصرت ودستگیری مانگنا چاہیے۔ ورنہ جس طرح بنی اسرائیل کے کچھ لوگوں نے دشمن کے مدّ مقابل ہونے کے بعد اپنے کمانڈر سے غداری کی تھی۔ ایسے ہی حالات تمہیں بھی درپیش ہو سکتے ہیں جو تھوڑے ہی عرصہ کے بعد احد میں منافقین کے کردار کی وجہ سے پیش آئے۔ جب منافقین کفار کو دکھا دکھا کر ٹولیوں کی صورت میں مسلمانوں سے الگ ہوئے تھے۔ وہ طالوت کی سربراہی پر یہ کہہ کر معترض ہوئے تھے کہ اس کے پاس مال نہیں۔ منافق یہ کہہ کر الگ ہوئے تھے کہ اس موقع پر مدینہ میں رہ کر لڑنے کی ہماری تجویز تسلیم نہیں کی گئی ہے۔ حالانکہ رسول مکرم ﷺ بھی مدینہ میں رہ کر دفاع کرنے کے حق میں تھے لیکن مسلمانوں کی بھاری اکثریت کا احترام کرتے ہوئے میدان احد میں تشریف لے گئے۔ طالوت کے ساتھیوں کی طرح مکہ والے بھی یہی کہتے تھے کہ یہ نبی تو غریب ہے پیغمبری تو ابو الحکم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ابوجہل) یا طائف کے سرداروں میں سے کسی کو ملنا چاہیے تھی۔

ازل سے اللہ تعالیٰ کا یہی دستور ہے کہ وہ جہاد اور دوسرے ذرائع سے ظالم اور سفاک لوگوں کو کمزوروں اور مظلوموں کے ذریعے اقتدار سے ہٹایا کرتا ہے۔ جس کی ایک حکمت یہ بیان فرمائی ہے کہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو دنیا کا نظام درہم برہم ہو کر رہ جائے جو اللہ تعالیٰ کو ہرگز گوارا نہیں۔

دعا:

﴿رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ﴾(البقرة:250)

''اے ہمارے رب ہم پر صبر کا فیضان کر ہمیں ثابت قدم فرما اور کافروں پر ہمیں فتح عطا کردے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آیت الکرسی

عظمت وفضیلت میں قرآن مجید کی بڑی آیت:

﴿اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ﴾(البقرة:255)

''اللہ تعالیٰ وہ زندہ وجاوید ہستی ہے جو تمام کائنات کا انتظام سنبھالے ہوئے ہے۔ اُس ہستی کے علاوہ اور کوئی اللہ نہیں ہے۔ (اللہ تعالیٰ واحد ہو لا شریک ہے) اللہ تعالیٰ نہ سوتا ہے اور نہ ہی اُسے اونگھ آتی ہے۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے سب اُسی کا ہے۔ قیامت کے روز کوئی بھی ہستی اُس اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش نہ کر سکے گی۔ جو کچھ بندوں کے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے بھی جانتا ہے اور جو اُن کی آنکھوں سے اوجھل ہے اللہ تعالیٰ اُسے بھی جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کوئی ایسی معلومات نہیں ہے جو کوئی خود حاصل کر لے۔ سوائے اِس کے کہ اللہ تعالیٰ اُس چیز کا علم کسی کو دینا چاہے۔ اللہ تعالیٰ کی حکومت آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے اور اِن تمام کی نگہبانی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ تھکاوٹ محسوس نہیں کرتا۔ بس وہی ایک بزرگ اور برتر ذات ہے۔''

فضیلت:

① ایک حدیث کے مطابق یہ آیت پورے قرآن میں تمام آیات سے افضل ترین ہے۔

② حضرت ابی کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بڑی عظمت والی آیت ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

③ حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے گھر سے جنات کچھ اشیاء چرا کر لے جایا کرتے تھے ایک دن میں نے اِس کو پکڑ لیا تو اُس نے دوبارہ نہ آنے کا وعدہ کیا میں نے اُس کو چھوڑ دیا اور اگلے دن اِس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ دوبارہ بھی آئے گا۔ دوسرے دن وہ پھر آیا تو میں نے اُس کو پکڑ لیا اُس نے پھر دوبارہ نہ آنے کا وعدہ کیا تو میں نے اُس کو پھر چھوڑ دیا اور حضور ﷺ سے اِس کا ذکر کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ پھر آئے گا۔ تیسرے دن وہ آیا تو میں نے اُس کو پکڑ لیا اور کہا کہ اب میں تجھے حضور ﷺ کے پاس لے کر لے جاؤں گا۔ اُس نے کہا کہ میں تجھے ایک وظیفہ بتاتا ہوں وہ پڑھ لے تو میں کبھی بھی نہ آؤں گا اُس نے کہا کہ تو رات کو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو۔ جس پر میں نے اُس کو چھوڑ دیا اور حضور سے ذکر کیا۔ اِس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اُس خبیث نے بالکل صحیح کہا ہے۔ اِس کو ابن کثیر نے روایت کیا ہے۔

④ امامِ بخاری رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے صدقۂ فطر کی حفاظت پر مقرر کیا۔ ایک شخص آیا اور غلہ چوری کرنے لگا میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا: میں تجھے رسول اکرم ﷺ کے پاس لے جاؤں گا؟ وہ کہنے لگا میں محتاج، عیالدار اور سخت تکلیف میں ہوں چنانچہ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! آج رات تمہارے قیدی نے کیا کہا؟ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! اس نے محتاجی اور عیالداری کا شکوہ کیا۔ مجھے رحم آیا تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا دھیان رکھنا وہ جھوٹا ہے وہ پھر تمہارے پاس آئے گا۔ چنانچہ اگلی رات وہ پھر آیا اور غلہ اٹھانے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا آج تو ضرور میں تمہیں آپ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔ وہ کہنے لگا مجھے چھوڑ دو میں محتاج اور عیالدار ہوں آئندہ نہیں آؤں گا۔ مجھے پھر رحم آ گیا اور اسے چھوڑ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیا۔ صبح ہوئی تو آپ نے مجھے پوچھا ابوہریرہ تمہارے قیدی نے کیا کہا؟ میں نے کہا اے رسول اللہ ﷺ! اس نے سخت محتاجی اور عیالداری کا شکوہ کیا مجھے رحم آ گیا تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا خیال رکھنا وہ جھوٹا ہے وہ پھر آئے گا۔ چنانچہ تیسری بار میں تاک میں رہا وہ آیا اور غلہ سمیٹنے لگا میں نے اسے پکڑ لیا۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تمہیں چند کلمے سکھاتا ہوں جو تمہیں فائدہ دیں گے۔ میں نے کہا وہ کیا ہیں؟ کہنے لگا جب تو سونے لگے تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کر۔ اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ تیرا نگہبان ہوگا اور صبح تک شیطان تیرے پاس نہیں آئے گا۔ چنانچہ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا تیرے قیدی نے آج رات کیا کہا؟ میں نے آپ ﷺ کو ساری بات بتلا دی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس نے یہ بات سچی کہی حالانکہ وہ کذاب ہے۔ پھر آپ ﷺ نے مجھ سے کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جانتے ہو تین راتیں کون تمہارے پاس آتا رہا ہے؟ میں نے عرض کی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شیطان تھا۔
(صحیح البخاری: 2311)

⑤ حضرت ہشام بن عمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آیت الکرسی میں ایک لفظ ہے جو دو اور سورتوں میں بھی ہے۔ سورہ البقرہ کی آیت الکرسی میں یا حی یا قیوم ہے۔ یہی لفظ سورہ آلِ عمران میں ہے اور یہی لفظ سورہ طٰہ میں ہے۔ جس کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ لفظ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے۔ جو شخص یہ لفظ کہہ کر اللہ تعالیٰ سے مانگے گا اللہ تعالیٰ اُسے عطا کریں گے۔

⑥ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھ لے گا۔ اُس کے اور جنت کے درمیان صرف موت ہی حائل ہے یعنی موت کے بعد اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل کر دیں گے۔

⑦ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر شخص کو چاہیے کہ رات کو سوتے وقت آیت الکرسی پڑھ کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاروں طرف پھونک مار دے تو اللہ تعالیٰ اُس کی حفاظت کے لیے ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے۔

قیامت کے دن شفاعت اللہ عزوجل کے حکم سے ہوگی:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میدان حشر میں قیامت کے روز کسی کی شفاعت قبول نہ کی جائے گی ماسوائے جن کو اللہ تعالیٰ اجازت دے۔(البقرۃ:255)

روز قیامت شفاعت کن کے لیے؟

ارشادِ نبوی ﷺ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کی ایک دعا ایسی ہے جو (یقینی طور پر) قبول کی جانے والی ہے۔ ہر نبی نے اپنی وہ دعا جلدی مانگ لی) جبکہ میں نے اپنی دعا قیامت کے دن اپنی امت کی سفارش کے لیے محفوظ کر لی ہے، چنانچہ یہ دعا ان شاء اللہ میری امت کے ہر اس فرد کو پہنچے گی جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوئے فوت ہوا۔(صحیح مسلم:338)

ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنے کی فضیلت:

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے تو اس کو جنت میں داخل ہونے سے موت کے سوا کوئی چیز نہیں روک سکتی۔(سنن نسائی:100)

رات کو سونے سے پہلے:

جو شخص رات کو سونے سے پہلے آیت الکرسی پڑھ لیتا ہے اس کے لیے فرشتہ مامور کر دیا جاتا ہے جو اس کی حفاظت کرتا ہے۔(صحیح البخاری:2311)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معراج کے تحائف میں سے ایک تحفہ

معراج کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو تین تحائف عطاء کیے تھے، سورہ بقرہ کی آخری دو آیات انہی میں سے ایک ہیں۔ دعائیہ کلمات نقل کیے جارہے ہیں۔

﴿سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ﴾(البقرة:285)

''ہم نے حکم سنا، اطاعت قبول کی۔ مالک ہم تجھ سے خطا بخشی کے طالب ہیں اور ہمیں تیری ہی طرف پلٹنا ہے۔''

﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ﴾(البقرة:286)

''اے ہمارے رب! ہم سے بھول چوک میں جو قصور ہو جائیں اُن پر گرفت نہ کرنا۔ اے ہمارے مالک! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالے تھے۔ جس بار کو اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں ہے وہ ہم پر نہ رکھ ہمارے ساتھ نرمی کر ہم سے درگزر فرما تو ہمارا مولیٰ ہے کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد کر۔''

فضیلت:

نبی اکرم ﷺ کو جب معراج کرائی گئی اور آپ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے جو ساتویں آسمان میں ہے۔ جو چیز اوپر آسمان کی طرف جاتی ہے وہ یہاں سے ہی لے لی جاتی ہے اور جو چیز اوپر سے نازل ہوتی ہے وہ بھی یہاں تک ہی پہنچتی ہے اور پھر یہاں سے آگے پہنچائی جاتی ہے اور اِس جگہ کو سونے کی ٹڈیاں ڈھکے ہوئے تھیں وہاں حضور ﷺ کو تین تحفے دیے گئے۔ (۱) پانچ وقت کی نمازیں، (۲) سورہ البقرہ کی آخری دو آیات، (۳) توحید والوں کے تمام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گناہوں کی بخشش۔(صحیح مسلم:297)

شام کے وقت ان کے پڑھنے کی فضیلت:

جو شخص رات کو یہ دو آیات پڑھ لیتا ہے تو اُس کے لیے یہی دو آیات کافی ہو جاتی ہیں۔(صحیح البخاری:4008)

شیطان کے شر سے نجات:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل ایک کتاب لکھی اس کتاب کی دو آیتیں نازل کیں جن سے سورۃ البقرہ کا اختتام کیا جس گھر میں یہ تین راتیں پڑھی جائیں وہاں شیطان نہیں جاتا۔(سنن ترمذی:2882)

حدیث:

صحابی کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی موجود تھے کہ آسمان سے ایک بڑے دھماکہ کی آواز آئی اور آسمان پر ایک ایسا دروازہ کھلا جو پہلے کبھی نہیں کھولا گیا تھا۔ وہاں سے ایک فرشتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو دو نور دیے ہیں (سورہ فاتحہ اور سورہ البقرہ کی آخری دو آیات) آپ کو مبارک ہو۔ ان آیات کے ہر ہر حرف پر نور دیا جائے گا۔(صحیح مسلم:254)

دونوں آیات:

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ﴾(البقرۃ:285)

"رسول ایمان لایا اس چیز پر جو اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اترے اور مومن بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایمان لائے یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے انہوں نے کہہ دیا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی، ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں اے ہمارے رب اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔"

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ﴾(البقرۃ:286)

"اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، جو نیکی وہ کرے وہ اس کے لئے اور جو برائی وہ کرے وہ اس پر ہے، اے ہمارے رب اگر ہم بھول گئے ہوں یا خطا کی ہو تو ہمیں نہ پکڑنا اے ہمارے رب ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا اے ہمارے رب ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں طاقت نہ ہو اور ہم سے درگزر فرما اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر تو ہی ہمارا مالک ہے، ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرما۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کجروی اور گمراہی سے بچنے کی دعا

﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ﴾(ال عمران:8)

''اے ہمارے پروردگار! جب تو ہمیں سیدھے راستہ پر لگا چکا ہے۔ تو پھر ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر دے تو اپنے خزانہ فیض سے رحمت عطا کر۔ تو ہی فیاض حقیقی ہے۔''

پس منظر:

اس سے متصل پہلے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے قرآن کریم میں محکم آیات کو بھی نازل کیا اور متشابہات کو بھی نازل کیا۔ یعنی ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ قرآن مجید میں دو طرح کی آیات ہیں۔

① محکم آیات۔ ②۔ متشابہات۔

①۔ محکم آیات:

محکم کے لغوی معنی:

یہ لفظ، حکم سے نکلا ہے جو مضبوط، مستحکم، واضح اور قابل عمل ہونے کو کہا جاتا ہے۔ ایک عربی مقولہ ہے: أَحْكَمَ الرَّأْيَ: أَيْ أَتْقَنَهُ۔ اس نے رائے کو پختہ کیا۔

لغوی معنی کے اعتبار سے سارا قرآن کریم محکم ہے۔ یعنی اس میں کوئی نقص، عیب یا کوئی خرابی نہیں۔ نہ اس کے آگے سے باطل آ سکتا ہے اور نہ پیچھے سے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ﴾(هود:01)

''یہ ایسی کتاب ہے کہ جس کی آیات حکیم خبردار کی طرف سے مستحکم کر دی گئی ہیں پھر مفصل بیان کی گئی ہیں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصطلاحی معنی:

محکم اسے کہتے ہیں جو واضح، مستحکم اور سمجھ میں آنے والی شے ہو،اس میں کوئی ابہام نہ ہو۔اس میں کسی دوسرے معنی کا احتمال نہ ہو۔یا اس کے معنی ومفہوم کی صرف ایک ہی صورت ہو۔مثلاً:

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ، غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾

ان آیات میں صراط مستقیم کی وضاحت خود قرآن مجید نے کر دی ہے۔

سادہ لفظوں میں کہہ لیں کہ

اللہ عزوجل کی طرف سے جاری کردہ احکامات ومنہیات: اُن میں حقوق اللہ بھی ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور باقی بھی جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اُن پر عمل کرنا ہے۔ان میں حقوق العباد بھی ہیں۔تم نے دوسرے لوگوں کے ساتھ جن میں والدین، رشتہ دار، ہمسائے، غریب اور یتیم کے ساتھ کیسا سلوک کرنا ہے۔

محکم آیات ہی اُم الکتاب ہیں۔

۲۔ متشابہات:

متشابہ کے لغوی معنی:

متشابہ، شبہ سے نکلا ہے، جس کے معنی ہیں مانند ہونا، ہم شکل ہونا، ملتا جلتا ہونا۔عربی مقولہ ہے: شَابَهَهُ، اَشْبَهَهُ۔ وہ اس سے ملتا جلتا ہے یا اس کی مانند ہے۔

﴿وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا﴾

اہل جنت کی خوراک کی صفت بیان کی ہے۔

اسی طرح

﴿اِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا﴾

یقیناً گائیں ہم پر متشابہ ہوگئی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مراد یہ کہ سمجھ نہیں آتی کون سے گائے ذبح کریں۔اس لغوی معنی میں قرآن کریم کا زیادہ تر حصہ محکم اور کچھ حصہ متشابہ ہے۔

اصطلاحی معنی:

متشابہ سے مراد وہ الفظ ہے جن کے معنی صاف اور واضح نہ ہوں بلکہ کئی تاویلوں کا اس میں احتمال ہو کبھی ایک اور کبھی دوسری تأویل۔نیز وہ اپنے پختہ معنی پر دلالت کرنے کے قابل نہ ہو۔مثلاً:

﴿يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ﴾

اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔

یہاں پر یہ سوال پیدا ہوگا کہ اللہ کا ہاتھ کیسا ہے؟ کس کی طرح ہے؟ اس کا جو بھی تصور کرلیا جائے کسی بھی بشر کے لئے یا رسول کے لئے یہ جاننا یا اس کی کیفیت بیان کرنا ممکن ہی نہیں۔

حقیقت:

متشابہات کے معانی کے متعلق بندہ تصور تو کرسکتا ہے لیکن اس کی حقیقت کیا ہے؟ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی جانتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے اسی کے متعلق فرمایا کہ بعض ایسے لوگ بھی ہوں گے جو صرف متشابہات کے متعلق ہی بحث کریں گے۔ دراصل ان کے دل میں ایمان نہیں ہوگا اور وہ ٹیڑھ پن کے متلاشی ہوں گے۔بعض کمزور ایمان والے لوگ ان آیات کے مطالعہ سے ان کے معانی کی کھوج میں لگ جاتے ہیں۔جبکہ ان کے حقیقی معانی و مفاہیم کا صرف اور صرف اللہ کے پاس ہے۔ اسی کے متعلق اللہ عزوجل نے یہ دعا سکھلائی ہے کہ جب دل میں اس قسم کے خیالات پیدا ہو جائیں تو فوری اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ میں دعا کریں۔

دعا کے الفاظ:

﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ﴾(آل عمران:8)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"اے ہمارے پروردگار! جب تو ہمیں سیدھے راستہ پر لگا چکا ہے۔ تو پھر ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر دے تو اپنے خزانہ فیض سے رحمت عطا کر۔ تو ہی فیاض حقیقی ہے۔"

حدیث:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷜ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِي أَحَدَكُمْ، فَيَقُولُ: مَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ؟ فَيَقُولُ: اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، فَيَقُولُ: مَنْ خَلَقَ الْأَرْضَ؟ فَيَقُولُ: اللهُ، فَيَقُولُ: مَنْ خَلَقَ اللهَ؟ فَإِذَا أَحَسَّ أَحَدُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ، فَلْيَقُلْ: آمَنْتُ بِاللهِ وَبِرُسُلِهِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کے پاس شیطان آتا ہے اور وہ دل میں پہلے تو یہ سوال پیدا کرتا ہے کہ آسمان کو کس نے پیدا کیا؟ اس کے جواب میں کہتا ہے: اللہ نے پیدا کیا۔ پھر وہ کہتا ہے کہ زمین کس نے پیدا کی؟ جواب میں کہتا ہے کہ اللہ نے پیدا کی۔ پھر وہ دل میں یہ خیال ڈالتا ہے کہ اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ جب تم میں سے کسی شخص کو ایسا وسوسہ ڈالے تو اس کو چاہیے وہ شخص یہ کلمات کہے: آمَنْتُ بِاللهِ وَبِرُسُلِهِ۔ میں اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا۔ اس کے ساتھ ہی وہ: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ پڑھے۔ اور اس خیال کو جھٹک دے۔ (صحیح البخاری: 3276 و مسند احمد: 21867)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دنیا کے لالچ سے بچنے کی دعا

﴿رَبَّنَا إِنَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾(آل عمران :16)

''اے ہمارے مالک! ہم ایمان لائے۔تو ہماری خطاؤں سے درگزر فرما اور ہمیں دوزخ کی آگ سے بچالے۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دعائیں کرنے والے وہ لوگ ہیں کہ جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ صبر کرتے ہیں۔ ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے مطیع وفرمانبردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے ہیں اور پچھلی رات یعنی تہجد کے وقت اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں۔

پسِ منظر:

اس سے قبل اللہ عزوجل نے حق سے انحراف اور معاشرے کی تباہی اور بگاڑ کا اہم سبب بننے والے عناصر کا تذکرہ کیا۔ساتھ ہی بتلایا کہ ہدایت کے راستے میں یہ چیزیں سب سے بڑی رکاوٹ بنتی ہیں۔

ان میں سرفہرست عورت، بیٹے،سونا، چاندی،سواری، مال،مویشی اور کھیتی باڑی ہے۔ ہر انسان ان میں سے کسی نہ کسی چیز کے ساتھ ضرورت سے زیادہ محبت کرتا ہے اور یہی چیز راہ ہدایت میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔خواہشات کے میدان میں عام طور پر سب سے پہلی خواہش عورت کے ساتھ مرد کی وابستگی ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بطور آزمائش آدمی کے دل میں ان چیزوں کی محبت اور رغبت پیدا فرمائی ہے تاکہ دنیا کا نظام چلتا رہے۔ اگر عورت کے ساتھ مرد کی رغبت اور محبت نہ ہوتو نسب کا سلسلہ آگے نہیں چل سکتا۔اسی تعلق کی خاطر اور ضرورت سے آدمی بیوی کو کھلاتا پلاتا اور اس کی آسائش وآرام کا خیال رکھتا ہے۔ اگر اولاد نہ ہوتو آدمی کی دنیا سے رغبت کم ہوجاتی ہے پھر اولاد میں بیٹوں کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ بیٹا ماں باپ کا سہارا اور ان کے سلسلۂ نسب اور جائیداد کا وارث ہوتا ہے۔ بیٹی کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیدائش پر باپ اپنی ذمہ داریوں میں اضافہ محسوس کرتا ہے۔ جب کہ بیٹے کو اپنا معاون اور مستقبل کا سہارا سمجھتا ہے۔ طبع انسانی کا خیال رکھتے ہوئے بیٹوں کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ بیوی اور بیٹوں کے بعد دنیا کا نظام چلانے اور سہولیات حاصل کرنے کے لیے سونا اور چاندی ہمیشہ سے انسان کے لیے پرکشش سرمایۂ حیات رہا ہے۔ سونے اور چاندی کی بدولت ہی دنیا میں لین دین اور تجارت ہوا کرتی ہے۔ کاروبار کے بعد اچھی سواری آدمی کے لیے آرام کے ساتھ ساتھ باعث عزت ہوتی ہے۔ ہر دور میں گھوڑے کی سواری آدمی کے لیے شان وشوکت کا باعث سمجھی گئی ہے۔

ان تمام نعمتوں کی افادیت اپنی جگہ مسلم اور انہیں دنیا کی زندگی کے بہترین اسباب اور زینت قرار دیا گیا ہے۔ لیکن آدمی کی دانشمندی یہ ہے کہ وہ اس عارضی زندگی اور اس کے اسباب پر نگاہ جمانے اور اکتفا کرنے کی بجائے حیات جاویداں اور لازوال نعمتوں اور ان کے خالق و مالک کی طرف توجہ رکھے اور دنیا کے ذریعے آخرت کے انعامات حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہے جو رب کریم کے پاس صاحب ایمان و کردار لوگوں کے لیے محفوظ ہیں۔

(عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مِنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ أَنْ يَكُوْنَ لَه وَادِيَانِ وَلَنْ يَمْلَأَ فَاهُ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ۔(صحيح البخاری:6436)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر آدم کے بیٹے کے پاس سونے کی ایک وادی ہو تو وہ پسند کرے گا کہ اس کے پاس سونے کی دو وادیاں ہوں۔ اس کے منہ کو مٹی کے علاوہ کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔ اللہ جس پر چاہتا ہے توجہ فرماتا ہے۔

دنیاوی لالچ کی تباہ کاریاں:

عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ: مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِي غَنَمٍ بِأَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِينِهِ (سنن ترمذی:2376) صحیح

''عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہما اپنے والد گرامی سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو بھوکے بھیڑیوں کو اگر بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیا جائے تو وہ اتنی خرابی نہیں مچائیں گے جتنا کہ ایک حریص اور لالچی شخص معاشرے میں بگاڑ اور تباہی پیدا کرتا ہے۔''

﴿رَبَّنَا إِنَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ (ال عمران :16)

''اے ہمارے مالک! ہم ایمان لائے۔تو ہماری خطاؤں سے درگزر فرما اور ہمیں دوزخ کی آگ سے بچالے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہاڑوں کے برابر قرضے سے خلاصی پانے کی دعا

﴿اَللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾(آل عمران:26)

''اے میرے! اللہ تو ملکوں کا مالک ہے۔ تو جسے چاہے حکومت دے۔ جس سے چاہے چھین لے۔ جسے چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے۔ بھلائی تیرے اختیار میں ہے۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔''

﴿تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾(آل عمران:27)

''تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں لے جاتا ہے۔ تو ہی بے جان سے جاندار پیدا کرتا ہے اور تو ہی جاندار سے بے جان پیدا کرتا ہے اور تو ہی جس کو چاہے بے حساب رزق عطا کرے۔''

پسِ منظر:

اللہ تعالیٰ نے جب اپنے حبیب محمد ﷺ کو مکہ میں منصب نبوت سے سرفراز فرمایا اور آپ نے اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچانا شروع کیا۔ مشرکین نے چاروں طرف سے آپ پر طعنہ زنی کا نشانہ بنایا کہ آپ یتیم اور نادار ہیں جبکہ ہم اِس قوم کے سردار ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو نبی بنانا ہوتا تو ہم سرداروں میں سے کسی کو نبی بناتا۔ ہمارے پاس دولت ہے، اولاد ہے، جائیداد ہے۔ جب کہ نبی اکرم ﷺ خود اور آپ کے صحابہ کرام نہایت مفلس تھے۔ کئی کئی دن بھوک میں گزر جاتے۔ اِن حالات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ سے عرض کرتے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے اِن تمام دعووں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تردید کر دی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صبر کی تلقین بھی کر دی کہ جتنا بھی یہ اِس کائنات کا نظام چل رہا ہے۔ سب انتظام اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا نظام ایک خاص حکمت کے تحت چلا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرما دیا ہے کہ میں جس کو جب چاہوں حکومت دے دوں، جب چاہوں حکومت دے کر چھین لوں اور ذلیل کر دوں۔

جس طرح قوم نوح نے جب اللہ کا حکم اور اپنے نبی کی نافرمانی کی تو بتا دیا کہ میں آسمان سے پانی برسا کر اور زمین سے پانی نکال کر تباہ کر سکتا ہوں۔ قوم عاد کو ہوا سے تباہ کر دیا۔ قومِ ثمود کو زلزلہ سے تباہ کیا۔ قوم لوط کو پتھروں سے تباہ کیا اور فرعون کو سمندر میں غرق کر دیا۔ ابرہہ کے ہاتھیوں کو ایک چھوٹے سے پرندے ابابیل سے تباہ و برباد کروا دیا، نمرود کی فوج اور خود نمرود کو مچھروں سے غارت کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا اور نشانیاں بھی دے دیں کہ کوئی چیز بھی میری گرفت سے باہر نہیں ہے۔ اپنے نبی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عزت دی اور آپ کے مخالفوں اور مشرکوں کو ذلیل و خوار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر میں ہر وقت دن ہی رکھتا اور رات نہ ہوتی تو انسان آرام نہ کر سکتا اور رات ہی رہتی اور دن نہ ہوتا تو انسان کام نہ کر سکتا۔ جس سے دنیا کا نظام نہ چل سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے فرما دیا کہ مرغی زندہ ہے میں نے اِس کے جسم سے مردہ یعنی انڈا پیدا کر دیا اور انڈا بے جان ہے میں نے اِس بے جان سے زندہ مرغی کا بچہ پیدا کر دیا۔ میں ہر چیز پر قادر ہوں۔ میں جس کو چاہوں بے حساب رزق دیتا ہوں اور پھر اُس کو آزماتا ہوں کہ یہ بندہ میرا کتنا شکر گزار بنتا ہے یا کہتا ہے کہ یہ دولت میں نے اپنی عقل سے حاصل کی ہے تو پھر میں ایسے ناشکرے کو زمین کے اندر دھنسا بھی دیتا ہوں۔ اِس دعا سے مومنوں میں حوصلہ پیدا ہوا تبھی غزوہ احد کے موقعہ پر ابوسفیان کے نعرہ کے جواب میں مومنوں نے کہا کہ اللہ ہمارا مولا ہے۔

روایت:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: لِمُعَاذِ بْنِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جَبَلٍ أَلا أُعَلِّمُكَ دُعَاءً تَدْعُو بِهِ لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلٍ دَيْنًا لَأَدَّى اللَّهُ عَنْكَ؟ قُلْ يَا مُعَاذُ

"اَللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرِ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ رَحْمَانُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تُعْطِيهِمَا مَنْ تَشَاءُ وَتَمْنَعُ مِنْهُمَا مَنْ تَشَاءُ ارْحَمْنِي رَحْمَةً تُغْنِينِي بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ (المعجم الصغير للطبراني: 228، و حسنه الالبانی فی الترغیب و الترهیب :1821)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے معاذ! میں تمہیں ایسے کلمات سکھلاتا ہوں، تم ان کو پڑھا کرو، تمہارے اوپر اگر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوا تو اللہ تعالیٰ اس سے خلاصی عطاء کر دے گا۔ آپ ﷺ نے یہ کلمات سکھلائے:

''اے میرے اللہ! تو ملکوں کا مالک ہے۔ تو جسے چاہے حکومت دے۔ جس سے چاہے چھین لے۔ جسے چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے۔ بھلائی تیرے اختیار میں ہے۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اے دنیا و آخرت کے مہربان! تو جسے چاہتا ہے اُسے عطاء کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے روک لیتا ہے، تو مجھ پر اپنی خاص رحمت نازل فرما، جو مجھے تیرے سوا ہر کسی سے بے نیاز کر دے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کی اپنے بچے کے لیے دعا

﴿رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾(ال عمران:35)

"اے میرے پروردگار! میں اس بچے کو جو میرے پیٹ میں ہے۔ تیری نذر کرتی ہوں۔ یہ تیرے حکم پر عمل کرنے کے لیے وقف ہوگا۔ تو اس میری پیشکش کو قبول فرما۔ تو سننے اور جاننے والا ہے۔"

پسِ منظر (وضاحت):

ابنِ کثیر نے اس آیت کی وضاحت کی ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کے والد کا نام عمران تھا۔ عمران کی بیوی (یعنی حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ) کا نام حنہ بنت فاقوذ تھا۔ (تفسیر قرطبی) محمد بن اسحاق کا فرمان ہے کہ عمران کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوتی تھی۔ جس کی وجہ سے عمران کی بیوی حنہ بہت پریشان رہتی تھیں۔ ایک دن انہوں نے ایک چڑیا کا گھونسلا دیکھا کہ وہ بچوں سے بھرا ہوا ہے اور چڑیا اپنے بچوں کو کچھ کھلا رہی ہے۔ جب حنہ نے چڑیا کو اپنے بچوں کو کھلاتے ہوئے دیکھا تو ان کے دل میں بچے کی حسرت جاگزین ہوئی تو اس وقت انہوں نے نہایت ہی خلوص سے اللہ کو پکارا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا اور حاملہ ہوگئیں۔ جب ان کو یقین ہوگیا میرے ہاں اب بچہ پیدا ہونے والا ہے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی: اے اللہ! تو مجھے جو بھی اولاد دے گا میں اسے تیرے نام پر بیت المقدس کی خدمت کے لیے وقف کردوں گی۔ اے اللہ! تو میری اس مخلصانہ کوشش کو قبول فرما۔ تو میری اس دعا کو بھی سن رہا ہے اور تو میری نیت کو بھی جانتا ہے۔ اب عمران کی بیوی کو معلوم نہ تھا کہ لڑکا پیدا ہوگا یا لڑکی ہوگی جبکہ ان کی سوچ یہی تھی کہ ان کے بیٹا پیدا ہونے والا ہے۔ لیکن جب ان کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی تو ان کے دل میں یہ بات آئی کہ لڑکی تو اس قابل نہیں کہ بیت المقدس کی خدمت کرسکے۔ خدمت کے لیے تو لڑکا ہونا چاہیے۔ حنہ نے اپنی مانی نذر کو پورا کرنے کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے اپنی بیٹی مریم کو اللہ تعالیٰ کے گھر کی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔ساتھ ہی یہ بات کہی کہ اے اللہ! جانتا ہے کہ میرے ہاں بیٹی پیدا ہوئی ہے اور میں نے اس کو اپنی منت پوری کرنے کے لیے تیرے گھر کی خدمت کے لیے وقف کر چکی ہوں۔اے اللہ! تو یہ جانتا ہے کہ بیٹی بیٹے کی طرح نہیں ہو سکتی۔اے اللہ! میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔اے اللہ! میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے۔اے اللہ! تو اس کو اپنے گھر کی خدمت کے لیے میری طرف سے قبول فرمالے۔بلاشبہ تو ہی قبول کرنے والا ہے۔

دعا کے الفاظ:

﴿فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾(آل عمران:35)

''اے میرے پروردگار! تو اِس میری پیشکش کو قبول فرما۔تو سننے اور جاننے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اِس کو قبول فرمایا اور اِس کو بہترین طریقہ سے پروان چڑھایا اور حضرت مریم علیہا السلام کے خالو اور اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت زکریا علیہ السلام کو اِس کا سرپرست بنایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نعمت اولاد سے مایوس لوگوں کے لیے مجرب دعا

حضرت زکریا علیہ السلام کی حصولِ اولاد کے لیے دعا:

﴿رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ﴾(آل عمران:38)

''حضرت زکریا نے اپنے رب کو پکارا پروردگار اپنی قدرت سے مجھے نیک اولاد عطا کر تو ہی دعا سننے والا ہے۔''

پسِ منظر:

حضرت مریم علیہا السلام جب بڑی ہوئیں تو انہیں حضرت زکریا علیہ السلام کی کفالت میں دیا گیا۔ اس زمانے کے مذہبی رواج کے مطابق اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف لوگ دنیا چھوڑ کر مسجد اقصیٰ میں تعلیم وتربیت اور ذکر واذکار میں مصروف رہا کرتے تھے۔ ان میں وہ عورتیں بھی شامل ہوتی تھیں جنھوں نے اپنے آپ کو دنیاوی معاملات سے الگ کرلیا ہوتا تھا۔ چنانچہ حضرت مریم علیہا السلام انھی ذکر کرنے والیوں میں شامل ہو کر اپنے حجرے میں عبادت میں مصروف رہا کرتی تھیں۔ ان کے کھانے پینے کا انتظام ان کے خالو حضرت زکریا علیہ السلام کے سپرد تھا۔ ایک دن زکریا علیہ السلام ان کے ہاں حجرے میں تشریف لائے تو ان کے پاس غیر موسمی عمدہ قسم کے پھل دیکھ کر ششدر رہ گئے۔ حیران ہو کر پوچھا: بیٹی مریم! یہ پھل کہاں سے آئے ہیں؟ مریم علیہا السلام نے جواب دیا کہ یہ اللہ عزوجل کی عطا کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بلا حدوحساب رزق سے نوازتا ہے۔ یہ سن کر اور اللہ کی قدرت دیکھتے ہی حضرت زکریا علیہ السلام کے رونگٹے کھڑے ہوئے اور ان کا وجود تھرّانے لگا اور بے ساختہ اللہ کے حضور ہاتھ اٹھے اور فریاد کرنے لگے اور مذکورہ بالا دعا کے کلمات سے اللہ کو پکارنے لگے: اے میرے رب! مجھے بھی اپنی جناب سے نیکو کار اولاد نصیب فرما یقیناً تو دعا سننے والا ہے۔ زکریا علیہ السلام ابھی اسی حجرے میں نماز کی حالت میں کھڑے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کا نزول ہوا، انہوں نے جناب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زکریا علیہ السلام کو یہ نوید سنائی: اے زکریا! خوش ہو جایئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بیٹا عطا فرمائیں گے ،جس کا نام یحییٰ ہوگا، وہ اللہ تعالیٰ کے کلمے کی تصدیق کرے گا، وہ سردار ہوگا، نہایت ہی پاک باز، اپنے آپ کی حفاظت کرنے والا اور وہ انبیاء میں سے ہوگا۔

پرخلوص انداز، کامل یقین، مکمل یکسوئی اور پوری توجہ کے ساتھ ان الفاظ میں دعا کرنے والا محرومیت کا شکار نہیں رہے گا۔

دعا کے الفاظ:

﴿رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ﴾(آل عمران: 38)

''حضرت زکریا نے اپنے رب کو پکارا پروردگار اپنی قدرت سے مجھے نیک اولاد عطا کر تو ہی دعا سننے والا ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مستقل مزاج رہنے کے لیے دعا

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ﴾(ال عمران:147)

''اے ہمارے پروردگار! ہمارے گناہوں کو بخش دے۔ہم سے ہمارے کاموں میں جو زیادتی ہوئی ہے اُسے معاف فرما۔ہمیں ثابت قدمی عطا فرما اور کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔''

پس منظر:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے احد کی لڑائی کے وقت یہ دعا مانگی تھی۔ اِس سے قبل غزوہ بدر میں مسلمان تاریخی فتح حاصل کر چکے تھے۔غزوہ احد میں مشرکین کی تعداد تین ہزار تھی اور مسلمان مدینہ سے نکلتے وقت ایک ہزار تھے۔راستہ میں منافق عبداللہ بن اُبی اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر واپس آ گیا۔عبداللہ بن اُبی کا خیال تھا کہ میرے واپس جانے سے ایک طرف ابو سفیان میرے ساتھ خوش ہو جائے گا اور دوسری طرف مسلمانوں کی طاقت کمزور ہو جائے گی۔ اُس کا یہ بھی خیال تھا کہ ہمیں واپس جاتا دیکھ کر شاید کچھ دوسرے گروہ بھی واپس آ جائیں۔ اُس کا یہ اندازہ بالکل ٹھیک نکلا۔عبداللہ بن ابی اور اُس کے ساتھیوں کو واپس جاتا دیکھ کر بنو سلمہ اور بنو حارثہ کے کچھ لوگ بھی واپس جانے کو تیار ہو گئے۔جس پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اُن کو تقویت دی اور وہ واپس نہ گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اور اِن دونوں گروہوں کے سرداران جناب سعد بن معاذ جو اوس قبیلہ کے سردار تھے اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما جو کہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے کے ذریعے سے ان کو سمجھایا۔اس طرح لوگوں نے واپس جانے کا ارادہ چھوڑ کر دلجمعی کے ساتھ وہاں رُک گئے۔

جنگ کے آغاز سے قبل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں پچاس تیرانداز اُحد پہاڑی کی پچھلی جانب ایک درے پر مقرر کیے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاکید فرمائی کہ حالات خواہ کیسے ہی ہوں تم نے اِس درے کو نہیں چھوڑنا اور اس طرف سے آنے والے دشمن سے نبرد آزما ہونا۔لیکن جنگ کے پہلے مرحلے میں جب دشمن کو شکست ہوئی ،وہ میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور مسلمانوں نے مالِ غنیمت سمیٹنا شروع کر دیا تو اِن تیر اندازوں کی اکثریت نے اپنے کمانڈر کی طرف سے اللہ کے رسول ﷺ سے کیے گئے وعدے یاددلانے کے باوجود اپنی جگہ چھوڑ دی اور مالِ غنیمت جمع کرنے لگے۔ان کے بعد درے پر موجود کمانڈر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ سمیت دس لوگ تھے۔جس کا فائدہ خالد بن ولید نے جو اُس وقت مسلمان نہ تھے اور کفار کی طرف سے جنگ میں حصہ لے رہے تھے،حملہ کر دیا اور مسلمان شکست سے دوچار ہوئے۔اِسی دوران رسول اللہ ﷺ کی شہادت کی افواہ پھیل گئی ۔جس سے مسلمانوں میں مزید بد دلی پھیل گئی۔ان حالات میں بعض مسلمان یہ کہنے لگے کہ چلو اب ہم عبداللہ بن اُبی کے پاس چلیں جو ہمیں ابوسفیان سے امان لے دے۔

اِن حالات کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے کہ اگر نبی شہید ہو جائیں یا طبعی موت فوت ہو جائیں تو کیا تم لوگ اپنے پرانے دین کی طرف پھر جاؤ گے۔اِس سے اللہ تعالیٰ کا کوئی نقصان نہ ہوگا۔ بلکہ تم ہی دوزخ کے حق دار ہو جاؤ گے۔ اِس سے قبل بھی نبیوں کے ساتھ مشکل وقت آئے۔ انہوں نے مشکل وقت میں بھی اللہ کی راہ میں اللہ کا کلمہ بلند کرنے کے لیے جنگ کی۔ جو کوئی دنیا کے لیے کوشش کرتا ہے ہم اُسے دنیا ہی میں دے دیتے ہیں اور جو کوئی آخرت کے لیے سعی کرتا ہے۔اس کو ہم دنیا میں بھی نوازتے ہیں اور آخرت میں بھی ثواب دیتے ہیں۔کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا اور میرے رسول کے حکم کی نافرمانی نہ کرو۔ مشکل وقت میں صبر سے کام لو اللہ تعالیٰ صابروں کو پسند کرتا ہے اور جو صبر کرتے ہیں۔ مشکل وقت یہ دعا کرتے ہیں:

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ﴾(آل عمران:147)

”اے ہمارے پروردگار! ہمارے گناہوں کو بخش دے۔ ہم سے ہمارے کاموں میں جو زیادتی ہوئی ہے اُسے معاف فرما۔ ہمیں ثابت قدمی عطا فرما اور کافروں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔"

یہاں اس دعا میں ﴿فِیْ أَمْرِنَا﴾ (ہمارا کام) کے الفاظ سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ والے دین کی خدمت اور جہاد فی سبیل اللہ کو کسی پر احسان کے طور پر نہیں بلکہ اپنا فرض سمجھ کر ادا کیا کرتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے عام معافی:

﴿وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ﴾(آل عمران :152)

"اور البتہ تحقیق اللہ نے تمہیں معاف کر دیا ہے، اور اللہ ایمانداروں پر فضل کرنے والا ہے۔"

دعا کے الفاظ:

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ﴾(ال عمران:147)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صاحبِ ایمان لوگوں کی اللہ عزجل سے مناجات

﴿رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَـٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾(آل عمران:191)

”اے میرے پروردگار! تو نے یہ جہاں بے فائدہ نہیں بنایا۔ تو پاک ہے۔ پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔“

﴿رَبَّنَا إِنَّكَ مَن تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ﴾(آل عمران:192)

”اے ہمارے پالنے والے! تو جس کو دوزخ میں ڈالے یقیناً تو نے اُس کو رسوا کیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔“

﴿رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ﴾(آل عمران:193)

”اے ہمارے رب! ہم نے اعلان کرنے والے کی آواز کو سنا وہ بلند آواز سے ایمان کی طرف بلا رہا ہے کہ لوگو! اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ پس ہم ایمان لے آئے۔ اے اللہ! اب تو ہمارے گناہوں کو معاف فرما اور ہماری برائیاں ہم سے دور کردے اور ہماری موت بھی نیک لوگوں کے ساتھ کر۔“

﴿رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ﴾(آل عمران:194)

”اے ہمارے رب! ہمیں وہ کچھ دے جس کا وعدہ تو نے ہم سے اپنے رسولوں کی زبانی کیا تھا اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر یقیناً تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تفسیر:

جولوگ زمین وآسمان کی تخلیق اور کائنات کے دیگر اسرار ورموز پر غور کرتے ہیں، انہیں کائنات کے خالق اور اس کے حقیقی مالک کی معرفت حاصل ہوجاتی ہے اور وہ اس بات کو سمجھ جاتے ہیں کہ اتنی طویل وعریض کائنات کا یہ لگا بندھا نظام جس میں ذرا خلل واقع نہیں ہوتا، یقیناً اس کے پیچھے ایک ذات ہے جو اسے چلا رہی ہے اور اس کی تدبیر کر رہی ہے اور وہ ہے اللہ کی ذات۔ آگے ان ہی اہل دانش کی صفات کا تذکرہ ہے کہ وہ اٹھتے بیٹھتے اور کروٹوں پر لیٹے ہوئے اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔

یہ دعائیں سورہ آل عمران کی آخری دس آیات میں مذکور ہیں اوران دس آیات میں سے پہلی آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی قدرت وطاقت کی چند نشانیاں بیان فرمائی ہیں اور فرمایا ہے کہ یہ نشانیاں ضرور ہیں لیکن کن کے لئے؟ اہل عقل ودانش کے لئے اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان عجائبات تخلیق اور قدرت الٰہیہ کو دیکھ کر بھی جس شخص کو باری تعالیٰ کا عرفان حاصل نہ ہو، وہ اہل دانش ہی نہیں۔ لیکن یہ المیہ بھی بڑا عجیب ہے کہ عالم اسلام میں (دانش ور) سمجھا ہی اس کو جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں تشکیک کا شکار ہو۔ فَإِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ دوسری آیت میں اہل دانش کے ذوق ذکر الٰہی اور ان کا آسمان وزمین کی تخلیق میں غور وفکر کرنے کا بیان ہے۔ جیسا کہ حدیث میں بھی آتا ہے نبی ﷺ نے فرمایا کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔ اگر کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتے تو بیٹھ کر اور بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے تو کروٹ کے بل لیٹے لیٹے ہی نماز پڑھ لو (صحیح البخاری)

ایسے لوگ جو ہر وقت اللہ کو یاد کرتے اور رکھتے ہیں اور آسمان وزمین کی تخلیق اور اس کی حکمتوں پر غور کرتے ہیں جن سے خالق کائنات کی عظمت وقدرت، اس کا علم واختیار اور اس کی رحمت وربوبیت کی صحیح معرفت انہیں حاصل ہوتی ہے تو وہ بے اختیار پکار اٹھتے ہیں کہ رب کائنات نے یہ کائنات یوں ہی بے مقصد نہیں بنائی ہے بلکہ اس سے مقصد بندوں کا امتحان ہے۔ جو امتحان میں کامیاب ہوگیا، اس کے لئے ابدالآباد تک جنت کی نعمتیں ہیں اور جو ناکام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوا اس کے لئے عذاب نار ہے۔اس لئے وہ عذاب نار سے بچنے کی دعا بھی کرتے ہیں۔اس کے بعد والی تین آیات میں بھی مغفرت اور قیامت کے دن کی رسوائی سے بچنے کی دعائیں ہیں۔

آخری دس آیات:

نبی اکرم ﷺ جب رات کو جب تہجد کے لئے اٹھتے تو

﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ﴾

یعنی سورہ آل عمران کے آخری رکوع کی تلاوت کرتے اور اس کے بعد وضو کرتے۔(صحیح البخاری:4569)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا

حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نے اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ میں دعا کی:

﴿اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِّأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِّنكَ وَارْزُقْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ﴾ (المائدة:114)

"اے ہمارے رب! ہم پر آسمان سے ایک خوان نازل فرما جو ہمارے لیے اور ہمارے اگلے اور پچھلوں کے لیے خوشی کا موقع قرار پائے تیری طرف سے ایک نشانی ہو۔ ہم کو رزق دے اور تو بہترین رزاق ہے۔"

پس منظر:

اس کے پس منظر میں یوں کہہ سکتے ہیں جب یہودیوں کی سازشوں اور پروپیگنڈہ کی بنا پر کوئی شخص بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر خاص کرم فرماتے ہوئے کچھ لوگوں کے دل ہدایت کے لیے کھول دیے۔ جس کو بیان کرتے ہوئے ﴿اَوْحَيْتُ﴾ کے الفاظ استعمال فرمائے: اے عیسیٰ! اللہ ہی نے تمہارے حواریوں کے دل میں القا کیا کہ آگے بڑھ کر عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاؤ اور اس کے دست و بازو بن جاؤ۔

قرآن مجید کے دوسرے مقام پر اس کی یوں وضاحت ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ فَآمَنَت طَّائِفَةٌ مِّن بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَفَرَت طَّائِفَةٌ فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ﴾ (الصف:14)

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے دین کے مددگار بن جاؤ۔ جیسے عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا اللہ کی طرف (بلانے میں) میرا کون مددگار ہے؟ تو حواریوں نے کہا تھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں پھر بنی اسرائیل کا ایک گروہ تو ایمان لے آیا اور دوسرے گروہ نے انکار کر دیا ہم نے ایمان لانے والوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد کی لہٰذا وہی غالب رہے۔''

حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کا اعلان تو کر دیا لیکن ساتھ ہی نہایت ادب کے ساتھ ملتمس ہوئے کہ اے جناب عیسیٰ علیہ السلام! کیا یہ ممکن ہے آپ کا رب آسمان سے ہمارے لیے کھانوں سے بھرپور دستر خوان نازل کرے؟﴿هَلْ يَسْتَطِيعُ﴾ کے معنی یہ نہیں کہ انہیں شک تھا کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے دستر خوان نازل نہیں کر سکتا۔ یقیناً وہ جانتے تھے کہ جو رب من وسلوی اور بارش نازل کر سکتا ہے وہ پکا پکایا کھانا بھی نازل کر سکتا ہے۔ کیا آپ کا رب طاقت رکھتا ہے؟ کا مقصد یہ تھا کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی اور اس کی حکمت کے منافی نہ ہو تو وہ ہم پر دستر خوان نازل فرمائے تاکہ ہم یہ فوائد حاصل کر سکیں۔

① ۔اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ پکوان کو خوب مزے لے لے کر سیر ہو کر کھائیں۔

② ۔جس طرح ابراہیم علیہ السلام کے سامنے پرندوں کا معجزہ ظاہر ہوا اور وہ اطمینان قلب کی دولت سے مالا مال ہوئے ہم بھی دستر خوان سے لطف اندوز ہونے کے ساتھ قلبی اطمینان چاہتے ہیں۔

③ ۔اس اطمینان قلب اور انشراح صدر کے بعد ہم لوگوں کے سامنے شد و مد اور بھرپور طریقہ کے ساتھ آپ کی نبوت کا پرچار کریں گے۔

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں تم پر اپنی نعمتوں سے بھرپور دستر خوان نازل کروں گا لیکن یاد رکھنا اس کے بعد جس کسی نے انکار کیا تو اسے ایسے عذاب سے دوچار کیا جائے گا کہ جس کی مثال دنیا میں پہلے نہ ہوگی۔ دستر خوان کے نزول کے بارے میں مفسرین کی دو آرا پائی جاتی ہیں ایک طبقہ کا خیال ہے کہ دستر خوان نازل ہوا جب کہ دوسرے فریق کا خیال ہے کہ عذاب کی وارننگ سن کر حواریوں نے اس مطالبہ سے توبہ کر لی تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوسری دعا

اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کے لیے دعا کی:

﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (المائدة:118)

''اے اللہ! آپ اگر سزا دیں گے تو یہ آپ ہی کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف کر دیں گے تو آپ غالب اور دانا ہیں۔''

پس منظر:

عیسائیوں کے باطل عقیدہ کی وجہ سے ایسا بھی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کے سامنے بڑے جلال کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کرے گا کہ اے مریم کے بیٹے عیسیٰ کیا تو نے عیسائیوں کو یہ تبلیغ کی تھی کہ مجھے اور میری والدہ کو اللہ کے سوا معبود بنا لو؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کانپتے ہوئے ہونٹوں اور لڑکھڑاتی زبان سے اپنے رب کے حضور التجا کریں گے کہ اے رب ذوالجلال والاکرام! میں وہ بات کہنے کی کس طرح جرأت کر سکتا تھا جس کے کہنے کا مجھے اختیار نہ تھا۔ الٰہی اگر میں نے یہ بات ان لوگوں کو کہی ہوتی میرے الفاظ اور میرے دل کی حالت کو آپ جانتے ہیں آپ میرے دل کی سچائی اور عاجزی سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ البتہ میں نہیں جانتا آپ میرے بارے میں کیا فیصلہ فرمانے والے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی فریاد کو جاری رکھتے ہوئے عرض کریں گے: میں نے تو انہیں پوری زندگی یہی بات بار بار کہی اور سمجھائی کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ میں ان کے بارے میں اتنی ہی شہادت دے سکتا ہوں جب تک میں ان میں موجود رہا جب تو نے مجھے فوت کر لیا۔ تو ہی ان کا نگہبان تھا اور تو ہی ان کے عقیدے اور عمل کو جاننے والا ہے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ فریاد کرتے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام اس قدر عاجزی وانکساری کا اظہار کریں گے کہ انکے جسم کے ایک ایک رونگٹے سے پسینا بہنا شروع ہو جائے گا۔ بالآخر سراپا التجا بن کر عرض گزار ہوں گے کہ تو انہیں عذاب کرے تیرے ہی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بندے ہیں اگر معاف فرمادے تو تجھے روکنے اور ٹوکنے والا کوئی نہیں۔ تو اپنے فیصلے صادر کرنے پر غالب اور نہایت حکمت والا ہے۔ اس عاجزی اور بار بار فریاد کرنے کے باوجود رب ذوالجلال فرمائے گا کہ آج سچے لوگوں کو ان کی سچائی کا ہی فائدہ پہنچے گا۔

تفسیر:

اس کا مطلب یہ کہ اے اللہ! ان کا معاملہ تیری مشیت کے سپرد ہے، اس لئے کہ تو ﴿فَعَّالٌ لِمَا يُرِيدُ﴾ بھی ہے، (جو چاہے کرسکتا ہے) اور تجھ سے کوئی باز پرس کرنے والا بھی نہیں ہے۔

﴿لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ﴾ (الأنبياء: 23)

"اللہ جو کچھ کرتا ہے، اس سے باز پرس نہیں ہوگی، لوگوں سے ان کے کاموں کی باز پرس ہوگی۔"

گویا اس دعائیہ آیت میں اللہ کے سامنے بندوں کی عاجزی و بے بسی کا اظہار بھی ہے اور اللہ کی عظمت وجلالت اور اس کے قادر مطلق اور مختار کل ہونے کا بیان بھی اور پھر ان دونوں باتوں کے حوالے سے عفو ومغفرت کی التجا بھی۔ سبحان اللہ! کیسی عجیب وبلیغ اور اعجاز والی آیت ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نوافل میں اس آیت کو پڑھتے ہوئے ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ بار بار ہر رکعت میں اسے ہی پڑھتے رہے، حتیٰ کہ صبح ہوگئی۔ (سنن ابن ماجہ:1350)

دعا:

اے اللہ! اگر تو ان کو سزا دے تو یہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو تو زبردست غلبے والا اور حکمت والا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاریخ انسانی کی پہلی دعا

حضرت آدم اور اماں حوا علیہما السلام کی اللہ تعالیٰ سے توبہ کے لیے دعا:

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾ (اعراف: 23)

"اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اب اگر تو نے درگزر نہ کیا تو یقیناً ہم تباہ ہو جائیں گے۔"

پس منظر:

شرفِ انسانی:

⊙۔ اللہ عزوجل نے دنیا جہاں کی ہر چیز کو کُن کہہ کر بنایا جبکہ انسان کو اپنے مقدس ہاتھ سے بنایا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَ يَا اِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ﴾ (ص: 75)

"فرمایا: اے ابلیس! تمہیں اس کے سامنے سجدہ کرنے سے کس نے منع کیا جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا، کیا تو نے تکبر کیا یا تو بڑوں میں سے تھا۔"

⊙۔ اللہ عزوجل نے تمام مخلوقات کے مقابلے انسان کو خوبصورت اور احسن تخلیق سے نوازا۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْۤ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ﴾ (التین: 04)

"بلاشبہ ہم نے انسان کو بڑے عمدہ انداز میں پیدا کیا ہے۔"

⊙۔ اللہ عزوجل نے انسان کو دیگر مخلوقات کے مقابلے میں علم میں فوقیت عطاء فرمائی:

﴿وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْبِئُوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ﴾ (البقرة: 31)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اور اللہ نے آدم کو سب چیزوں کے نام سکھائے پھر ان سب چیزوں کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا پھر فرمایا مجھے ان کے نام بتاؤ اگر تم سچے ہو۔''

⊙۔ اللہ عز و جل نے تمام فرشتوں سے سجدہ کروایا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ o فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ﴾(صٓ:72، 73)

''پھر جب میں اسے پورے طور پر بنا لوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو اس کے لیے سجدہ میں گر پڑنا۔ پھر سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔''

شیطانی تکبر:

سجدہ کا حکم ہوتے ہی تمام ملائکہ آدم علیہ السلام کے سامنے سربسجود ہوئے لیکن شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کا احترام و مقام دیکھ کر حسد اور تکبر کی وجہ سے سجدہ ریز ہونے سے نہ صرف انکار کیا بلکہ وہ جرم پر جرم اور گستاخی پر گستاخی کرتا چلا گیا۔ قرآن مجید میں اس جگہ اجمال ہے جبکہ دوسرے مقامات پر شیطان کے انکار کی تفصیلات یوں بیان کی گئی ہیں:

﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَآئِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوٓا إِلَّا إِبْلِيسَ قَالَ ءَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِينًا﴾(بنی اسرائیل:61)

''اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو ابلیس کے علاوہ سب نے سجدہ کیا اور اس نے کہا کہ کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔''

﴿أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَّخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ﴾(الاعراف:12)

''میں آدم سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے اور اسے مٹی سے پیدا کیا ہے۔''

﴿قَالَ أَرَءَيْتَكَ هَٰذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا﴾(بنی اسرائیل:62)

''شیطان نے کہا: دیکھ لے اسے تو نے مجھ پر بزرگی دی ہے لیکن اگر مجھے قیامت تک تو نے ڈھیل دی تو میں اس کی اولاد پر غلبہ حاصل کرلوں گا تھوڑے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگ ہی بچیں گے۔"

﴿قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ﴾(صٓ:82)

"کہنے لگا: تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو بہکا دوں گا۔"

﴿قَالَ لَمْ أَكُنْ لِأَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ﴾(الحجر:33)

"شیطان نے کہا میں ایسا نہیں کہ انسان کو سجدہ کروں جسے تو نے کالی اور سڑی ہوئی کھنکھناتی مٹی سے پیدا کیا ہے۔"

حسد اور تکبر وہ بری چیز ہے کہ جس سے انسان کے تمام اعمال غارت اور بسا اوقات دنیا ہی میں ذلت ورسوائی سے دو چار ہونا پڑتا ہے۔ سرور دو عالم ﷺ نے تکبر کا مفہوم اور اس کے نقصانات یوں ذکر فرمائے ہیں:

(اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ)(صحیح مسلم)

"تکبر حق بات کو چھپانا اور لوگوں کو حقیر جاننے کا نام ہے۔"

ابلیس کی آدم علیہ السلام سے دشمنی:

اسی سورۃ کی آیت 189 میں ذکر ہوا ہے:

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا کو آدم علیہ السلام سے ہی پیدا فرمایا۔ پھر آدم اور ان کی بیوی کو جنت میں رہنے کا حکم ہوا۔ ساتھ ہی ان کو یہ بات بتلا دی گئی کہ صرف اس ایک درخت کے سوا باقی ہر چیز کھا سکتے ہو۔ اس کے قریب گئے تو ظالموں میں شمار کیے جاؤ گے۔ لیکن شیطان نے انتقام لینے اور ان کو برہنہ کرنے کے لیے ان کے دل میں وسوسہ پیدا کر کے انہیں باور کرایا کہ تمہیں اس درخت سے محض اس لیے روکا گیا ہے کہیں تم فرشتے بن کر ہمیشہ کے لیے جنت کے باسی نہ بن جاؤ۔ نامعلوم شیطان لعین ان کو پھسلانے کی کتنی مدت کوشش کرتا رہا جب اس نے دیکھا کہ یہ دونوں میرے جال میں نہیں پھنس رہے تو اس نے اللہ کی قسمیں اٹھائیں کہ میں تمہیں دشمنی کی بناء پر نہیں بلکہ خیر خواہی کے جذبہ سے مشورہ دے رہا ہوں کہ تمہیں اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درخت کا ذائقہ ضرور چکھنا چاہیے۔ چنانچہ آدم علیہ السلام اور ان کی رفیقۂ حیات نے شیطان کی قسموں پر اعتبار کرتے ہوئے اس درخت کا ذائقہ چکھ لیا۔ جونہی انہوں نے درخت کا ذائقہ چکھا تو ان کے لباس اتر گئے اور وہ شرم کے مارے جنت کے پتوں سے اپنی شرم گاہوں کو ڈھانپنے کی کوشش کر رہے تھے اس حالت میں اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو آواز دی کیا میں نے تمہیں اس سے پہلے منع نہیں کیا تھا کہ تم دونوں اس درخت کے قریب نہ جانا اور میں نے یہ بھی تمہیں سمجھایا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے اس سے بچ کر رہنا لیکن تم نے وہ کیا جس سے تمہیں روکا گیا تھا۔

وسوسہ کا معنی ہے کہ کسی کے دل میں برا خیال ڈالنا یا اس کے کان میں سرگوشی کے انداز میں بری بات کہنا بعض مفسر یہاں اس الجھن کا شکار ہوئے ہیں کہ شیطان کو جنت میں جانے کی اجازت نہ تھی تو پھر اس نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی کے دل میں کس طرح وسوسہ ڈالا۔ اس الجھن سے نکلنے کے لیے اسرائیلی روایات کا سہارا لیتے ہوئے کہا کہ شیطان سانپ کی شکل میں جنت میں داخل ہوا۔ کچھ مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت کے دروازے کے قریب آئے تو شیطان ان کو ورغلانے میں کامیاب ہوا۔

شیطان کی قوت وحرکت کا تذکرہ کرتے ہوئے نبی معظم ﷺ نے فرمایا کہ شیطان دور کھڑا ہو کر بھی انسان پر اثر انداز ہوتا ہے اور کبھی خون کی گردش کی طرح انسان کے جسم میں سرایت کر جاتا ہے۔ جہاں تک دور کھڑے ہو کر اثر انداز ہونے کا تعلق ہے ٹی وی کے فحش پروگرام اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ بعض اہل علم نے اس بات پر تعجب کا اظہار کیا ہے کہ آدم ﷺ تو مسجود ملائکہ ہونے کی وجہ سے افضل المقام تھے پھر انہیں فرشتہ یا اس کا ہم پلہ ہونے کا کس طرح خیال آیا؟ اس کے ساتھ ہی وہ اس بات پر تعجب کا اظہار کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کو جنت میں رہنے کا حکم دیا تھا تو پھر انہیں کس طرح خدشہ پیدا ہوا کہ وہ یہاں سے نکال دیے جائیں گے؟

قرآن مجید نے اس مقام پر لفظ غرور استعمال کرکے اس الجھن کو دور کر دیا ہے۔ غرر کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معنی ہے حقیقت کے خلاف کوئی چیز پیش کرنا یا حقیقت کے خلاف مغالطہ دینا۔

غرر کا مقصد ہی دوسرے کی عقل وفہم پر پردہ ڈالنا ہوتا ہے۔ اس لیے شیطان بار بار اللہ تعالیٰ کی قسمیں اٹھانے کے بعد حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی کو دھوکا دینے میں کامیاب ہوا کیونکہ ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کے نام کی یہ پہلی قسم تھی جس کی وجہ سے وہ دھوکا کھا گئے آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ شیطان اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم بھی اٹھا سکتا ہے۔

(عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ رَجُلٌ عَلَى فَضْلِ مَاءٍ بِطَرِيقٍ يَمْنَعُ مِنْهُ ابْنَ السَّبِيلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِلدُّنْيَا فَإِنْ أَعْطَاهُ مَا يُرِيدُ وَفَى لَهُ وَإِلَّا لَمْ يَفِ لَهُ وَرَجُلٌ سَاوَمَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ بِاللّٰهِ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَأَخَذَهَا)(صحيح البخاری:2672)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا تین قسم کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ بات کریں گے نہ ان کو گناہوں سے پاک کریں گے ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔۔۔ ایسا آدمی جو دوسرے شخص کو سودا عصر کے بعد اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر فروخت کرے کہ وہ اسے فلاں قیمت پر ملا ہے تو لینے والا اس کی تصدیق کرتے ہوئے اس سے لے لے حالانکہ بیچنے والے نے وہ چیز اس قیمت پر نہیں خریدی۔

(عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ رَفَعَهُ إِلَى حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ قَالَ حَتَّى يَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا)(صحيح البخاری:2079)

عبداللہ بن حارث حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے پاس گئے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا خرید وفروخت کرنے والوں کو اختیار ہے جب تک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ علیحدہ نہ ہوجائیں یا فرمایا یہاں تک کہ وہ علیحدہ ہوجائیں تو اگر وہ دونوں سچے ہوں گے اور چیز کے نقص کی وضاحت کریں گے تو ان کے لیے اس سودے میں برکت ڈال دی جائے گی، اگر وہ چھپائیں اور جھوٹ بولیں گے تو ان کے سودے سے برکت ختم کردی جائے گی۔

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ:

اللہ تعالیٰ نے جونہی آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی سے فرمایا کہ کیا میں نے تمہیں اس درخت کے قریب نہ جانے اور شیطان کی دشمنی سے آگاہ نہیں کیا تھا؟ یہ فرمان سنتے ہی دونوں نہایت عاجزی اور شرمساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور ان الفاظ میں معافی مانگنے لگے اے ہمارے رب! اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم نے اپنے آپ پر ہی ظلم کیا ہے۔ اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ہم نقصان پانے والوں میں ہوں گے۔ آخرت کا خسارہ واضح ہے دنیا کی زندگی میں نقصان یہ ہے کہ تو نے ہمیں عزت وعظمت سے نوازا لیکن ہم اپنی غلطی کی وجہ سے یہ مقام کھوچکے ہیں۔ اس سے پہلی آیت میں ﴿ دَلّٰ ﴾ کا لفظ آیا ہے جس کا معنیٰ ہے اوپر سے نیچے آنا یہ گراوٹ روحانی بھی ہوسکتی ہے اور مکانی بھی۔ یہاں دونوں قسم کا تنزل پایا جاتا ہے۔ سورۃ البقرۃ کی آیت 32 تا 37 کی تفسیر میں ہم نے عرض کیا ہے کہ اس مقام پر تینوں قسم کی مخلوق کی فطرت کا فرق نمایاں ہوتا ہے۔ ملائکہ نے معمولی لغزش پر لفظ سبحان کے ساتھ معذرت کی انہیں اسی طرح ہی قربِ الٰہی حاصل رہا۔ شیطان اپنے گناہ پر مصر رہا تو ہمیشہ کے لیے راندۂ درگاہ اور لعنتی قرار پایا۔ آدم علیہ السلام اپنی خطا پر معذرت خواہ ہوئے تو ان کی معذرت قبول کرلی گئی تاہم یہ حکم ہوا تم سب کے سب زمین پر اتر جاؤ کیونکہ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو۔ زمین تمہارے لیے عارضی طور پر جائے قرار اور ایک معین مدت تک زیست کا سامان ہے ہاں یاد رکھو کہ اب تمہیں زمین میں جینا اور مرنا ہے اور اسی سے ہی محشر کے دن اٹھایا جانا ہے۔ آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارتے وقت کہا گیا تھا کہ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو یہاں ایک دوسرے کا دشمن ہونے سے مراد پہلا دشمن شیطان ہے جو انسان کا ابدی اور ازلی دشمن ہے جس کی دشمنی میں کوئی شک نہیں۔ جس نے دشمن پر بھروسہ کیا وہ مارا گیا اور بسا اوقات میاں بیوی بھی آپس میں دشمن اور ایک دوسرے کے مخالف ہوجاتے ہیں یہاں تک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ اولاد بھی ماں باپ کی مخالف اور دشمن بن جایا کرتی ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی فطرت کا تذکرہ کرتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم) قَالَ كُلُّ ابْنِ آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ) (سنن الترمذی:2499)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بلاشبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن آدم خطا کرنے والا ہے اور خطا کاروں میں اچھے وہ ہوتے ہیں جو توبہ کرتے ہیں۔

(عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ دِقَّهُ وَجِلَّهُ وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ (صحیح مسلم:483)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بلاشبہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سجدوں میں پڑھا کرتے تھے اے اللہ! میرے چھوٹے اور بڑے پہلے اور بعد والے، علانیہ اور پوشیدہ کیے تمام کے تمام گناہ معاف فرمادے۔

دعا کے الفاظ:

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (اعراف:23)

"اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اب اگر تو نے درگزر نہ کیا تو یقیناً ہم تباہ ہو جائیں گے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ظالموں کی معیت سے بچنے کے لیے دعا

میدان حشر میں صاحبِ اعراف لوگوں کی اللہ سے التجاء:

﴿رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ﴾ (اعراف:47)

''اے ہمارے رب! ہمیں اِن ظالم لوگوں میں شامل نہ کرنا۔''

پس منظر:

اعراف کا معنیٰ بلندی اور ٹیلا ہے جو جنت اور جہنم کے درمیان لامتناہی طول وعرض اور بلند و بالا قسم کی دیوار ہوگی اور اس میں ایک دروازہ بھی ہوگا جس کا قدرے تفصیل کے ساتھ ذکر سورۃ الحدید آیت 13 میں کیا گیا ہے۔ وہاں موجود لوگوں کو اصحاب الاعراف کے نام سے پکارا جائے گا۔ یہ کون حضرات ہوں گے؟ ان کے بارے میں قرآن وحدیث میں دو اور دو چار کے الفاظ میں وضاحت نہیں ملتی۔ البتہ مفسرین کے اقوال سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی۔ یہ بالآخر جنت میں داخل ہوں گے۔ ایسے حضرات کو الاعراف پر براجمان کیا جائے گا تاکہ انہیں ان کی کمزوریوں کا احساس دلایا جائے۔ یہ اہل جنت کو ان کے نام اور ان کے اعزازات سے پہچان کر ان کی خدمت میں سلام عرض کرتے ہوئے اس امید کا اظہار کریں گے گو ہمیں اب تک تمہاری رفاقت کا اعزاز اور جنت میں داخلہ نصیب نہیں ہوا لیکن ہمیں اپنے رب کے فضل وکرم سے پوری امید ہے کہ وہ ہمیں اپنی جنت میں داخلہ عطا فرمائے گا اس گفتگو کے بعد ان کے چہروں کو جہنم کی طرف پھیر دیا جائے گا وہ جہنم کی بلاؤں اور سزاؤں اور ان میں مبتلا جہنمیوں کو دیکھ کر اپنے رب سے عاجزانہ درخواست کریں گے۔ بار اللہ! ہمیں جہنم کی ہولناکیوں اور ظالموں کی معیت سے محفوظ فرما کر جنت میں داخلہ نصیب فرما۔ پھر وہ جہنمیوں کے نام اور ان کے چہروں سے پہچانتے ہوئے انہیں شرم دلائیں گے کہ افرادی قوت، اسباب و وسائل کی کثرت اور تمہارا انکار و استکبار تمہیں جہنم میں داخل ہونے سے نہ بچا سکا اور جن لوگوں کو تم دنیا میں حقیر سمجھ کر ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ایمان اور صالح کردار پر طعنہ زنی کرتے تھے کہ یہ لوگ کسی صورت میں ہم سے بہتر نہیں ہو سکتے۔ اگر یہ واقعی اللہ کے پسندیدہ لوگ ہیں تو انھیں ہمارے مقابلہ میں دنیا کی نعمتیں کیوں حاصل نہیں ہوسکیں۔ اے جہنم والو! یہ بھی دنیا میں کہا کرتے تھے کہ یہ لوگ آخرت میں بھی اللہ کے فضل وکرم سے محروم رہیں گے۔

اب دیکھو کہ یہ خوش نصیب کس طرح اپنے رب کی نعمتوں سے سرفراز کیے جا رہے ہیں۔ اصحاب الاعراف کی جہنمیوں کے ساتھ اس گفتگو کے بعد انہیں جنت میں داخلہ کی اجازت دیتے ہوئے اطمینان دلایا جائے گا کہ اب تمھیں کوئی خوف اور غم نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ اعراف پر بیٹھے ہوئے جہنم کی ہولناکیوں کو دیکھتے ہوئے خوفزدہ تھے اس لیے جنت میں داخلہ عنایت کرکے انھیں حزن و ملال اور خوف وخطر سے مامون رہنے کی تسلی دی گئی ہے۔ کیونکہ جنت آسائش و آرام اور سکون واطمینان کا گہوارا ہے۔ جب یہ لوگ جنت میں داخل ہوجائیں گے تو جہنمی آہ و زاریاں کرکے ان سے فریاد کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے جو ماکولات اور مشروبات تمھیں عنایت کیے ہیں ان میں سے پانی اور کھانے کے لیے کچھ نہ کچھ ہمیں بھی عنایت کیجیے۔ ان کے جواب میں جنتی فرمائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کا اکل و شرب کافروں پہ حرام کر رکھا ہے اس لیے ہم تم کو پانی کا ایک گھونٹ اور کھانے کے لیے ایک ذرّہ بھی نہیں دے سکتے۔

دعا کے الفاظ:

﴿رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ﴾ (اعراف: 47)

”اے ہمارے رب! ہمیں اِن ظالم لوگوں میں شامل نہ کرنا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حضرت شعیب علیہ السلام کی دعا

حضرت شعیب علیہ السلام کا اپنی قوم سے نجات کے لیے التجاء کرنا:

﴿رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ﴾(

اعراف:89)

''اے میرے رب! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان ٹھیک فیصلہ کر دے اور تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

پس منظر:

حضرت شعیب علیہ السلام منصب نبوت پر فائز ہونے سے اپنی موت تک قوم کو سمجھاتے رہے لیکن قوم نے نہ صرف ان کی باتوں کی طرف توجہ نہ دی بلکہ انہوں نے تشدد کا راستہ اختیار کیا اور اور کہنے لگے اے شعیب اب تیرے اور تیرے ساتھیوں کے لیے ایک ہی راستہ ہے اگر تم اپنی بات پر قائم رہنا چاہتے ہو تو اپنا کاروبار اور گھر بار ہمارے حوالے کر دو اور یہاں سے نکل جاؤ۔ اگر تم اپنا کاروباز اور گھر بچانا چاہتے ہو تو پھر تمہیں ہر صورت ہمارے عقیدے کو ماننا پڑے گا۔ اس کے سوا ہمارا اور تمہارا اکٹھا رہنا مشکل ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کیا ہم کفر و شرک اور بد دیانتی سے نفرت کرتے ہیں تب بھی اسے قبول کر لیں؟ ان کے فرمان کا مطلب یہ تھا کہ ایک طرف ہم ان باتوں کے خلاف نفرت کرتے ہوئے مہم چلا رہے ہیں اور دوسری طرف خوف یا لالچ کی بنا پر انہیں قبول کر لیں یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ دین چھوڑ کر دوبارہ کفر و شرک اختیار کر لیں۔ ایسا کرنا ہماری طرف سے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کے مترادف ہوگا۔ کیونکہ ہم کہتے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کفر و شرک، خیانت اور بد دیانتی کرنے سے منع کیا اور ان کے خلاف جدو جہد کرنے کا حکم دیا۔ ہاں جو اللہ چاہے وہ ہو جاتا ہے مومنوں کے فرمان کے دو مقصد ہو سکتے ہیں۔ پہلا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو ہرگز نہیں چاہتا کہ انسان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کفر و شرک، خیانت اور بد دیانتی کا راستہ اختیار کرے اس کا حکم تو وہی ہے۔ جو حضرت شعیب علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام دیتے آ رہے ہیں لہٰذا ہمیں سب کچھ منظور ہے لیکن صراط مستقیم سے ہٹنا گوارا نہیں۔ دوسرا مفہوم یہ ہو سکتا ہے کہ ایمان پر قائم رہنا اللہ کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں لہٰذا ہم اپنے رب سے استقامت کی توفیق مانگتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں انہوں نے عاجزی اختیار کرتے ہوئے اپنی قوم کو یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ ایمان لانا اور اس پر استقامت اختیار کرنا ہمارے بس کی بات نہیں۔ یہ ہمارے رب کی توفیق کا نتیجہ ہے جس پر ہم تا دم آخر قائم ہیں۔ گویا کہ انہوں نے ان شاء اللہ کے مفہوم میں یہ الفاظ ادا فرمائے تھے۔ اسی لیے انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ ہمارے انجام کا ٹھیک ٹھیک علم تو ہمارے رب کے پاس ہے۔ ہمارا بھروسہ اسی پر ہے۔ ہم تو دعا ہی کر سکتے ہیں کہ اے ہمارے رب ظالموں کا ظلم حد سے بڑھ چکا ہے اس سے ہمارے اور ہمارے دشمنوں کے درمیان بہتر فیصلہ صادر فرما تو ہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ قوم شعیب اور کفار کا ابتدا ہی سے وطیرہ رہا ہے کہ ایک طرف ایمان والوں پر مظالم ڈھاتے ہیں اور دوسری طرف باقی لوگوں کے لیے ہدایت کے راستے میں رکاوٹ بنتے ہیں تاکہ مزید لوگ حلقۂ دین میں داخل نہ ہو سکیں۔ شعیب علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے بھی یہی گھناؤنا کردار اختیار کر رکھا تھا۔ وہ اپنی قوم کو کہتے کہ اگر تم نے شعیب کی پیروی کی تو یاد رکھو بھاری نقصان اٹھاؤ گے تمھارا برا حشر ہوگا۔ سرداروں کے پروپیگنڈے کا یہ معنی بھی تھا کہ اگر تم شعیب کا حکم مانو گے تو تم اپنی مرضی سے کاروبار نہیں کر سکو گے۔ جس سے تمھاری تجارت اور ترقی کو زبردست نقصان پہنچے گا۔ یاد رہے کہ دنیا دار لوگ شروع ہی سے ایسی باتوں سے عوام کو دین سے روکتے رہے ہیں۔ اور آج بھی نفاذ اسلام کی بات چلے تو ایسا ہی پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔ قوم شعیب کے کردار اور ان کے بار بار عذاب کے مطالبہ پر رات کے وقت ایسا زلزلہ آیا کہ وہ صبح اوندھے منہ پڑے ہوئے تھے۔ وسیع ترین کاروبار، بڑے بڑے حفاظتی منصوبے اور ہر قسم کے مکر و فریب انھیں رب ذوالجلال کے عذاب سے نہ بچا سکے جو لیڈرز قوم کو یہ کہہ کر ڈراتے تھے کہ شعیب علیہ السلام کی پیروی کرنے میں نقصان ہوگا۔ وہی ملک و ملت کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تباہی کا باعث بنے۔ اس المناک صورتحال پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ اے میری قوم میں نے سمجھانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ جو عذاب لانے کا تم مجھ سے اصرار کرتے تھے اس نے تمھیں آلیا اب تم نے اپنے کیے کا پھل پالیا ہے۔ لہٰذا میں تم پر کیونکر افسوس کرسکتا ہوں۔

ایسے حالات میں شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے بددعا کی۔

دعا کے الفاظ:

﴿رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ﴾(

اعراف:89)

''اے میرے رب! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان ٹھیک فیصلہ کر دے اور تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استقامت اور ثابت قدمی کی دعا

فرعون کے جادوگروں کی توبہ اور ان کی دعا:

﴿رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ﴾ (اعراف:126)

"اے ہمارے رب! ہم پر صبر کا فیضان کر اور ہمیں دنیا سے اِس حالت میں اٹھا کہ مسلمان ہوں۔"

پسِ منظر:

حق و باطل کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت بالکل واضح اور صاف دکھائی دیتی ہے کہ حق ہمیشہ دلائل کی بنیاد پر باطل پر غالب رہا ہے اور غالب رہے گا۔ یہی بات قرآن مجید نے دوٹوک الفاظ میں بیان فرمائی ہے کہ کافر اور مشرک چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں جبکہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ وہ اپنے نور کو ہر جانب پھیلا کر رہے گا۔ اس نے اپنے رسول کو دین حق اور ہدایت کے ساتھ اس لیے بھیجا ہے تاکہ اس کا دین تمام باطل ادیان پر غالب آجائے خواہ یہ بات کفار کے لیے کتنی ہی ناگوار ہو۔ (سورہ صف:8،9)

سورہ مجادلہ کی آیت 21 میں یہ فرمایا کہ اللہ نے یہ بات لکھ چھوڑی ہے کہ میں اور میرے رسول غالب آ کر رہیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ قوت رکھنے والا غالب ہے۔ یہی بات جادوگروں کے مقابلہ میں موسیٰ علیہ السلام کو تسلی دیتے ہوئے کہی گئی تھی۔ اے موسیٰ! خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ یقین جانیے کہ آپ ہی غالب رہیں گے۔ جادوگر جہاں سے بھی حملہ آور ہو کامیاب نہیں ہوتا۔ (طٰہٰ 68 تا 69) اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا اور جو جادوگر تھوڑی دیر پہلے فرعون زندہ باد کے نعرے لگا رہے تھے جونہی ان کے سامنے حقیقت منکشف ہوئی تو انھوں نے اللہ تعالیٰ کی توحید اور موسیٰ علیہ السلام کی رسالت پر ایمان لانے کا دوٹوک الفاظ میں نہ صرف اعلان کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوئے تاکہ دیکھنے والے یہ جان جائیں کہ جادوگر موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں شکست کھا چکے ہیں۔ فرعون یہ ہزیمت کس طرح برداشت کرسکتا تھا اس لیے اس نے اپنی ذلت چھپانے اور لوگوں پر تسلط قائم رکھنے کے لیے ایمان لانے والوں پر سازش کا الزام لگایا کہ تم نے میری اجازت کے بغیر ایمان لانے کا اعلان کیا یہ تم جادوگروں کی ہمارے خلاف بہت بڑی سازش ہے تاکہ تم ہمیں اقتدار سے محروم کرکے ملک سے نکال دو۔ لیکن یاد رکھو کہ عنقریب تمھارا انجام تمھارے سامنے ہوگا۔

سورہ طٰہٰ آیت 71 تا 73 میں یہ بیان ہوا ہے کہ فرعون نے یہ بھی الزام لگایا کہ درحقیقت یہ تمھارا استاد جادوگر ہے جس کے ساتھ مل کر تم نے یہ کام کیا ہے لہٰذا میں تمہارے مخالف سمت میں ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالوں گا اور کھجوروں کے بلند تنوں پر تمھیں پھانسی دی جائے گی اور تمھیں معلوم ہوجائے گا کہ ہم سزا دینے میں کتنے سخت لوگ ہیں۔ اس کا جواب دیتے ہوئے ایمانداروں نے کہا کہ ہمارے پاس سچ اور حق کے دلائل آچکے ہیں جن پر ہم تمھیں اور تمہارے مفادات کو ہرگز ترجیح نہیں دے سکتے۔

لہٰذا جو کچھ تو کرنا چاہتا ہے کرگزر تیری سزا تو اس دنیا کی حد تک محدود ہے بلاشبہ ہم اپنے رب پر ایمان لے آئے ہیں تاکہ وہ ہماری خطاؤں کو معاف فرمائے اور جو ہم نے جادو کا مظاہرہ کیا ہے اسے معاف کردے۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔

یہ بیان ہوا ہے کہ جب فرعون نے ان کے مخالف سمت میں ہاتھ پاؤں کاٹنے اور سولی چڑھانے کی دھمکی دی تو صاحب ایمان لوگوں نے پراعتماد انداز میں جواب دیا کہ یقیناً ہم اپنے رب کی طرف ہی لوٹنے والے ہیں۔ ہمارا صرف اتنا قصور ہے کہ ہم اپنے رب کی نشانیوں پر ایمان لے آئے ہیں جو ہم تک پہنچ چکی ہیں۔ ہم اپنے رب کے حضور یہ فریاد کرتے ہیں کہ اے ہمارے پالنہار! ہمیں فرعون کی اذیتوں پر صبر و استقامت عنایت فرما اور ہماری موت تیرے تابعدار بندوں جیسی ہو۔ فرعون نے صاحب عزیمت لوگوں کو مار ڈالنے کی دھمکی دی تھی اس لیے انھوں نے اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے اسے جواب دیا کہ دنیا میں کسی نے بھی ہمیشہ نہیں رہنا لہٰذا ہمیں موت سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ موت تو اپنے رب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تک پہنچنے کا ایک وسیلہ ہے اس لیے ہم مرکر اپنے رب کی طرف ہی پلٹنے والے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں انھوں نے اپنے رب کے ہاں بہتر انجام کی دعا کی تھی مومن کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی کامیابی نہیں ہوسکتی کہ وہ صبر و استقامت کے ساتھ اللہ کے راستے میں جان قربان کردے۔ سچے ایمان کی یہ نشانی ہے کہ وہ انسان کو ایک لمحہ میں صبر و استقامت اور ایمان و ایقان کی ایسی بلندیوں پر پہنچا دیتا ہے جس کا دنیادار شخص تصور بھی نہیں کرسکتا۔ یہی وہ جذبہ اور ایمان کا درجہ ہے جس کا اظہار حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے تختۂ دار پر چڑھتے ہوئے اہل مکہ کے سامنے کیا تھا۔

یہی حالت ان جادوگروں کی تھی۔ سبحان اللہ! یہ لوگ دن کے ابتدائی حصے میں کافر اور جادوگر تھے اور اسی دن کے آخری حصے میں مومن بلکہ راہِ حق کے شہید تھے۔

دعا کے الفاظ:

﴿رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ﴾(اعراف:126)

''اے ہمارے رب! ہم پر صبر کا فیضان کر اور ہمیں دنیا سے اِس حالت میں اٹھا کہ مسلمان ہوں۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا

بچھڑے کی پوجا کے بعد قوم کے لیے دعا:

﴿لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾(اعراف:149)

"اے ہمارے پروردگار! اگر تو نے ہم پر رحم نہ فرمایا اور ہم سے درگزر نہ کیا تو ہم برباد ہو جائیں گے۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اپنے اور بھائی ہارون کے لیے دعا

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ﴾(الاعراف:151)

"اے میرے رب! مجھے اور میرے بھائی کو معاف کر اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر تو سب سے بڑھ کر رحیم ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کوہِ طور پر دعا

ستر (70) سرداروں کی موت پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی:

﴿رَبِّ لَوْ شِئْتَ أَهْلَكْتَهُم مِّن قَبْلُ وَإِيَّايَ أَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا إِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَن تَشَاءُ وَتَهْدِي مَن تَشَاءُ أَنتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ﴾(الاعراف:155)

''اے میرے رب! اگر تو چاہتا تو پہلے ہی انہیں اور مجھے ہلاک کر دیتا، کیا تو ہمیں اس کام پر ہلاک کرتا ہے جو ہماری قوموں کے بے وقوفوں نے کیا، یہ سب تیری آزمائش ہے، جسے تو چاہے اس سے گمراہ کر دے اور جسے چاہے سیدھا رکھے، تو ہی ہمارا کارساز ہے سو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر، اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے۔''

﴿وَاكْتُبْ لَنَا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ﴾(الاعراف:156)

''اور لکھ دے ہمارے لیے اس دنیا میں اور آخرت میں بھلائی کہ ہم نے تیری طرف رجوع کیا، فرمایا میں اپنا عذاب جسے چاہتا ہوں کرتا ہوں، اور میری رحمت سب چیزوں سے وسیع ہے، پس وہ رحمت ان کے لیے لکھوں گا جو ڈرتے ہیں اور جو زکوۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔''

پسِ منظر:

یہ دعائیں ایک ہی واقعہ سے متعلق ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات کی مبارک اور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بابرکت تختیاں قوم کے سامنے پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ نے ہماری ہدایت کے لیے نازل فرمائی ہیں۔ لہٰذا ان پر خلوص دل اور پوری ہمت کے ساتھ عمل کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تمھیں دنیا میں عزت و عظمت اور ہر قسم کی نعمتیں عطا کرنے کے ساتھ آخرت کے انعام و اکرام سے مالا مال فرمائے گا۔ لیکن قوم نے اپنی عادت کے مطابق یہ کہہ کر تورات کو ماننے سے انکار کردیا کہ ہم کس طرح یقین کریں کہ واقعی یہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے نازل کردہ ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے حضور فریاد کی کہ بارِ الٰہا! ان کی یقین دہانی کے لیے کوئی سبب پیدا فرما۔ چنانچہ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اپنی قوم کے ۷۰ سربرآوردہ اشخاص لے کر کوہ طور پر حاضر ہوجاؤ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم کے ستر نمائندوں کو ساتھ لے کر اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لیے کوہ طور کے دامن پہنچے تو ان پر گہرا بادل سایہ فگن ہوا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا لیکن ان کی قوم کہنے لگی:

﴿وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ﴾ (سورۃ البقرۃ: 55)

اور اے موسیٰ! ہم اس وقت تک ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک بالکل اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے نہ دیکھ لیں۔

تب ان پر اللہ کا غضب نازل ہوا، اوپر سے بجلی کا زوردار کڑکا ہوا اور نیچے سے زلزلہ برپا کردیا گیا۔ اس طرح وہ ستر سردار موت کی آغوش میں چلے گئے۔ جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے رب اگر تو چاہتا تو اس سے پہلے انھیں اور مجھے بھی ہلاک کرسکتا تھا کیا تو ہم سب کو اس وجہ سے ہلاک کرتا ہے جو ہم میں سے کچھ احمقوں نے کیا؟ یہ تیری آزمائش تھی جس سے تو جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہے ہدایت دیتا ہے تو ہمارا سرپرست ہے۔ لہٰذا ہمیں معاف فرما اور ہم پر رحم فرما اور تو بہترین معاف کرنے والا ہے۔ (سورہ اعراف: 155)

یہ صورت حال پہلے سے بھی نازک تھی نہ معلوم موسیٰ علیہ السلام کے دل و دماغ میں کیا کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خدشات اور خیالات پیدا ہوئے ہوں گے کہ ان حالات میں قوم میرے ساتھ کیا سلوک کرے گی پھر وہ اپنے رب کے حضور عرض کرنے لگے کہ اے اللہ! یہ تیری طرف سے بہت بڑی آزمائش ہے تو جسے چاہے اپنی آزمائش کے ساتھ گمراہ کر دے اور جسے چاہے اسی آزمائش کے ساتھ ہدایت سے سرفراز کر دے تو ہی ہمارا ولی اور آقا ہے۔ بس ہمیں معاف کر اور ہم پر رحم فرما۔ تجھ سے بہتر کوئی معاف کرنے والا نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آہ وزاریاں قبول ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے مرنے والوں کو دوبارہ زندگی عنایت فرمائی۔ اس طرح ایک طرف ستر آدمیوں پر احسان فرمایا اور دوسری طرف قوم کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا ثبوت فراہم کیا۔ اس پر ستر آدمیوں کی شخصی شہادت قائم فرمائی۔ قوم کو یہ بھی باور ہوگیا کہ جس طرح ہمارے نمائندوں پر اچانک گرفت ہوئی ہے اسی طرح ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کسی وقت پکڑ سکتا ہے۔

جب موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی زندہ ہوگئے اور موسیٰ علیہ السلام کو اطمینان ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں معاف فرمادیا ہے تو انھوں نے اس کرم نوازی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے رب کے حضور یہ بھی دعا کی اے اللہ! ہمارے لیے اس دنیا کی ﴿حَسَنَةً﴾ لکھ دیجیے اور آخرت کو بھی بہتر فرما دیجیے۔ یقیناً ہم تیری طرف رجوع کرنے والے ہیں۔ ﴿حَسَنَةً﴾ سے مراد اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت ہے جس کے ملنے سے آدمی کے دل کو سکون اور ایمان میں اضافہ ہو۔ پھر اس کا آخرت میں بھی پورا پورا اجر مل جائے۔ اس لیے مومنوں کو یہ تعلیم دی گئی کہ جب بھی وہ اپنے رب سے کوئی چیز طلب کریں انھیں دنیا و آخرت کی بھلائی طلب کرنی چاہیے۔ (سورہ بقرۃ:201)

موسیٰ علیہ السلام کی دعا کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا عذاب مجرم کو ضرور پہنچے گا جسے میں چاہوں گا لیکن یاد رکھو کہ میری رحمت میرے عذاب اور ہر چیز سے وسیع تر ہے۔ جو ہر اس شخص کے نصیب میں آئے گی جس میں یہ خوبیاں پائی جائیں گی۔

① ۔تقویٰ اختیار کرنے والا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

②۔ زکوٰۃ ادا کرنے والا۔

③۔ اللہ تعالیٰ کے احکام پر مکمل ایمان لانے والا۔

④۔ نبی آخر الزمان ﷺ کی اتباع کرنے والا۔

⑤۔ نبی آخر الزمان ﷺ پر ایمان لانے کے ساتھ آپ کی توقیر اور حمایت کرنے والا۔

⑥۔ قرآن مجید کی اتباع کرنے والا ہوگا۔

(عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ لَمَّا قَضَی الْخَلْقَ كَتَبَ عِنْدَهُ فَوْقَ عَرْشِهِ إِنَّ رَحْمَتِی سَبَقَتْ غَضَبِی)(صحیح البخاری:3194)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کائنات کی تخلیق سے فارغ ہوا تو اپنی کتاب میں جو کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے عرش کے اوپر لکھا میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔

(عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ إِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ قَسَمَ مِنْهَا رَحْمَةً بَيْنَ جَمِيعِ الْخَلَائِقِ فَبِهَا يَتَرَاحَمُونَ وَبِهَا يَتَعَاطَفُونَ وَبِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلَى أَوْلَادِهَا وَأَخَّرَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ رَحْمَةً يَرْحَمُ بِهَا عِبَادَهُ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ(سنن ابن ماجة:4293)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے پاس رحمت کے سو حصے ہیں اللہ تعالیٰ نے ایک حصہ تمام مخلوق میں تقسیم کیا ہے۔ اسی وجہ سے وہ باہم محبت وشفقت سے پیش آتے ہیں اور اسی وجہ سے ہی وحشی جانور اپنے بچوں سے محبت کرتے ہیں۔ باقی ننانوے حصے اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس رکھے ہیں جن سے وہ قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔

(عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يَقُولُ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِی الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ)(صحیح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

البخاری:4522)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی ہمیں بھلائی عنایت فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ظالم کے ظلم سے بچنے کے لیے دعا

موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے فرعون کے مظالم سے بچنے کے لیے یہ دعا کی:

﴿عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ﴾(یونس:85)

''ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا۔ اے ہمارے رب! ہمیں اِن ظالم لوگوں کے لیے فتنہ نہ بنا۔''

﴿وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ﴾(یونس:86)

''اے ہمارے رب! اور اپنی رحمت سے ہم کو کافروں سے نجات دلا۔''

پسِ منظر:

قومِ موسیٰ یعنی بنی اسرائیل کے لوگوں نے اس وقت یہ دعا کی جب فرعونیوں کا ظلم حد سے زیادہ بڑھ گیا اور فرعون کی قوم میں سے چند نوجوان بھی خفیہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے تھے۔ لیکن انہوں نے اپنا ایمان ظاہر نہ کیا تھا۔ قرآن میں صرف دو نوجوانوں کا ذکر ہے جنہوں نے اپنا ایمان ظاہر کیا:

(۱) جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے غیر ارادی طور پر قتل ہوا۔ فرعون کو اس کا علم ہوا تو فرعون نے اپنے آدمی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گرفتاری کے لیے بھیجنے کا فیصلہ کیا تو اُس نوجوان نے جو فرعون کے دربار میں موجود تھا۔ دربار سے بھاگ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور موسیٰ علیہ السلام کو یہاں سے بھاگ جانے کا مشورہ دیا۔ آپ اِس نوجوان کی بات سن کر مدین تشریف لے گئے۔

(۲) دوسرا وہ نوجوان مومن تھا کہ جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا حکم دیا تو اُس نے دربار میں فرعون کے سامنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق میں توحید سے لبریز بیان فرمایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ عزوجل کی طرف سے عطاء کردہ جس قدر نشانیاں فرعون کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دکھائیں تو اُس نے جواب میں سابقہ وڈیروں اور سرداروں کی طرح یہی کہا کہ یہ تو جادو ہے۔ اسی نظریے کے تحت حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کرنے کے لیے جب فرعون نے ملک بھر کے ماہر جادوگر منگوا لیے۔ ان کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ ہوا۔ جس میں جادوگر شکست کھا گئے اور انہوں نے اعلان کر دیا کہ ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رب پر ایمان لے آئے تو اُس وقت فرعون نے کہا: مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جادو سیکھنے والے شاگرد ہو۔ اِس طرح بنی اسرائیل کے لیے کوئی راستہ نہ بچا تھا۔ فرعون کا غرور حد سے زیادہ بڑھ رہا تھا۔ اِن حالات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا: اے میری قوم! اگر تم واقعی اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور تم مسلمان بھی ہو تو اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرو۔

اس وقت روئے زمین پر بنی اسرائیل کے علاوہ کوئی توحید کا نام لینے والا نہ تھا۔ اس وقت فرعون کے مقابلہ میں بنی اسرائیل ختم ہو جاتے تو لوگوں نے کہنا تھا کہ فرعون حق پر تھا۔ تبھی اس نے میدان مار لیا ہے۔ جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر کے موقعہ پر دعا کی تھی: اے اللہ! اگر آج یہ چند تیرا نام لینے والے اور تیری توحید کو ماننے والے مٹ گئے تو قیامت تک روئے زمین پر تیرا نام لینے والا کوئی نہ ہوگا۔ اُس وقت بنی اسرائیل کی بھی یہی حالت تھی۔ تبھی انہوں نے دعا کی۔

دعا کے الفاظ:

﴿عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ (یونس: 85)

”ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا۔ اے ہمارے رب! ہمیں اِن ظالم لوگوں کے لیے فتنہ نہ بنا۔“

﴿وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ﴾ (یونس: 86)

”اے ہمارے رب! اور اپنی رحمت سے ہم کو کافروں سے نجات دلا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فرعون کے متعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بد دعا

﴿وَقَالَ مُوسَىٰ رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَأَهُ زِينَةً وَأَمْوَالًا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّوا عَنْ سَبِيلِكَ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ﴾ (یونس: 88)

''اور موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے ہمارے رب! تو نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو سامان زینت اور طرح طرح کے مال دنیاوی زندگی میں دیئے۔ اے ہمارے رب! (اسی واسطے دیئے ہیں کہ) وہ تیری راہ سے گمراہ کریں۔ اے ہمارے رب! ان کے مالوں کو نیست ونابود کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے۔ سو یہ ایمان نہ لانے پائیں یہاں تک کہ دردناک عذاب کو دیکھ لیں۔''

اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جواب

﴿قَدْ أُجِيبَتْ دَعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيمَا وَلَا تَتَّبِعَانِّ سَبِيلَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (یونس: 89)

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! تیری دعا قبول ہوئی۔ ثابت قدم رہو اور اِن لوگوں کی پیروی ہرگز نہ کرو جو بے علم ہیں۔''

پس منظر:

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام طویل عرصہ تک فرعون اور آل فرعون کو سمجھاتے رہے۔ اس دوران یکے بعد دیگرے آل فرعون پر طوفان، ٹڈی، جوئیں، مینڈک اور ہر چیز خون آلودہ ہوجانے کے عذاب آئے مگر یہ اس قدر بدترین اور ظالم لوگ تھے۔ کہ بار بار حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیے ہوئے عہد توڑتے اور ہر بار ظلم کے نئے سے نئے انداز اختیار کر لیتے۔ اس طرح ظلم کا دور جب طویل سے طویل تر ہوا۔ صاحب ایمان لوگوں کی ہمتیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب دینے لگیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے حضور انتہائی بے بسی کے عالم میں نہایت عاجزانہ انداز میں التجا کی: اے رب ذوالجلال! ظالموں نے تیری توحید کے ماننے والوں پر ظلم کی انتہا کر دی ہے اگر اب ظالموں کی گرفت نہ ہوئی۔ الٰہی! تیرے مظلوم بندے اور بندیاں ڈگمگا جائیں گے اس لیے میری فریاد کو قبول فرما۔ الٰہی تو نے فرعون اور اس کے بڑے لوگوں کو دنیا کا مال اور جاہ وجلال اس لیے دیا ہے۔ کہ یہ تیری اطاعت گزاری کریں۔ مگر انہوں نے ان چیزوں کو تیری راہ کی طرف آنے والوں کے لیے رکاوٹ بنا دیا ہے۔ اے ہمارے رب ان کے جاہ وجلال اور مال اسباب کو تہس نہس کر دے اور ان کے دل اتنے سخت ہو جائیں کہ تیرا عذاب دیکھنے کے باوجود انہیں ایمان لانے کی توفیق نصیب نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی آہ وزاری کو قبول فرمایا اور حکم دیا اے موسیٰ اور ہارون علیہ السلام اب اس بات پر پکے رہنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ جب ہمارا عذاب آئے تو ان کے لیے نجات کی دعا کرنے لگو۔ اس کا دوسرا معنی ہے کہ آپ کی بددعا قبول ہوئی لیکن عذاب آنے تک تم اپنی ڈیوٹی ادا کرتے جاؤ۔ یہاں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بددعا ذاتی انتقام کے لیے نہیں بلکہ بددعا اس لیے کی تھی کہ فرعون اور اس کے ساتھی لوگوں کی ہدایت کے راستے میں رکاوٹ بن چکے تھے۔ قرآن مجید کے الفاظ سے معلوم ہو رہا ہے کہ دعا تو حضرت موسیٰ نے کی لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے قبولیت کا شرف بخشتے ہوئے فرمایا کہ میں نے تم دونوں کی دعا قبول کر لی ہے جس کا مفسرین نے یہ مفہوم متعین کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا کرتے تھے اور جناب ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے۔

حضرت محمد بن کعب کا بیان ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددعا کے نتیجہ میں اِن کے تمام مال پتھر کے بن گئے۔ سونا چاندی ہی نہیں بلکہ اِن کے کھیت بھی پتھر کے بن گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ بددعا اُس وقت کی جب مایوسی کی حد ہو گئی کہ اب یہ قوم کبھی نہیں سدھر سکتی۔ (الدر المنثور: للسیوطی، ضعیف)

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب بددعا کر رہے تھے تو حضرت ہارون آمین کہتے جاتے تھے اِس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقت وحی آئی کہ تمہاری دعا قبول ہوئی۔امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے: آمین کہنا بھی دعامانگنے کے برابر ہے۔ دعا قبول کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اب دونوں بھائی میرے حکم پر مضبوطی سے جم جاؤ اور جو میں کہوں اُسے بجالاؤ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوتاہی کے بعد اس کا اعتراف اور توبہ

حضرت نوح علیہ السلام کا اللہ سے توبہ کرنا دعا:

﴿رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (ھود:47)

''حضرت نوح (علیہ السلام) نے کہا: میرے پالنہار! میں تیری ہی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تجھ سے وہ مانگوں جس کا مجھے علم ہی نہ ہو اگر تو مجھے نہ بخشے گا اور تو مجھ پر رحم نہ فرمائے گا، تو میں خسارہ پانے والوں میں ہو جاؤں گا۔''

پسِ منظر:

حضرت نوح علیہ السلام کی انتھک اور شب و روز کی طویل کوشش کے باوجود قوم اس بات پر مصر ہو جاتی ہے: اے نوح! تیرے اور ہمارے درمیان اب فیصلے کی ایک ہی صورت باقی ہے کہ حسب اعلان ہم پر اپنے رب کا عذاب نازل کرو۔ حضرت نوح علیہ السلام نے انتہائی مجبور ہو کر اپنے رب کے حضور یہ بددعا کی:

﴿وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا. إِنَّكَ إِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا﴾ (نوح:26،27)

''اور نوح نے کہا: اے میرے رب! کفار کا زمین پر کوئی گھر نہیں بچنا چاہیے۔ یقیناً اگر تو نے انہیں چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی نسل بھی کافر ہی ہوگی۔''

کشتی کی تیاری:

آیت میں مذکورہ بددعا کے نتیجہ میں حضرت نوح علیہ السلام کو مخاطب کیا گیا۔ اے نوح! تیری قوم میں سے اب کوئی شخص ایمان نہیں لائے گا جو ایمان لانا چاہتے تھے سو لا چکے۔ لہٰذا جو کچھ یہ کر رہے ہیں اب اس پر غمگین ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ ہمارے سامنے ہماری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہدایات کے مطابق ایک کشتی تیار کریں۔ ظالموں کو سمجھانے کی اب ضرورت نہیں اور نہ ہی ان سے بحث کرنے کا کچھ فائدہ۔ کیونکہ یہ غرق ہو کر رہیں گے۔ حضرت نوح (علیہ السلام) نے اللہ تعالیٰ کی نگرانی اور وحی کے مطابق کشتی بنانا شروع کی جوں ہی انکی قوم کے سردار قریب سے گزرتے تو انہیں ٹھٹھا اور مذاق کرتے کبھی کہتے کہ نبوت کے ساتھ ساتھ ترکھانہ کام بھی شروع کر دیا ہے۔ کبھی کہتے یہاں کون سا دریا ہے جس میں کشتی چلاؤ گے؟ نہ معلوم سردار اپنی قوم کو کن کن الفاظ میں یہ بات کہتے ہوں گے کہ دیکھ لیا کہ ہم پہلے ہی کہتے تھے کہ اس شخص کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ دیکھ لو! لوگ بارش کی ایک ایک بوند کے لیے ترس رہے ہیں۔ کوئی دریا بھی قریب نہیں مگر یہ بوڑھا دن رات کشتی بنانے پر لگا ہوا ہے اور ہمیں یہ کہتے ہوئے دھمکیاں دیتا ہے کہ میں کشتی اس لیے بنا رہا ہوں کہ عنقریب اس علاقہ میں بہت بڑا سیلاب آنے والا ہے۔ سرداروں کے ٹھٹھا اور مذاق کا حضرت نوح علیہ السلام صرف اتنا جواب دیتے کہ جس طرح تم آج میرا مذاق اڑاتے ہو عنقریب ہم بھی تمہارا ایسا ہی مذاق اڑائیں گے۔ تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس پر ذلیل کر دینے والا، دائمی عذاب نازل ہوتا ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا، چالیس دن اور چالیس رات تک برابر آسمان سے پانی برستا اور زمین کے چشموں سے پانی اچھلتا رہا۔

طوفان کی آمد:

اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام کشتی تیار کر چکے تو اللہ کے غضب کا آغاز ہوا۔ جس کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ہم نے زوردار بارش کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے۔ جگہ جگہ زمین کو پھاڑ کر چشمے جاری کر دیئے یہاں تک کہ زمین اور آسمان کا پانی مل کر طوفان کی شکل اختیار کر گیا۔ (القمر:11، 12)

اس کے ساتھ ہی اللہ کے حکم کے ساتھ تنور پھٹ گیا التنور کے مفسرین نے کئی معانی کیے ہیں۔ کچھ مفسرین نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوالے سے لکھا کہ التنور سے مراد سطح زمین ہے جو مختلف مقامات سے پھٹی اور جگہ، جگہ چشمے جاری ہو گئے۔ بعض نے لکھا کہ التنور سے مراد اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بستی کا کوئی خاص مقام ہے۔ جس کی پہلے سے حضرت نوح علیہ السلام کو نشاندہی کر دی گئی تھی کہ جب التنور پھٹ جائے تو اپنے ایماندار ساتھیوں اور ہر جاندار کے دو دو جوڑے کشتی میں بٹھانا شروع کرنا۔ کچھ اہل علم کا خیال ہے کہ التنور سے مراد یہی تنور ہے۔ جس میں روٹیاں پکائی جاتی ہیں اللہ اعلم ممکن ہے کہ اس قوم پر اللہ تعالیٰ کا غضب اس انداز میں نازل ہوا ہو کہ التنور میں بھڑکنے والے انگارے پانی کے بلبلے بن چکے ہوں۔ کیونکہ اگر قوم لوط پر نامزد پتھروں کی بارش ہوسکتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے دہکتی ہوئی آگ ٹھنڈی ہوسکتی ہے۔ تو التنور کے شعلے پانی کے بلبلے کیوں نہیں بن سکتے؟ بہرکیف جوں ہی زمین و آسمان کے پانی نے مل کر بے پناہ طوفان کی ابتدائی شکل اختیار کی۔ حضرت نوح علیہ السلام کو حکم ہوا کہ ہر جاندار کا جوڑا جوڑا اور اپنے اہل کو بیڑے میں سوار کرلو۔ اس کے ساتھ ہی یہ وضاحت بھی فرمادی کہ حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لانے والے نہایت ہی تھوڑے لوگ تھے تا کہ آئندہ نسلوں کو معلوم ہو کہ حضرت نوح کی عظیم اور طویل ترین کوشش کے باوجود لوگوں نے کفر و شرک نہیں چھوڑا تھا۔ جس بنا پر اللہ کا غضب نازل ہوا اور قوم نوح کو غرقاب کر دیا گیا۔

دنیا میں یہ پہلا بحری بیڑا تھا۔ چپو اور انجن کے بغیر بے انتہا طوفان میں اپنی پوری سلامتی اور خیر و برکت کے ساتھ نامعلوم منزل کی طرف رواں دواں تھا۔ جس میں اللہ تعالیٰ کا پیغمبر اس کے مومن ساتھی اور جانوروں کے دو، دو جوڑے سوار تھے گویا کہ ایک دنیا بیڑے میں سوار کر دی گئی۔

جوں ہی حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ایماندار ساتھی کشتی میں سوار ہوئے۔ تو یکدم پانی کے ریلے بڑے بڑے پہاڑوں کی شکل اختیار کر گئے۔ یہ ریلے اس قدر طاقتور اور تند و تیز تھے کہ جگہ جگہ پانی کے بھنور بننے لگے اور ہر لمحہ ان میں تلخی اور تیزی پیدا ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ پانی کی موجیں پہاڑوں کی مانند ایک دوسرے سے اوپر اٹھتیں اور ٹکراتیں۔ طوفان کے جوش و خروش سے یوں خوفناک آوازیں بلند ہوئیں کہ لوگوں کے کلیجے دہل گئے اور موجیں پہاڑوں کی بلندیوں سے ٹکرانے لگیں، اس خطرناک اور ہولناک صورت حال میں اللہ کا عظیم پیغمبر اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے مخلص ساتھی اپنے رب کے حضور سرفگندہ ہوئے اس کا شکرادا کرتے ہوئے اس سے رحمت اور بخشش کی دعائیں کر رہے تھے۔

سواری پر سوار ہونے کی دعائیں:

﴿وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسَاهَا إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (هود:41)

”اورنوح نے کہا تم اس کشتی میں سوار ہو جاؤ اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا اللہ کے نام سے ہے یقیناً میرا رب معاف فرمانے اور مہربانی کرنے والا ہے۔“

﴿وَقُلْ رَّبِّ أَنْزِلْنِي مُنْزَلًا مُّبَارَكًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ﴾(المومنون 29)

”اور کہیے میرے رب مجھے برکت والی جگہ اتارنا اور تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے۔“

(عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا اسْتَوٰى عَلٰى بَعِيْرِهٖ خَارِجًا إِلَى السَّفَرِ كَبَّرَ ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ (سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهٗ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ) وَإِذَا رَجَعَ قَالَ هُنَّ وَزَادَ فِيْهِنَّ (آئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ) (صحيح مسلم:1342)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ سفر پر روانہ ہوتے وقت جب

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اپنے اونٹ پر بیٹھتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے۔ پھر یہ دعا پڑھتے: ''پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے لیے مسخر کر دیا۔ حالانکہ ہم اس پر قابو پانے کی طاقت نہ رکھتے تھے۔ بلاشبہ ہم اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں۔ الٰہی! ہم اس سفر میں نیکی، تقویٰ اور ایسے عمل کی آرزو کرتے ہیں جس میں تیری رضا ہو۔ اے ہمارے معبود! ہمارے اس سفر کو آسان بنا دے۔ اس کی دوری کو سمیٹ دے۔ بارِ الٰہا! تو سفر میں ہمارا ساتھی ہے اور اہل وعیال کی حفاظت فرمانے والا ہے۔ الٰہی! میں سفر کی مشقتوں، غمناک منظر اور اپنے اہل وعیال اور مال میں پریشان حالت میں واپسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ جب واپس آتے تو ان کلمات کا اضافہ فرماتے۔ ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں اور اپنے خالق ومالک کی حمد وثنا کے گن گانے والے ہیں۔''

کشتی کا سفر اور نوح علیہ السلام کے بیٹے کا غرق ہونا:

کشتی پانی کے ساتھ رواں ہوئی تو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے دور کھڑے اپنے لخت جگر کو آخری بار سمجھایا کہ میرے پیارے بیٹے! کلمہ پڑھو اور کشتی پر سوار ہو جاؤ۔ کفار کے ساتھی نہ بنو۔ لیکن گستاخ بیٹے نے بیزاری کے ساتھ کہا کہ مجھے آپ کے بیڑے کی ضرورت نہیں۔ پانی زیادہ ہوا تو میں پہاڑ پر چڑھ کر جان بچا لوں گا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے پدرانہ شفقت کے ساتھ سمجھایا کہ بیٹا آج اللہ کے عذاب سے کوئی نہیں بچ سکے گا۔ سوائے اس کے جس پر اللہ رحم فرمائے۔ لیکن نافرمان بیٹے نے بوڑھے باپ کی شفقت اور خیرخواہی کا جواب گستاخانہ اور مشرکانہ انداز میں دیا۔ نہیں پہاڑ مجھے بچائے گا۔ باپ اور بیٹے کے درمیان گفتگو جاری تھی کہ پانی کی تند وتیز موج نے بیٹے کو آ لیا اور وہ حضرت نوح علیہ السلام کے سامنے ان کا بیٹا ڈبکیاں لیتے ہوئے طوفان کی نظر ہوا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نوح علیہ السلام کا اپنے بیٹے کے لیے دعا کرنا:

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو بار بار سمجھایا کہ جان پدر کلمہ پڑھو اور کفار کا ساتھ چھوڑ کر میرے ساتھ ہم رکاب ہو جاؤ۔ لیکن بیٹے نے عظیم باپ کی ایک نہ مانی اور پانی میں ڈبکیاں لیتے ہوئے جان دے دی۔ جب یہ کربناک منظر بوڑھے باپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تو پدرانہ شفقت جوش میں آئی اور بے ساختہ اپنے رب کی بارگاہ میں فریاد کناں ہوئے کہ اے میرے رب آپ نے ازراہ کرم میرے ساتھ وعدہ فرمایا تھا کہ میں آپ کے اہل کو بچالوں گا۔ آپ کا وعدہ ہمیشہ سچا ہوا کرتا ہے اور وعدہ پورا کرنے پر آپ ہر اعتبار سے قادر ہیں۔ کیونکہ آپ حاکموں کے حاکم اور آپ کا حکم ہی غالب آیا کرتا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی اس درخواست کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے پر جلال انداز میں فرمایا کہ اے نوح! تیرا بیٹا تیرے اہل میں سے نہیں کیونکہ اس کا عقیدہ اور اعمال اچھے نہیں۔ میں تجھے نصیحت کرتا ہوں اب کے بعد میرے حضور یہ درخواست نہ کرنا۔ ورنہ تم جاہلوں میں شمار کیے جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد سنتے ہی نوح علیہ السلام کانپ اٹھے اور اپنے رب کے حضور نہایت عاجزانہ انداز میں استدعا کی کہ میرے رب! میں آپ کی حفظ وامان چاہتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ میں آئندہ ہرگز ایسا سوال نہیں کروں گا جس کے بارے میں مجھے علم نہ ہو۔ بس مجھے معاف کیجیے مجھ پر رحم فرمائیے۔ اگر آپ نے مجھے معاف نہ کیا اور مجھ پر رحم نہ فرمایا تو میں نقصان پانے والوں میں ہوں گا۔ اس فرمان میں چار باتیں عیاں ہوتی ہیں۔

① ۔ پیغمبر بھی مشرک اور کافر کے بارے میں بخشش کی دعا نہیں کر سکتا خواہ وہ اس کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

② ۔ پیغمبر کسی کو بچانا چاہے بھی تو نہیں بچا سکتا۔ جب تک اللہ تعالیٰ کسی کو نہ بچائے۔

③ ۔ پیغمبر اللہ تعالیٰ کے حکم کا سب سے زیادہ پابند ہوتا ہے۔ وہ اپنی مرضی سے اللہ تعالیٰ کے طے شدہ ضابطے کے خلاف بات نہیں کر سکتا۔ بے شک اسے پہلے سے اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضابطے کا علم نہ ہو۔

④۔ پیغمبر سے انجانے میں لغزش ہو جائے تو بھی اپنے رب سے استغفار کرتا اور پناہ مانگتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی دعا:

(عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ) (صحیح مسلم:2716)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے۔اے اللہ! میں اپنے کردہ اور ناکردہ اعمال کے شر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔

اس دعا سے حاصل ہونے سبق:

- انبیاء علیہم السلام ہر مرحلے پر اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتے تھے۔
- اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہوتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ تمام حاکموں کا حاکم ہے۔
- صالح عمل کرنے والے لوگ ہی انبیاء علیہم السلام کے اہل ہوتے ہیں۔
- حضرت نوح علیہ السلام کو ہر بات کا علم نہ تھا۔
- اللہ تعالیٰ کے سامنے انبیاء علیہم السلام بھی دم نہیں مار سکتے۔
- بے علمی میں اگر کوئی بات سرزد ہو جائے تو پھر بھی اللہ سے پناہ طلب کرنی چاہیے۔
- جسے اللہ معاف نہ کرے اور رحم نہ فرمائے وہ خائب و خاسر ہو جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اظہارِ تشکر کے لیے دعا

حضرت یوسف علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سامنے شکرانہ:

﴿رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ﴾ (یوسف: 101)

”اے میرے رب! تو نے مجھے ملک عطا فرمایا! اور تو نے مجھے خواب کی تعبیر سکھلائی۔ اے آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے! تو ہی دنیا وآخرت میں میرا ولی (دوست) اور کارساز ہے، تو مجھے اسلام کی حالت میں فوت کر اور نیکوں میں ملا دے۔“

پس منظر:

یہ دعا اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام نے اُس وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کی جب آپ انتہائی کٹھن دور سے گزر چکے تھے۔ بچپن میں بھائیوں کی زیادتی کی بناء پر باپ سے علیحدہ ہو گئے۔ کنویں میں ڈالا گیا، وہاں سے نکال کر مصر کے بازار میں بک گئے۔ آزاد تھے اب غلام ہو کر رہ گئے۔ جوان ہوئے تو قید میں ڈال دیے گئے، بے گناہی ثابت ہونے پر قید سے نکال کر مصر کے بے تاج بادشاہ بن چکے تھے۔

اِن حالات میں عام آدمی میں غرور اور تکبر کا پیدا ہونا عام سی بات ہے اور جن لوگوں نے زندگی بھر ظلم کیا ہو اُن سے بدلہ لینا بھی کوئی عام ہوتا ہے لیکن حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ کہتے ہوئے اپنے تمام بھائیوں کے لیے عام معافی کا اعلان کر دیا۔

﴿قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ﴾ (یوسف: 92)

”فرمایا: آج تم پر کوئی ملامت نہیں ہے۔ اللہ تمہیں بخش دے، وہ سب مہربانوں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سے بڑا مہربان ہے۔“

اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد اور اپنے بھائیوں کو اپنے پاس بلایا اور ان کی آمد کے لیے شدت سے منتظر ہوئے۔

جونہی انہیں معلوم ہوا کہ والد گرامی کا قافلہ مصر شہر کی حدود میں داخل ہونے والا ہے۔ یوسف علیہ السلام اپنے عملہ سمیت استقبال کے لیے پہلے سے وہاں موجود تھے۔ والد گرامی سے بغل گیر ہوتے ہوئے انہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔ قرآن مجید نے اس کی منظر کشی کرنے کے بجائے اسے فطری تصور کے حوالے کر دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اتنی مدت کے بعد باپ بیٹے کی ملاقات زندگی کے ایسے موڑ پر ہو رہی ہے کہ بیٹا نہ صرف دنیا کی عظیم مملکت کا فرمانروا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے تاج نبوت سے بھی نواز رکھا ہے۔ ایسے موقعہ پر جذباتی کیفیت سے وہی واقف ہو سکتے ہیں جن کو کسی نہ کسی انداز میں اولاد کی جدائی کا صدمہ پہنچا ہو۔ مصافحہ، معانقہ اور محبت وعقیدت کا اظہار کرنے کے بعد یوسف علیہ السلام اپنے والد گرامی سے عرض کرتے ہیں میرے عظیم باپ آئیں شہر میں قدم رنجہ فرمائیں۔ آپ ان شاء اللہ ہر جانب سے امن وامان، عزت واقبال، سکون اور اطمینان پائیں گے۔ گویا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے خداداد صلاحیتوں سے مصر کو امن وامان اور خوشحالی کا گہوارا بنا دیا تھا۔ شاندار استقبال کے ساتھ حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی زوجہ مکرمہ جو حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ ہیں مصر کے پایۂ تخت پر جلوہ افروز ہوئے۔ برادران یوسف علیہ السلام سامنے براجمان ہوتے ہیں۔ جونہی حضرت یوسف علیہ السلام اپنے مسند اقتدار پر تشریف رکھتے ہیں تو ان کے والدین اور بھائی ان کے حضور سجدہ کرتے ہیں۔ جب سب نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا تو حضرت یوسف علیہ السلام اپنے باپ سے عرض کرنے لگے۔ اے میرے عظیم باپ! بچپن میں جو میں نے خواب دیکھا تھا یہ اس کی تعبیر ہے میرے رب نے اسے حرف بہ حرف حقیقت بنا دیا ہے اور مجھ پر احسان کر کے مجھے جیل سے نکال کر اس منصب تک پہنچایا ہے۔ اسی رب نے آپ کو صحرا سے لا کر مجھ سے ملایا ہے۔ حالانکہ شیطان میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان دوری پیدا کر چکا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ میرا رب

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نہایت ہی لطیف انداز میں اپنی مشیت پوری کرنے والا ہے۔ کیونکہ وہ سب کچھ جاننے والا ہے اور اس کے ہر حکم اور کام میں حکمت ہوتی ہے۔ قرآن مجید کے مقدس الفاظ سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اب تک اپنے والد کے بغیر خواب کسی کے سامنے بیان نہیں کیا تھا۔ تبھی تو فرما رہے ہیں کہ والد محترم یہ اسی خواب کی تعبیر ہے جو میں نے بچپن میں آپ کے سامنے بیان کیا تھا۔ پھر اپنے جیل جانے کا واقعہ بیان کیا۔ لیکن بھائیوں کے کنویں میں پھینکنے کے واقعہ کو بیان کرنے کی بجائے صرف اشارہ کیا ہے شیطان میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان نزاع ڈال چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کی سازش کو ناکام فرما کر ہمیں ملایا اور ہمارے دلوں میں محبت پیدا فرما دی ہے۔ سجدہ سے مراد جھکنا بھی ہوسکتا ہے لیکن قرآن مجید نے سجدہ کے ساتھ ﴿خَرُّوْا﴾ کا لفظ بھی استعمال کیا ہے۔ جس کا صاف معنی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے والدین اور بھائیوں نے ان کے حضور سجدہ کیا تھا۔ یہ سجدۂ تعظیم تھا جو پہلی شریعتوں میں جائز تھا۔ اسی شاہی پروٹوکول کا خیال رکھتے ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام کے والدین ان کی تعظیم کے لیے سجدہ کرتے ہیں جنہیں دیکھ کر یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی سجدہ ریز ہو گئے۔

یاددہانی:

یادرہے کہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا چاہے سجدہ تعظیمی ہی کیوں نہ ہو ہمارے دین میں بالکل حرام اور ناجائز ہے۔

یوسف علیہ السلام کا بارگاہ الٰہی میں اظہار تشکر:

حضرت یوسف علیہ السلام اپنے سامنے بھائیوں کا جھکنا دیکھ کر اکڑتے اور اس بات پر اتراتے نہیں بلکہ فوراً اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہتے ہیں میرے رب یہ تیرے کرم کا نتیجہ ہے کہ تو نے مجھے بڑی بڑی مصیبتوں سے نکال کر دنیا کی عظیم مملکت کا حکمران بنایا۔ تو نے ہی مجھے خوابوں کی تعبیر اور معاملات کی فہم عطا فرمائی۔ اے میرے رب! میں جو کچھ بھی ہوں تیرے کرم سے ہوں۔ تو میری دنیا اور آخرت کے کاموں کا والی اور مختار ہے۔ جو کچھ مجھے عطا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوا بغیر مانگے عطا ہوا۔ میری تیرے حضور یہ فریاد ہے کہ مجھے مسلمان رکھنا، اسی حالت میں فوت کرنا اور صالحین کے ساتھ اٹھانا۔ اس دعا پر حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ ختم ہوتا ہے۔ اسی عقیدہ اور عمل پر حضرت یوسف علیہ السلام کا خاتمہ ہوا۔ اور یہی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو وصیت کی تھی۔ یہی مسلمان کی زندگی کا مقصد ہے اسی پر مسلمان کی موت آنی چاہیے۔

(الٰہی! مجھے بھی ایسی موت نصیب فرما۔

اٰمین یا ارحم الراحمین!

یعقوب علیہ السلام کی اپنے بیٹوں کو وصیت:

﴿وَوَصّٰى بِهَآ إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَا بَنِيَّ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ إِلٰهَكَ وَإِلٰهَ اٰبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلٰهًا وَّاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُوْنَ﴾ (البقرة:132،133)

”ابراہیم اور یعقوب نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی: اے میرے بیٹو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے دین کو پسند کیا ہے لہٰذا تم مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔ کیا تم یعقوب کی موت کے وقت موجود تھے جب انھوں نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے انھوں نے کہا: ہم تیرے الٰہ اور تیرے ابا ابراہیم، اسماعیل، اسحاق کے الٰہ کی عبادت کریں گے ان سبھی کا ایک ہی الٰہ ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔“

ارشاد باری تعالیٰ:

﴿يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ﴾(اٰل عمران:102)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔"

دعا کے الفاظ:

﴿رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ﴾ (یوسف: 101)

"اے میرے رب! تو نے مجھے ملک عطا فرمایا! اور تو نے مجھے خواب کی تعبیر سکھلائی۔ اے آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے! تو ہی دنیا وآخرت میں میرا ولی (دوست) اور کارساز ہے، تو مجھے اسلام کی حالت میں فوت کر اور نیکوں میں ملا دے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے لیے اور اہل وعیال کے لیے دعا

ابراہیم علیہ السلام کی معروف دعا:

﴿رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ﴾ (ابراھیم:40)

”اے میرے رب! مجھے نماز کا پابند رکھنا اور میری اولاد کو بھی (نمازی بنانا)، اے ہمارے رب! میری دعا قبول فرما۔“

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ﴾ (ابراھیم: 41)

”اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو بھی بخش دے اور دیگر مومنوں کو بھی بخش دینا جس دن حساب ہونے لگے۔“

پس منظر:

مکہ کی آبادکاری کی ابتدا:

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی اولاد کو چھوڑ کر چلے گئے تو کچھ عرصہ بعد یمن سے ایک قبیلہ آیا جسے تاریخ میں جرہم ثانی کہا جاتا ہے۔ یہ قبیلہ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ سے اجازت لے کر مکہ میں ٹھہر گیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ قبیلہ پہلے مکہ کے گرد و پیش کی وادیوں میں سکونت پذیر تھا۔ صحیح بخاری میں اتنی صراحت موجود ہے کہ رہائش کی غرض سے یہ لوگ مکہ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی آمد کے بعد اور ان کے جوان ہونے سے پہلے وارد ہوئے تھے۔ لیکن اس وادی سے ان کا گزر اس سے پہلے بھی ہوا کرتا تھا۔ (صحیح البخاری:3364)

مکہ معظمہ کا مقام:

یہ وادی قدس جلالت وعظمت رفعت و بلندی اور علو مرتبت کے لحاظ سے اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ یہ دنیا و جہان کی تمام بستیوں، قصبوں اور شہروں میں نرالی حیثیت کی حامل ہے یہ ایسی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نگری ہے جس میں داخل ہونے والے کو قرار اور سکون میسر ہوتا ہے، اس کی ہواؤں اور فضاؤں میں خالقِ کائنات نے طمانیت قلب کا وہ سامان پیدا فرمایا ہے جو دنیا میں ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا۔ اس کا یوں تذکرہ کیا گیا ہے:

﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ﴾ (التین: 1 تا 3)

"قسم ہے انجیر، زیتون، طور سینا اور اس پُرامن شہر (مکہ) کی۔"

بے آب و گیاہ وادی:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس لیے بیت اللہ کے قریب ٹھہرایا۔ حضرت ہاجرہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا یہ اللہ کا حکم ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں! تب حضرت ہاجرہ نے عرض کی کہ پھر پروردگار ہمیں ہلاک نہیں کرے گا۔ یہ کہہ کر حضرت ہاجرہ علیہا السلام واپس آئیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام چل دیئے حتی کہ اس پہاڑی پر پہنچے، جہاں سے حضرت ہاجرہ کو دکھائی نہیں دیتے تھے (اسی پہاڑی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تھے) تو ادھر کا رخ کیا جہاں اب کعبہ ہے۔ پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی۔ اے ہمارے پروردگار! میں نے اپنی اولاد ایسے میدان میں چھوڑی دی ہے جہاں کچھ نہیں اگتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جانے کے بعد حضرت ہاجرہ علیہا السلام اسماعیل علیہ السلام کو دودھ پلاتیں اور مشک میں سے پانی پیتی رہیں۔ جب پانی ختم ہوگیا تو خود بھی پیاسی ہوئیں، بچے کو بھی پیاس لگنے لگی دیکھا کہ وہ پیاس کے مارے تڑپ رہا ہے ذرا پیچھے ہٹ کر بیٹھ گئیں کیونکہ بچے کی حالت دیکھی نہیں جاتی تھی۔ دیکھا کہ صفا پہاڑ قریب ہے اس پر چڑھیں شاید کوئی آدمی نظر آئے لیکن کوئی نہیں دکھائی دیا۔ وہاں سے اتریں اور اپنا کرتہ سمیٹ کر نالے کے نشیب میں اس طرح دوڑیں جیسے کوئی مصیبت زدہ دوڑتا ہے۔ نالے کے پار جا کر مروہ پہاڑ پر دوسری جانب چڑھیں۔ وہاں بھی دیکھا، کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ انہوں نے اس طرح سات چکر لگائے۔ (صحیح البخاری: 3364)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو یہاں ٹھہرایا تو اس وقت بیت اللہ کی مقدس جگہ اور بنیادیں موجود تھیں مگر گردش ایام کی وجہ سے بیت اللہ کی عمارت موجود نہ تھی۔ جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے از سر نو تعمیر فرمایا۔ جس کا تفصیلی ذکر پیچھے گزر چکا۔

آب زم زم کی دریافت:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واپس جانے کے بعد کچھ عرصہ تو بی بی ہاجراں خود اور بچے کی کھجوروں اور پانی سے پرورش کرتی رہی۔ آخر جب کھجوریں اور پانی ختم ہوگیا۔ تو پریشان ہو گئیں۔ بچہ نے بھوک کی وجہ سے رونا شروع کیا تو آپ بھاگ کر نزدیک پہاڑی صفا پر گئیں تا کہ کسی قافلہ کو دیکھ سکیں اور اُس قافلہ سے شاید کچھ کھانے کو مل جائے۔ جب آپ کو صفا پہاڑی پر کوئی قافلہ نظر نہ آیا تو آپ بھاگ کر دوسری نزدیک پہاڑی مروہ پر گئیں وہاں بھی آپ کو کوئی قافلہ نظر نہ آیا۔ اسی طرح پریشانی کی وجہ سے آپ بار بار دونوں پہاڑیوں کے درمیان چکر لگاتی رہیں اور جب آپ ساتویں دفعہ مروہ پر گئیں تو آپ کو ایک آواز سنائی دی آپ نے دیکھا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے نزدیک ایک فرشتہ نے اپنا پر مارا اور وہاں سے پانی نکل آیا۔ آپ بھاگ کر وہاں گئیں اور پانی کے اردگرد مٹی رکھ دی اور جب پانی پھیلنا شروع ہوا تو آپ نے پانی پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ زم زم یعنی رک جا، رک جا۔ چنانچہ پانی وہیں رک گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ پر رحم فرمائے اگر وہ زم زم نہ کہتی تو روئے زمین پر اِس چشمہ کا پانی پھیل جاتا۔ (صحیح البخاری:3364)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حاجی جو حج کرتے ہیں۔ وہ صفا اور مروہ کے سات چکر لگاتے ہیں وہ بھی حضرت بی بی ہاجرہ کی سنت ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا:

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے جگر گوشہ اور رفیقہ حیات کو عرب کے صحرا و بیابان میں چھوڑ کر دعائیں کرتے ہوئے الوداع ہوئے۔ اور اللہ کے حضور دعا کی: الٰہی مجھے اور میری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اولاد کو نمازی بنا حضرت ابراہیم علیہ السلام بارگاہِ الٰہی سے اس طرح التجا کرتے۔ اے ہمارے پروردگار مجھے اور میری اولاد کو نماز کا پابند بنا۔

دعاؤں کا نتیجہ:

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمٰعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا﴾ (مریم: 55،54)

"اے نبی! قرآن مجید سے حضرت اسمٰعیل کا تذکرہ ضرور کرو کیونکہ وہ اللہ کا برگزیدہ نبی وعدے کا سچا اور نماز وزکوٰۃ کا اہل خانہ کو حکم دینے والا تھا۔"

اولاد کو نماز کا حکم دینا چاہیے:

(عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ) (سنن ابو داود: 495)

"حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہوجائیں اور جب وہ دس سال کے ہوجائیں تو نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے ان پر سختی کرو اور ان کے بستر الگ کر دو۔"

نماز کی فرضیت اور فضیلت:

(عَنْ أَبِي سُفْيَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكَ الصَّلَاةِ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(صحیح مسلم:82)

''حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مسلمان اور کفر کے درمیان نماز کا فرق ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والدین کے لیے دعا

اللہ عزوجل کی طرف سے والدین کے حق میں سکھلائی گئی دعا::

﴿رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾ (بنی اسرائیل 24)

''اے میرے پروردگار! اِن پر رحم فرما۔ جس طرح انہوں نے بچپن میں مجھے اپنی شفقت اور پیار سے پالا تھا۔''

پس منظر:

ہر دور میں دین کے بنیادی ارکان واحکام ایک اور ان کی ترتیب بھی ایک جیسی ہی رہی ہے۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کرنا ہے۔ عبادت صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ اللہ کے حق کے بعد والدین کی تابعداری اور ان کے ساتھ احسان کرنا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ رب اور خالق ہے لیکن اس نے اپنی تخلیق اور ربوبیت کا ذریعہ والدین کو بنایا ہے۔ اس لیے اپنی ذات کے بعد اس نے اس مقدس رشتہ کو تقدیس وتکریم دیتے ہوئے ہدایات فرمائیں کہ اولاد کو چاہیے کہ اپنے والدین کے ساتھ ہر دم اچھا سلوک کرتی رہے۔ نبی کریم ﷺ نے قرآن مجید کی اسی ترتیب کا خیال رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا:

عن عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ قَالَ الصَّلَاةُ عَلَى وَقْتِهَاقَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ) (صحيح البخاری:527)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ عمل کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا: نماز وقت پر ادا کرنا۔ پھر پوچھا تو فرمایا رحمۃ اللہ علیہ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ اس کے بعد پوچھنے پر آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

(عَـنْ بَهْـزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ﷺ مَنْ أَبَرُّ قَالَ أُمَّكَ ثُمَّ أُمَّكَ ثُمَّ أُمَّكَ ثُمَّ أَبَاكَ ثُمَّ الأَقْرَبَ فَالأَقْرَبَ(سنن ابو داؤد:5139)

''بہز بن حکیم اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں کس سے اچھا سلوک کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی ماں سے، پھر اپنی ماں سے، پھر اپنی ماں سے، پھر اپنے باپ سے اور پھر قریبی رشتہ داروں سے۔''

والدہ کی خدمت پہلے کیوں؟

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا حَتَّى إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾(الاحقاف:15)

''ہم نے انسان کو حکم دیا کہ وہ اپنے والدین سے اچھا سلوک کرے۔ اس کی ماں نے مشقت سے اسے پیٹ میں رکھا اور پھر مشقت سے اسے جنا۔ اس کے حمل اور دودھ چھڑانے میں تیس ماہ لگے۔ جب وہ اپنی بھرپور جوانی کو پہنچا اور چالیس سال کا ہوا تو کہنے لگا۔ اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیرے احسان کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیا۔ یہ کہ میں نیک اعمال کروں جو تجھے پسند ہوں اور میری اور میری اولاد کی اصلاح فرما! میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور یقیناً میں فرمانبردار ہوں۔''

اللہ تعالیٰ نے والدین کا احترام اور ان کی تابعداری کے لیے قرآن مجید میں پانچ بار یہ الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ جن کا مختصر مفہوم پیش خدمت ہے۔

①۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احسان کا لفظ حقوق العباد کے متعلق استعمال کیا جائے تو اس کا معنیٰ ہے کہ کسی کی بھلائی کے بدلہ کے بغیر اور اس کے ساتھ احسان کا رویہ اختیار کیا جائے۔ اگر عبادت کے لیے استعمال ہو تو احسان کا معنیٰ یکسوئی سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا:

(عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ بَارِزًا يَوْمًا لِلنَّاسِ، فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ ... مَا الإِحْسَانُ قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ) (صحیح البخاری:50)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ لوگوں میں تشریف فرما تھے۔ آپ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا احسان کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے گویا کہ اسے دیکھ رہا ہے، اگر یہ نہیں ہوسکتا تو یہ خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ تجھے دیکھ رہا ہے۔''

② ۔ والدین کو اُف کا لفظ کہنے اور ڈانٹنے کی ہرگز اجازت نہیں:

والدین کو ان کی عمر کے کسی حصہ میں بھی اف کہنے اور ڈانٹ پلانے کی اجازت نہیں۔ جب وہ بڑھاپا کی عمر میں داخل ہو جائیں تو بالخصوص ان کے سامنے ان کی کسی حرکت اور عادت پر اف کہنا یعنی تاسف کا اظہار کرنا یا کرخت آواز سے بولنا ہرگز جائز نہیں۔ بڑھاپے میں والدین اکثر طور پر اولاد کے محتاج ہو جاتے ہیں۔ محتاجی اور جسمانی ضعف کی وجہ سے ان کا دل انتہائی حساس ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے اُف کا لفظ بھی ان کے کلیجہ پر نشتر بن کر اترتا ہے۔ اس لیے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے کہ اگر عربی میں اس سے بھی کوئی ہلکا لفظ ہوتا تو وہ بھی یہاں استعمال کیا جاتا۔ لہٰذا اولاد کو چاہیے کہ ماں باپ کی کسی خطا اور کمزوری پر ایسا انداز نہ اپنائے۔ جس سے ان کے دل کو دکھ پہنچنے کا اندیشہ ہو۔

③ ۔ قول کریم اختیار کرنا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والدین کے مرتبہ و مقام اور ان کے احترام و اکرام کی خاطر مزید ارشاد ہوا۔ کہ نا صرف ان کے سامنے اُف کہنے سے اجتناب کرنا ہے بلکہ جب ان کے ساتھ بات کی جائے تو اس میں ادب و احترام، محبت و عقیدت، نرمی اور شفقت کا پہلو غالب ہونا چاہیے تاکہ ان کی کمزور طبیعت کو سہارا اور دکھی دل کو تسکین حاصل ہو۔

④۔ والدین کے سامنے جھکتے ہوئے پیش ہونا:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے سوا کسی دوسرے کے سامنے عاجزی کے ساتھ پیش ہونے کا حکم نہیں دیا۔ سوائے والدین کے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے والدین کو اپنی ربوبیت کا پرتو ٹھہرایا ہے اس لیے حکم دیا ہے کہ اولاد اپنے ماں باپ کے سامنے انکساری کے ساتھ پیش ہوا کرے۔ یہاں صرف انکساری اختیار کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مزید حکم دیا ہے کہ والدین کے سامنے انکساری، اور ادب و احترام کے کندھے جھکے ہوئے ہونے چاہییں یعنی اولاد ماں، باپ کے سامنے اس طرح پیش ہو جیسے غلام اپنے آقا کے سامنے پیش ہوتا ہے۔

⑤۔ والدین کے لیے دعا کرنا:

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو صرف اپنی بارگاہ سے مانگنے کا حکم دیا ہے۔ انسان کو اپنے لیے مانگنے کے بعد جس شخصیت کے لیے مانگنے کا سب سے پہلے حکم دیا وہ والدین کی ذات ہے۔ والدین کے لیے مانگتے وقت اولاد کے جو جذبات اور احساسات ہونے چاہئیں ان کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جب اپنے رب سے والدین کے لیے مانگو تو تمہیں اپنا بچپن یاد کرتے ہوئے ان کی شفقت، محبت اور مشقت کا پوری طرح احساس ہونا چاہیے۔ والدین کے لیے دعا کرتے وقت اللہ تعالیٰ کو جو الفاظ پسند ہیں ان کا ان الفاظ میں ذکر کیا ہے اے رب! میرے والدین پر اس طرح مہربانی اور شفقت فرما جس طرح انہوں نے مجھے شفقت اور محبت سے پالا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ احساس دلایا جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے۔ تمہارا رب اسے خوب جانتا ہے اگر تم نیک نیتی اور اخلاص کے ساتھ صالح بننے کی کوشش کرو گے۔ تو وہ اپنی طرف رجوع کرنے والوں کو معاف کر دینے والا ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے نزدیک صالح شخص وہ ہوگا جو صحیح عقیدہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور اپنے والدین کی تابعداری کرے اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہوگا۔

فوت شدہ والدین کے لیے دعا صدقہ جاریہ ہے:

(عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ اِلَّامِنْ صَدَقَةٍ جَارِیَةٍ اَوْ عِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْ لَهٗ)(صحيح مسلم:1631)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول محترم ﷺ کا ارشاد ذکر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا آدمی کے فوت ہونے سے اس کے عمل کا تسلسل ختم ہوجاتا ہے۔ مگر ان تین چیزوں کے علاوہ ① ۔صدقہ جاریہ۔ ② ۔ایسا علم جس سے لوگ مستفید ہوتے رہیں۔ ③ ۔نیک اولاد جو اس کے لیے دعائیں کرتی رہے۔

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جنت میں آدمی کا درجہ بلند کیا جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے: یہ کس وجہ سے ہوا؟ اسے کہا جاتا ہے: تیری اولاد کے تیرے لئے دعائے مغفرت کرنے کی وجہ سے۔“(سنن ابن ماجہ:3660)

دعا کے الفاظ:

﴿رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾(بنی اسرائیل 24)

”اے میرے پروردگار! ان پر رحم فرما۔ جس طرح انہوں نے بچپن میں مجھے اپنی شفقت اور پیار سے پالا تھا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہدایت اور استقامت کی دعا

اصحابِ کہف کی دعا:

﴿رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا﴾ (الکھف:10)

”اے ہمارے پروردگار! ہم کو اپنی رحمت خاص سے نواز اور ہمارا معاملہ درست کردے۔“

پسِ منظر (اصحابِ کہف کا واقعہ):

یہ واقع شہر افسوس میں پیش آیا۔ یہاں بت پرستی عام، چاندی دیوی کی پوجا ہوتی تھی اور کوئی بھی شخص بتوں کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کرسکتا تھا۔ اِس وقت رومی حکومت بھی اِن بتوں کی پوجا کرتی تھی۔

عیسائی مذہب قبول کرنا:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب توحید کی تبلیغ شروع کی تو ہر طرف سے آپ کی مخالفت شروع ہوگئی۔ لیکن یہ دعوت اِن تمام مخالفت کے باوجود پھیلنے لگی۔ تو روم میں بھی لوگوں نے اِس دعوت کو قبول کرنا شروع کردیا۔ بادشاہ کیونکہ بت پرست تھا۔ اُس نے اپنے ملک میں سختی کررکھی تھی کہ جو عیسائی مذہب قبول کرے گا تو اُس کو سنگسار کردیا جائے گا۔ اِس کے باوجود چند نوجوانوں نے عیسائی مذہب اختیار کرلیا۔

اِس دعوت کا جب روم کے بادشاہ قیصر ڈلیس کو علم ہوا تو اُس نے اِن نوجوانوں کو اپنے دربار میں طلب کرلیا کیونکہ قیصر روم کسی ایسے شخص کو زندہ نہ چھوڑتا تھا جو بت پرستی کے علاوہ اور کسی بھی مذہب کی پوجا کرے۔ چنانچہ بادشاہ کے طلب کرنے پر یہ نوجوان دربار میں حاضر ہوگئے۔ تو بادشاہ کے سوال کے جواب میں نوجوانوں نے کہا کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مذہب قبول کرلیا ہے۔ کہ ایک خدا کی عبادت کرنی ہے۔ اُس کے علاوہ اور کوئی خدا نہیں ہے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وہی ذات رب العالمین ہے اور وحدہ لاشریک ہے۔ آخرت کا بھی وہی مالک ہے اب ہم بتوں کی عبادت نہیں کرتے۔

یہ الفاظ سن کر قیصر روم ناراض ہو گیا اور کہا کہ تم ابھی بچے ہو میں تمہیں تین دن کی مہلت دیتا ہوں اگر تم نے عیسائی مذہب کو نہ چھوڑا اور ہمارے بتوں کی پوجا نہ کی تو میں تمہیں سنگسار کر دوں گا۔

شہر سے بھاگنا:

بادشاہ کا فیصلہ سن کر یہ چند نوجوان اِس شہر سے بھاگ نکلے اور باہر جا کر کسی پہاڑ میں پناہ لے لی۔ جب یہ نوجوان پہاڑ کی جانب جا رہے تھے تو ایک کتا بھی اِن کے ساتھ شامل ہو گیا اِن نوجوانوں نے اِس کتے کو بھگانے کی بہت کوشش کی مگر کتا اِن کے ساتھ ہی رہا۔ آخر تنگ آکر یہ نوجوان ایک پہاڑ کی غار میں لیٹ گئے۔ اور کتا غار کے دہانے پر بیٹھ گیا۔ یہ نوجوان تھک گئے تھے۔ غار میں ابھی لیٹے ہی تھے کہ اِن کو نیند آ گئی یہ واقعہ ۲۵۰ عیسوی کا ہے۔

جس غار میں یہ سوئے تھے اُس کا رخ مشرق کی جانب تھا۔ لہٰذا سورج کی روشنی اِس میں نہ جاتی تھی۔ لہٰذا باہر سے دیکھنے پر کسی کو نہ پتہ چلتا تھا کہ غار میں کون ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اِن کی جانیں قبض کر لیں اور اِن کو اللہ تعالیٰ کروٹیں بھی بدلواتا رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ منظر خوفناک بنا دیا تھا۔ وہاں کوئی جانے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔

نوجوانوں کی تعداد:

اللہ تعالیٰ نے اِن کی تعداد نہیں بتائی مگر لوگ تبصرہ کر رہے تھے کہ تین تھے چوتھا اِن کا کتا تھا۔ کچھ لوگ کہتے کہ پانچ تھے چھٹا اِن کا کتا تھا، کوئی سات کہتے اور آٹھواں اِن کا کتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا: آپ ﷺ لوگوں سے فرما دیں کہ ان کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ کتنی تھی۔

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ نوجوان سوئے تو اُس وقت روم پر قیصر ڈیسس کی حکومت تھی جو بتوں کی پوجا کرتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب اللہ تعالیٰ نے اِن کو جگایا تو اُس وقت روم پر حکومت تھیوڈیس دوم کی حکومت تھی، اِس وقت ملک سے بت پرستی کا خاتمہ ہو چکا تھا اور تمام ملک میں عیسائی مذہب پھیل چکا تھا۔ اور بادشاہ بھی عیسائی تھا۔

اِس وقت مذہب تو عیسائی تھا۔ مگر لوگوں میں یہ بحث چل رہی تھی کہ جب آدمی مرجائیں گے تو اُن کو دوبارہ کیسے زندہ کیا جائے گا۔ عوام یہ تسلیم کرنے کو تیار نہ تھے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جائیں گے اور ہمارا حساب کتاب بھی ہوگا۔ یعنی قیامت کے بارے اختلاف تھا۔ مگر بادشاہ خود قیامت پر ایمان رکھتا تھا۔ اور بادشاہ فکر مند تھا کہ لوگوں کو کیسے یقین دلائیں کہ قیامت برپا ہوگی اور بندوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ اور لوگ آخرت پر ایمان لے آئیں۔

﴿أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا﴾ (کهف: 09)

”کیا تو اپنے خیال میں غار اور کتبے والوں کو ہماری نشانیوں میں سے کوئی بہت عجیب نشانی سمجھ رہا ہے؟“

اصحاب کہف اور رقیم (کتبے والے)؟

الكهف عربی میں ایسے غار کو کہا جاتا ہے جس کا دہانہ وسیع ہو، ایسا غار جس کا دہانہ تنگ ہو اسے عربی میں الغار کہا جاتا ہے۔

الرقیم ؟؟

اصحاب الرقیم سے مراد وہ تین لوگ ہیں جنہوں نے بارش سے بچنے کے لیے ایک غار میں پناہ لی اور غار کا دہانہ اوپر بھاری پتھر کے گر جانے سے بند ہوگیا۔ پھر ان تینوں نے اپنے اپنے نیک اعمال کے وسیلہ سے دعا کی اور اللہ نے ان کی دعاوں کو قبول کیا اور غار کا دہانہ ان کے لیے کھول دیا گیا۔ الرقیم کے اسی مفہوم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام بخاری رحمہ اللہ نے (باب :أم حسبت أن أصحاب الكهف والرقيم) کے بعد باب حدیث

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الغار کے تحت ان تین لوگوں کا قصہ نقل فرمایا ہے۔حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی روایت بھی امام بخاری کی اس رائے کی تائید کرتی ہے۔

عَنِ النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، يَذْكُرُ الرَّقِيمَ فَقَالَ: إِنَّ ثَلاثَةَ نَفَرٍ كَانُوا فِي كَهْفٍ، فَوَقَعَ الْجَبَلُ عَلَى بَابِ الْكَهْفِ، فَأُوصِدَ عَلَيْهِمْ۔(مسند احمد :18335)

اس حدیث میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رقیم کا ذکر کرتے ہوئے ان تین لوگوں کا قصہ بیان فرمایا۔

اِس واقعہ سے ایک بات ثابت ہوگئی جو لوگوں کے درمیان تنازعہ تھا کہ اللہ تعالیٰ جب چاہے دوبارہ زندہ کرسکتا ہے۔تو قیامت کے دن بھی اِسی طرح زندہ کرے گا اُس کا صرف ایک حکم ہوگا تو لوگ زندہ ہوجائیں گے۔لوگوں میں یہ جو بحث چل رہی تھی اُس کا بھی فیصلہ ہوگیا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

شرح صدر اور پر اثر گفتگو کے لیے دعا

اللہ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معروف دعا:

﴿رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي﴾ (طٰہٰ:25)

''اے میرے پروردگار! میرا سینہ کھول دے۔''

﴿وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي﴾ (طٰہٰ:26)

''میرے کام کو میرے لیے آسان کر دے۔''

﴿وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي﴾ (طٰہٰ:27)

''میری زبان کی گرہ کھول دے۔''

﴿يَفْقَهُوا قَوْلِي﴾ (طٰہٰ:25)

''تاکہ وہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔''

پسِ منظر:

دعوت توحید کا کام ہر دور میں مشکل رہا ہے لیکن کچھ انبیائے کرام علیہم السلام کو یہ کام بالکل ہی غیر معمولی اور انتہائی مشکل حالات میں کرنا پڑا۔ جن میں چار انبیائے کرام علیہم السلام سرفہرست ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے جن حالات میں دعوت توحید کا کام کیا وہ تاریخ عالم میں مشکل ترین ادوار سمجھے جاتے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال محنت فرمائی بالآخر دعا کی کہ الٰہی اب تو کفار کا ایک گھر بھی باقی نہیں رہنا چاہیے۔ (نوح:26) حضرت ابراہیم علیہ السلام نبوت ملنے کے باوجود انشراح صدر اور اطمینان قلب کے لیے ایک مشاہدہ کی درخواست کرتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے منظور کرتے ہوئے ان کے ہاتھوں چار پرندے ذبح کروانے کے بعد ان کے سامنے زندہ کیا۔ تفصیل کے لیے سورۃ البقرۃ کی آیت:260 ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس جانے سے پہلے دو عظیم معجزے عنایت کیے گئے لیکن اس کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے رب کے حضور مزید التجائیں کرتے ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام کی زبان کی لکنت:

موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے حضور دیگر دعاؤں کے ساتھ بالخصوص اپنی قوت گویائی کے بارے میں دعا کی: بارے الہا! میری زبان پوری طرح واضح نہیں ہے اس کی گرہ بھی کھول دیجیے تاکہ میں مؤثر اور واضح انداز میں گفتگو کرسکوں زبان کی گرہ کے بارے میں مفسرین نے دو آراء کا اظہار کیا ہے کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ زبان کی گرہ سے مراد یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام دس سال تک مدین میں ٹھہرے رہے تھے جس وجہ سے انھیں اپنی زبان بالخصوص اعلیٰ طبقہ کے انداز کے مطابق بات کرنے میں وہ روانی حاصل نہیں تھی جو دعوت توحید کا تقاضا تھا۔ دوسرے اہل علم کا خیال ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جب چھوٹی عمر میں فرعون کے ہاں پرورش پا رہے تھے تو ایک دن انھوں نے معصومانہ ہاتھوں کے ساتھ فرعون کی داڑھی نوچ لی جس سے فرعون کو شک گزرا کہ یہ وہی بچہ ہے جو بڑا ہو کر میرے اقتدار کو چیلنج کرے گا۔ اس نے موسیٰ (علیہ السلام) کو قتل کرنا چاہا تو اس کی بیوی نے کہا کہ یہ معصوم ہے اسے کیا خبر کہ کس چیز کو پکڑنا ہے اور کس کو ہاتھ نہیں لگانا۔ جس پر آزمانے کے لیے موسیٰ کے سامنے ایک طرف چمکتے ہوئے ہیرے اور دوسری طرف آگ کے انگارے رکھ دیے گئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے آگ کے انگارے پکڑ کر منہ میں ڈال لیے جس وجہ سے ان کی زبان میں کچھ لکنت پیدا ہوگئی تھی اس کے لیے انھوں نے یہ دعا کی تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا:

① ...... اے اللہ! میرا سینہ کھول دے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے قبل حضرت موسیٰ علیہ السلام خود پریشان تھے۔ بیوی ساتھ تھی۔ فرعون کا خوف تھا اپنے بعد اپنے بھائی ہارون کا ڈر تھا کہ پتہ نہیں فرعون نے اُس کے ساتھ کیا سلوک کیا ہوگا اور اب یہ بھی معلوم نہ تھا کہ وہ میرے ساتھ کیا سلوک کرے گا لہٰذا آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ میرا سینہ کھول تاکہ میں فرعون کو اپنا مدعا تفصیل کے ساتھ سمجھا سکوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

②...... میرے کام کو آسان کر دے۔ آپ کو فرعون کا خوف تھا۔ جس کا آپ نے اللہ تعالیٰ سے اظہار بھی کیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فکر نہ کریں تمہارے ساتھ ہوں میں دیکھ بھی رہا ہوں اور سن بھی رہا ہوں۔

③...... میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات کو سمجھ سکیں۔ آپ کی زبان میں لکنت تھی۔ تفصیل گزر چکی ہے۔

④...... اِس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ میرے اِس کام میں میرے بھائی ہارون کو بھی شامل کر دے یعنی اُس کو بھی نبی بنا دے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں یہ تمام باتیں تھیں کہ میں قاتل بھی ہوں۔ فرعون نے میرے قتل کا حکم جاری کر رکھا ہے اور اب سیدھے فرعون کے دربار میں جانا ہے اور وہاں جا کر اُس کی منشا کے خلاف باتیں کرنی ہیں۔ اُس کے مذہب کی بھی مخالفت کرنی ہے۔ لہٰذا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تبھی اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اگر میرا بھائی ساتھ ہوگا تو میرے ہاتھ اور بھی مضبوط ہوں گے اور میں نے جو تیرا پیغام لوگوں تک پہنچانا ہے۔ اُس کو اِس تمام کام میں شریک کر دے۔ پھر میں تیری پاکی بیان کروں گا۔ اِس طرح تیرا پیغام سنانے میں آسانی ہوگی۔ تو ہر حال میں ہمارا نگران ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کو قبول فرمایا: سینہ بھی کھول دیا۔ زبان کی لکنت بھی دور کر دی اور حضرت ہارون علیہ السلام کو نبی بنا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نائب بنا دیا۔ اِن حالات میں آپ فرعون کے دربار میں گئے آپ کے ساتھ آپ کا بھائی حضرت ہارون علیہ السلام بھی تھا اور اللہ تعالیٰ کا پیغام سنایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علم میں اضافے کی دعا

نبی اکرم ﷺ کو علم میں اضافے کی دعا کرنے کی تلقین:

﴿رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾ (طٰہٰ:114)

"اے میرے پروردگار! مجھے مزید علم عطا کر۔"

پس منظر:

جبرائیل علیہ السلام جب وحی لے کر آتے اور سناتے تو نبی علیہ السلام بھی جلدی جلدی ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے، کہ کہیں کچھ بھول نہ جائیں، اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا اور تاکید کی کہ غور سے، پہلے وحی کو سنیں، اس کو یاد کرانا اور دل میں بٹھا دینا ہمارا کام ہے۔ جیسا کہ سورۃ القیامۃ میں آئے گا۔

یعنی اللہ تعالیٰ سے زیادتی علم کی دعا فرماتے رہیں۔ اس میں علماء کے لئے بھی نصیحت ہے کہ وہ فتوی میں پوری تحقیق اور غور سے کام لیں، جلد بازی سے بچیں اور علم میں اضافہ کی صورتیں اختیار کرنے میں کوتاہی نہ کریں علاوہ ازیں علم سے مراد قرآن و حدیث کا علم ہے۔ قرآن میں اسی کو علم سے تعبیر کیا گیا اور ان کے حاملین کو علماء، دیگر چیزوں کا علم، جو انسان کسب معاش کے لئے حاصل کرتا ہے، وہ سب فن، ہنر صنعت ہیں۔ نبی اکرم ﷺ جس علم کے لئے دعا فرماتے تھے، وہ وحی و رسالت ہی کا علم ہے جو قرآن وحدیث میں محفوظ ہے، جس سے انسان کا ربط و تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہوتا ہے، اس کے اخلاق و کردار کی اصلاح ہوتی اور اللہ کی رضا و عدم رضا کا پتہ چلتا ہے ایسی دعاؤں میں ایک دعا یہ ہے جو آپ پڑھا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِي بِمَا عَلَّمْتَنِي، وَعَلِّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي، وَزِدْنِي عِلْمًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ۔ (سنن ابن ماجه:251)

"اے اللہ! تو نے مجھے جو علم عطاء کیا ہے اس سے مجھے فائدہ عطاء، مجھے وہ کچھ سکھا جو میرے لیے فائدہ مند ہو اور میرے علم میں اضافہ فرما۔ ہر حال میں اللہ کا شکر ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موذی امراض سے شفایابی کے لیے دعا

اللہ کے نبی حضرت ایوب علیہ السلام کی معروف دعا:

حضرت ایوب علیہ السلام نے طویل علالت کے بعد اللہ تعالیٰ سے اپنے مرض سے شفاء حاصل کرنے کے لیے ان الفاظ کا چناؤ کیا:

﴿أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ﴾ (الانبیاء: 83)

''اے میرے رب! مجھے بیماری لگ گئی ہے اور تو ارحم الراحمین ہے۔''

پسِ منظر:

حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر مبارک چار سورتوں میں آیا ہے:

سورۃ النساء: 163۔

الانعام: 84۔

الانبیاء: 83 تا 84۔

ص: 41 تا 44۔

سورۂ نساء اور سورۃ انعام میں صرف ان کا اسم مبارک آیا ہے سورۃ الانبیاء اور ص میں مختصر طور پر بیان ہوا کہ

حضرت ایوب علیہ السلام پر سخت آزمائش آئی۔ بیماری اور مصائب و مشکلات نے انہیں ہر طرف سے گھیر لیا تھا مگر وہ صبر و شکر کے سوا کوئی بات زبان پر نہیں لائے۔ اللہ کے حضور نہ صرف عبدیت کا اظہار کرتے رہے بلکہ پہلے سے بھی زیادہ رجوع الی اللہ میں اضافہ ہوا۔ ان کے بارے میں فرمایا: وہ بہت ہی اچھا بندہ اور ہماری طرف ہی رجوع کرنے والا تھا۔ (ص: 44)

ایوب علیہ السلام کا خاندان:

حضرت ایوب علیہ السلام بنی یقطان کی نسل سے ہیں اور عربی نژاد ہیں۔ اس لیے یا تو ابراہیم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علیہ السلام کے ہم زمانہ ہیں یا پھر حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب کے معاصر ہیں۔

محققین تورات کی اکثریت کا کہنا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام عرب تھے۔عرب میں پیدا ہوئے اور تاریخ میں سفر ایوب کے نام سے جس کتاب کا تذکرہ پایا جاتا ہے وہ اصلاً قدیم عربی میں تھی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے عربی سے عبرانی میں منتقل کیا۔سفر ایوب میں ہے کہ وہ شہر عوض (مشرقی فلسطین) میں قیام پذیر تھے۔ان کے مویشیوں پر سبا کے لوگوں نے حملہ کیا تھا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الانبیاء میں انبیاء کی ترتیب قائم فرمائی ہے اس میں حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے کیا گیا ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر:

وہ پاک باز انسان تھے اللہ تعالیٰ کے ہاں انبیاء کی جماعت میں شامل ہیں۔دولت اور کثرت اہل وعیال کی وجہ سے بہت خوش بخت تھے مگر ایک آزمائش نے آلیا مال ومتاع، اہل وعیال، جسم وجان سب پر مصیبت آئی۔ مال ومتاع ختم ہوا اہل وعیال فوت ہوئے۔اس کے ساتھ ہی سخت بیماری نے آلیا، شکوہ وشکایت کرنے کی بجائے اپنے رب کے حضور صبر وشکر کرتے رہے۔

﴿وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ﴾(الانبیاء:83)

”اور اس وقت کو یاد کیجئے جب ایوب نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ میں بیمار ہوگیا ہوں اور تو ارحم الراحمین ہے۔“

دعا کا انداز اس قدر لطیف اور مؤدب ہے کہ صرف اپنی تکلیف کا مختصر ذکر کرتے ہیں۔ اس کے بعد یہ کہہ کر چپ ہوجاتے ہیں نہ شکوہ کیا اور نہ کسی چیز کا مطالبہ کیا، ادب کا یہ عالم ہے کہ یہ نہیں کہا: تو نے مصیبت میں ڈال دیا بلکہ بیماری کو شیطان کی جانب منسوب کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں: شیطان نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قسم پوری کی:

حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کے دور میں ایک بار شیطان طبیب کی شکل میں آپ کی بیوی کے پاس آیا۔ نیک بیوی نے علاج کرنے کے لیے کہا اس نے شرط رکھی کہ اگر تیرا خاوند صحت یاب ہو جائے تو میرا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہنا آپ نے میرے شوہر کو شفا دی ہے۔ میرے علاج کا یہی معاوضہ ہے۔ بیوی نے وعدہ کرلیا بعدازاں اس کا ذکر ایوب علیہ السلام سے کیا ایوب علیہ السلام کو اس پر بہت غصہ آیا۔ فرمایا کہ وہ شیطان تھا جو غلط الفاظ تم سے کہلوانا چاہتا تھا اور تو نے کہنے کا وعدہ کرلیا۔ قسم کھائی کہ جب میں صحت یاب ہو جاؤں تو تجھے سو کوڑے ماروں گا۔ یاد رہے حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی نے وعدہ کیا تھا مگر یہ الفاظ نہیں کہے تھے۔

جب ایوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے شفا دی تو قسم پوری کرنے کا سوال پیش آیا ایک طرف غم خوار اور خدمت گزار بیوی تھی دوسری طرف قسم پوری کرنے کا مسئلہ!

حضرت ایوب علیہ السلام پریشان تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے نیک بیوی کو شوہر کے ساتھ وفاداری کا یہ صلہ دیا کہ حکم ہوا کہ آپ اپنی قسم نہ توڑیں بلکہ سو تنکوں کا ایک گٹھا بنائیں اور اس سے اپنی بیوی کو ایک ضرب لگا دیں۔ اس طرح قسم پوری ہو جائے گی۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔

﴿وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنَثْ إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ﴾ (صٓ: 44)

”اور ہم نے انہیں حکم دیا کہ اپنے ہاتھ میں تنکوں کا ایک مٹھا لو اور اس سے مار اور اپنی قسم پوری کرو بیشک ہم نے انہیں صبر کرنے والا پایا بہت ہی عاجز بندہ ہر حال میں وہ اپنے رب کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔“

(کتاب الزہد لا احمد بن حنبل)

حضرت ایوب کو حکم خداوندی:

اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی آہ وزاریوں کو قبول فرماتے ہوئے صحت کاملہ عطا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فرمائی اور حکم دیا کہ اپنے پاؤں کو زمین پر ماریں جس سے ایک چشمہ جاری ہوگا۔ ٹھنڈے پانی سے غسل کریں اور اسے پئیں حضرت ایوب علیہ السلام نے چشمہ سے غسل کیا اور اس سے پانی پیا۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں پہلے سے بھی بہتر صحت اور حسن و جمال عطا فرمایا۔ جس کا ذکر سورۃ صٓ کی آیت 42 میں کیا گیا ہے۔

(عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ بَيْنَمَا أَيُّوبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا خَرَّ عَلَيْهِ رِجْلُ جَرَادٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ يَحْثِي فِي ثَوْبِهِ، فَنَادَى رَبُّهُ يَا أَيُّوبُ، أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرَى قَالَ بَلَى يَا رَبِّ، وَلَكِنْ لَا غِنَى لِي عَنْ بَرَكَتِكَ) (صحیح البخاری:3391)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا حضرت ایوب غسل فرما رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے سونے کی ٹڈیاں آسمان سے برسائیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام انہیں پکڑ پکڑ کر کپڑے میں ڈالنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام سے استفسار فرمایا کہ ایوب! کیا ہم نے سب کچھ دے کر تجھے غنی نہیں کر دیا؟ کہنے لگے کیوں نہیں لیکن میں تیری برکات سے لا پروا نہیں ہو سکتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصیبت وکرب کے وقت کی دعا

حضرت یونس علیہ السلام کی دعا:

﴿وَذَا النُّونِ إِذ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَن لَّن نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَن لَّا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾(الانبیاء:87)

"مچھلی والے حضرت یونس علیہ السلام کو یاد کرو! جبکہ وہ غصہ سے چل دیے اور خیال کیا کہ ہم اسے نہ پکڑ سکیں گے۔ بالآخر وہ اندھیروں کے اندر سے پکار اٹھا کہ الٰہی تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے بیشک میں ظالموں میں ہو گیا۔"

پس منظر:

قرآن حکیم کی چھ سورتوں میں حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر موجود ہے چار سورتوں میں صرف نام آیا ہے اور دو سورتوں میں ذالنون اور صاحب الحوت کے الفاظ سے ذکر ہوا ہے۔

النساء:163۔

الانعام:86۔

یونس:98

الانبیاء:87،88۔

الصافات:139تا148۔

القلم:48تا50۔

تعارف:

بخاری شریف میں حضرت یونس علیہ السلام کے والد کا نام متّی آیا ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام اسرائیلی نبی تھے مگر انہیں آشور (اسیریا) والوں کی ہدایت کے لیے عراق بھیجا گیا تھا۔ اسی بنا پر آشوریوں کو قوم یونس کہا جاتا ہے اس قوم کا مرکز اس زمانے میں نینوی کا مشہور شہر تھا جس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وسیع کھنڈرات آج بھی دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے موجودہ شہر موصل کے عین مقابل پائے جاتے ہیں اور اسی علاقے میں یونس نبی کے نام سے آج بھی ایک بستی مشہور ہے۔

حضرت یونس علیہ السلام کو نینوئی میں مبعوث کیا گیا۔قرآن حکیم نے اس شہر کی آبادی ایک لاکھ سے زائد بتائی ہے۔(الصّٰفّٰت:147)

ترمذی کی ایک روایت میں یہ تعداد ایک لاکھ بیس ہزار بیان کی گئی ہے۔

اس قوم میں شرک وکفر کی کثرت تھی حضرت یونس علیہ السلام کو ان کی ہدایت کے لیے مامور کیا گیا وہ طویل عرصہ تک قوم کو توحید کی دعوت دیتے رہے لیکن قوم ان کی دعوت پر توجہ دینے کی بجائے کفر وشرک پر قائم رہی اور پہلے لوگوں کی طرح یونس علیہ السلام کا مذاق اڑاتے رہے۔روایت ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اپنی قوم کو آگاہ کردیں کہ تین دن میں عذاب آنے والا ہے۔حضرت یونس علیہ السلام نے قوم میں اعلان کردیا، اس اعلان پر قوم کے بعض سرداروں کو احساس ہوا کہ یونس علیہ السلام نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ دیکھا جائے یونس علیہ السلام رات اپنے گھر گزارتے ہیں یا ہجرت کر جاتے ہیں۔اگر وہ مقیم رہے تو سمجھ لو کہ کچھ نہیں ہوگا اگر ہجرت کر گئے تو ہم پر عذاب نازل ہوگا۔حضرت یونس علیہ السلام شہر چھوڑ کر دور نکل گئے۔صبح ہوئی تو قوم پر سیاہ بادل منڈلانے لگے۔صورت حال دیکھ کر قوم کو یقین ہوگیا کہ اب ہم ہلاک ہونے والے ہیں۔ یہ لوگ یونس علیہ السلام کی تلاش میں نکل گئے اور طے کرلیا کہ ان پر ایمان لے آئیں گے لیکن حضرت یونس علیہ السلام کو نہ پایا۔اب اخلاص کے ساتھ توبہ واستغفار کرتے ہوئے بستی سے باہر ایک میدان میں نکل گئے عورتیں، بچے، جوان، بوڑھے سب میدان میں جمع ہوگئے اور نہایت آہ وزاری کے ساتھ توبہ کی اللہ تعالیٰ نے ان کی اجتماعی توبہ قبول فرمائی۔

﴿فَلَوْ لَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ مَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ﴾(يونس:98)

”پھر کوئی ایسی بستی کیوں نہ ہوئی جو ایمان لائی ہو تو اس کے ایمان لانے نے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اسے نفع دیا ہو، یونس کی قوم کے سوا جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے ان سے دنیا کی زندگی میں ذلّت کا عذاب دور کر دیا اور انہیں ایک وقت تک فائدہ پہنچایا۔"

یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں:

اِدھر حضرت یونس علیہ السلام انتظار میں تھے کہ اب قوم پر عذاب نازل ہوگا۔ جب عذاب ٹل گیا تو فکر ہوئی کہ قوم مجھے جھوٹا قرار دے گی۔ حضرت یونس علیہ السلام اس پریشانی میں ہجرت کے لیے نکل پڑے۔ دریائے فرات کے کنارے پہنچے تو ایک کشتی لوگوں سے بھری ہوئی تیار کھڑی تھی۔ لوگوں نے یونس علیہ السلام کو دیکھا تو سوار کر لیا کشتی روانہ ہوئی جب دریا کے درمیان پہنچی تو بھنور میں پھنس گئی۔ کشتی والوں نے اعلان کیا کہ کشتی میں کوئی بھاگا ہوا غلام ہے۔ اسے اپنے آپ کو پیش کر دینا چاہیے تاکہ اس کی وجہ سے سب لوگ غرق نہ ہوں۔ حضرت یونس علیہ السلام نے دل میں سوچا اگر یہ دستور ہے تو بھاگا ہوا غلام میں ہی ہوں۔ کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ سے ہجرت کی اجازت کے بغیر اپنی قوم کو چھوڑ دیا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت یونس علیہ السلام اس مچھلی کے پیٹ میں چالیس دن تک رہے۔ مچھلی ان کو پانی کی تہہ تک لے گئی اور پانی میں دور دراز پھیراتی رہی۔ بعض مفسرین نے سات اور بعض نے تین دن مدت لکھی ہے (تفسیر مظہری) حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں اپنے آپ کو زندہ محسوس کیا، سجدہ میں پڑ کر ندامت کا اظہار کیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور عفو و درگزر کی درخواست پیش کی:

- ﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ﴾(الانبیاء:87)

"الٰہی تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو اکیلا ہے میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں، بلاشبہ میں اپنے آپ پر ظلم کرنے والا ہوں۔"

اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کی درد بھری پکار قبول فرمائی۔ اللہ کے حکم سے مچھلی نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یونس علیہ السلام کو دریا کے کنارے پھینک دیا۔

﴿فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ. لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ. فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيمٌ وَأَنْبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِنْ يَقْطِينٍ. وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ﴾(الصّٰفّٰت:143تا147)

''اگر یونس اللہ کی تسبیح بیان نہ کرتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں ہی رہتے۔ ہم نے اسے باہر کنارے پر پھینک دیا اس حالت میں کہ وہ بیمار تھے اس پر کدو کی بیل کو اگا دیا اور انہیں ایک لاکھ سے زائد افراد کی طرف بھیجا۔''

یونس علیہ السلام نہایت کمزوری کے عالم میں خشکی پر ڈال دیے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان پر ایک بیلدار درخت اگا دیا۔ جس کے پتوں کا سایہ حضرت یونس علیہ السلام پر سائبان بن گیا۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ کے حکم سے شہر واپس آئے قوم نے دیکھا تو بے حد خوشی کا اظہار کیا اور ان کی رہنمائی میں دنیا و آخرت کی کامرانی حاصل کی آخر کار پوری قوم حضرت یونس علیہ السلام پر ایمان لے آئی۔

حضرت یونس علیہ السلام کی وفات:

حضرت یونس علیہ السلام کے مقام وفات کے بارے میں مفسرین کے دو قول ہیں:

① ۔نینویٰ میں مبعوث کیے گئے وہاں فوت ہوئے تھے۔

② ۔فلسطین کے شہر الخلیل میں وفات پائی جو اکثر انبیاء کرام کا مدفن ہے۔

اہل تحقیق نے پہلے قول کو ترجیح دی ہے۔ (ماخوذ از قصص القرآن)

(عَنْ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم دَعْوَةُ ذِي النُّونِ إِذْ دَعَا وَهُوَ فِي بَطْنِ الْحُوتِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ فَإِنَّهُ لَمْ يَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهُ) (سنن الترمذی:3505)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے پیٹ میں کی ہوئی دعا ﴿لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾ تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں تو پاک ہے بلاشبہ میں ظالموں میں سے ہوں۔ کوئی مسلمان پڑھ کر اپنی حاجت پیش کرے تو اس کی دعا ضرور قبول ہوگی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بے اولاد لوگوں کے لیے مؤثر ترین دعا

حضرت زکریا علیہ السلام کی حصول اولاد کے لیے دعا:

﴿رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ﴾(الانبیاء:89)

''اے میرے پروردگار! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور بہترین وارث تو تو ہی ہے۔''

پس منظر:

حضرت مریم علیہا السلام جب بڑی ہوئیں تو انہیں حضرت زکریا علیہ السلام کی کفالت میں دیا گیا۔ اس زمانے کے مذہبی رواج کے مطابق اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف لوگ تارک الدنیا ہو کر مسجد اقصیٰ میں تعلیم و تربیت اور ذکر و اذکار میں مصروف رہتے تھے۔ ان میں وہ عورتیں بھی شامل ہوتی تھیں۔ جنہوں نے اپنے آپ کو دنیا کے معاملات سے الگ کرلیا ہوتا تھا۔ حضرت مریم علیہا السلام انہی ذاکرات میں شامل ہو کر اپنے حجرے میں محو عبادت رہا کرتی تھیں۔ ان کے کھانے پینے کا انتظام ان کے خالو حضرت زکریا علیہ السلام کے سپرد تھا۔ ایک دن زکریا علیہ السلام ان کے ہاں حجرے میں تشریف لائے تو ان کے پاس غیر موسمی عمدہ پھل دیکھ کر ششدر رہ گئے۔ حیران ہو کر پوچھتے ہیں کہ بیٹی مریم یہ پھل کہاں سے آئے ہیں؟ مریم علیہا السلام نے جواب دیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے بلا حساب رزق سے نوازتا ہے۔ یہ سنتے اور اللہ کی قدرت دیکھتے ہی حضرت زکریا علیہ السلام کے رونگٹے کھڑے ہوئے اور وجود تھرتھرانے لگا اور بے ساختہ ہاتھ اللہ کے حضور اٹھے اور فریاد کرنے لگے: اے میرے رب! مجھے بھی اپنی جناب سے نیکوکار اولاد نصیب فرما یقیناً تو دعا سننے والا ہے زکریا علیہ السلام ابھی اسی حجرے میں نماز کی حالت میں کھڑے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملائکہ کا نزول ہوا اور انہوں نے آپ کو یہ نوید سنائی: اے زکریا! خوش ہو جائیے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بیٹا عطا فرمائیں گے جس کا نام یحییٰ ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کے کلمے کی تصدیق کرے گا اور سردار ہوگا۔ نہایت ہی پاک باز، اپنے آپ کی حفاظت کرنے والا اور انبیاء میں سے ہوگا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بیٹے کی خوشخبری سناتے ہوئے ملائکہ نے یہ بھی کہا اس کا نام یحیٰی ہوگا اور اس سے پہلے اس نام کا کوئی شخص نہیں ہوا۔ تو زکریا علیہ السلام حیرت زدہ ہو کر اللہ کے حضور عرض کرتے ہیں کہ بارِ الٰہ! مجھے کس طرح بیٹا نصیب ہوگا جب کہ میں بوڑھا اور میری بیوی جسمانی طور پر بچہ جننے کے لائق نہیں؟ ملائکہ نے خوشخبری سنائی تو تعجب کا اظہار فرمانے لگے مگر تعجب کا اظہار ملائکہ سے کرنے کے بجائے براہ راست اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں۔ کیونکہ اولاد دینے والا تو وہی ہے اور یہ خوشخبری بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھی۔ فرشتہ تو محض پیغام رساں ہے۔ زکریا علیہ السلام کے تعجب کے جواب میں ارشاد ہوا کہ میرے بندے! اللہ اپنے کام کو خود ہی جانتا ہے اور وہ اسی طرح ہی کرتا ہے جس طرح اس کی منشا ہوا کرتی ہے۔ پھر عرض کرنے لگے: اے رب! میرے لیے بیٹے کی کوئی واضح نشانی ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم تین دن تک لوگوں سے اشارے کے علاوہ کلام نہیں کر سکو گے۔ ان ایام میں خاص طور پر صبح و شام اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا شکریہ ادا کرتے رہو۔

دعا کے الفاظ:

﴿رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ﴾ (الانبیاء: 89)

”اے میرے پروردگار! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور بہترین وارث تو تو ہی ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے عذاب سے بچنے کے لیے دعا

کفار پر عذاب کے مسلط کیے جانے سے قبل نبی اکرم ﷺ کی دعا:

﴿رَبِّ إِمَّا تُرِيَنِّي مَا يُوعَدُونَ﴾ (المومنون: 93)

"اے میرے پروردگار! اگر تو مجھے وہ دکھائے جس کا وعدہ انہیں دیا جا رہا ہے۔"

﴿رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِي فِي الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ (المومنون: 94)

"اے رب! تو مجھے ان ظالموں کے گروہ میں نہ کرنا۔"

پس منظر:

اللہ تعالیٰ نے تمام قوموں پر اپنے رسول بھیجے تا کہ اُس گمراہ قوم کی رہنمائی ہو۔ مگر ہر قوم نے اپنے وقت کے نبیوں کو جھٹلایا اور ہر نبی کو یہی طعنہ دیا گیا کہ مرنے کے بعد کچھ نہیں ہوگا۔ قیامت کے وجود سے انکاری تھے۔

مزید یہ کہ منکرین حق نبی کریم ﷺ سے بار بار عذاب کا مطالبہ کرتے تھے کہ جس عذاب کی ہمیں دھمکی دی جاتی ہے وہ اب تک کیوں نہیں آیا؟ کفار کے اس مطالبہ کے مختلف موقعوں پر مختلف جواب دیے گئے ہیں۔ یہاں نئے انداز میں اس کے تین جواب دیے گئے ہیں۔ اے پیغمبر ﷺ! انہیں فرمائیں جس عذاب کی تم جلدی کر رہے ہو میں تو اپنے رب سے اس کی پناہ مانگتا ہوں۔ میری دعا ہے کہ الٰہی! اگر میری موجودگی میں تیرا عذاب نازل ہو تو مجھے ظالموں میں شریک نہ کرنا۔ دوسرا جواب یہ دیا گیا کہ ہم کفار کے ساتھ کیے گئے وعدہ کو پورا کرنے پر پوری قدرت رکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی آنکھوں کے سامنے ان کو تباہ و برباد کر دیں۔

نبی اکرم ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے:

(وَإِذَا أَرَدْتَ بِقَوْمٍ فِتْنَةً فَتَوَفَّنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُونٍ) (سنن ترمذی:3235)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اے اللہ! جب تو کسی قوم پر آزمائش یا عذاب بھیجنے کا فیصلہ کرے تو اس سے پہلے
پہلے مجھے دنیا سے اٹھا لے۔"

دعا کے الفاظ:

﴿رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِي فِي الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ (المومنون: 94)
"اے رب! تو مجھے ان ظالموں کے گروہ میں نہ کرنا۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیطانی وسوسوں اور شرارتوں سے بچنے کے لیے

اللہ کی طرف سے نبی اکرم ﷺ کو سکھلائی گئی دعا:

﴿رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ﴾ (المومنون: 97)

"اے میرے پروردگار! میں شیطان کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

﴿وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَنْ يَحْضُرُونِ﴾ (المومنون: 98)

"اے میرے رب! میں اِس لیے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں۔"

پس منظر:

شیطان داعی دین کو بالخصوص اور صاحب ایمان کو بالعموم غصہ دلانے یا اس کے دل میں وسوسے پیدا کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے کہ وہ اس کی وجہ سے برائی کا جواب برائی سے دے، یا کوئی غلط قدم یا غلط فیصلہ کر بیٹھے لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ داعی کو اور صاحب ایمان کو پوری کوشش کرنا چاہیے کہ وہ برائی کا جواب اچھائی کے ساتھ دے۔ جہاں تک ذاتی معاملات کا تعلق ہے اس میں اس بات کی گنجائش موجود ہے کہ مظلوم ظالم کے جواب میں کوئی بری بات زبان پر لے آئے۔ تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ (المائدہ: 148)

لیکن تبلیغ کے میدان میں اس بات کی ہرگز اجازت نہیں کہ برائی کا جواب برائی سے دیا جائے بلکہ حکم ہے کہ اگر ایسے موقع پر طیش آئے تو شیطانی وسوسوں سے اپنے رب کی پناہ مانگنی چاہیے۔ کیونکہ شیطان اس کو بھٹکا کر برائی کے مقابلے میں بری زبان استعمال کر کے ناکام ہوتا ہوا دیکھنا چاہتا ہے۔ اس نقصان سے بچانے کے لیے سرور دو عالم ﷺ کو یہ دعا سکھلائی گئی۔

﴿رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ﴾

"میں شیاطین کی اکساہٹوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح کا ایک واقعہ موجود ہے:

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں دو شخص گالم گلوچ پر اتر آئے ہم بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک شخص کا چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا۔ وہ اپنے ساتھی کو برا بھلا کہہ رہا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ شخص وہ کلمہ پڑھ لے تو اس کا غصہ دور ہو جائے وہ کلمہ یہ ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو متوجہ کیا۔ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہیں سن رہا؟ اس نے جواب دیا میں پاگل نہیں ہوں۔ اس کی مراد یہ تھی کہ میں نے سن لیا اور اس پر عمل کرتا ہوں۔'' (صحیح البخاری)

شیطان کے حملوں سے بچنے کے لیے ہمیشہ ہوشیار رہنا چاہیے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں میں سے کسی کے ساتھ کھڑے تھے وہاں سے ایک آدمی کا گذر ہوا آپ نے فرمایا اے فلاں آدمی یہ میری فلاں بیوی ہے اس نے عرض کی آپ کے متعلق کون ایسا گمان کرسکتا ہے اور نہ ہی میں نے ایسا سوچا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان خون کی گردش کی طرح آدمی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ (صحیح بخاری)

ہمارے لیے سبق:

① ۔شیطان انسان کا دشمن ہے اس سے بچنے کے لیے اپنے رب کی پناہ مانگنا چاہیے۔

② ۔شیطان انسان کو غصہ دلاتا ہے۔

③ ۔شیطان انسان کے دل میں برے خیالات ڈالتا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

استغفار و توبہ کی دعا

﴿رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ﴾(المومنون:109)

''اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لائے ہمیں معاف کر دے۔ ہم پر رحم کر تو سب رحیموں سے اچھا رحیم ہے۔''

﴿رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ﴾(المومنون:118)

''اے میرے رب! درگزر فرما۔ ہم پر رحم کر اور تو سب رحیموں سے اچھا رحیم ہے۔''

پس منظر:

اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کرنے کی بجائے مشرک دوسروں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شریک کرتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو پکارنے کی اس کے بعد کوئی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات، شان اور صفات کے حوالے سے اکیلا اور سب سے اعلیٰ ہے۔ اس کی ذات اور صفات میں کوئی بھی شریک نہیں ہے۔ مشرک دلیل نہ ہونے کے باوجود نہ صرف شرک جیسے سنگین جرم میں ملوث ہوتا ہے بلکہ شرک کی حمایت میں بحث و تکرار بھی کرتا ہے یہاں تک مرنے مارنے پر اتر آتا ہے ایسی صورت میں ایک داعی کو یہ تلقین کی گئی ہے کہ وہ مشرک سے الجھنے کی بجائے یہ کہہ کر اپنا کام کرتا جائے کہ تیرا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اس عقیدہ کا انکار کرنے والے یقیناً فلاح نہیں پائیں گے۔ اے پیغمبر ﷺ! آپ اپنے رب سے اس کی بخشش اور رحم مانگتے رہیں یقیناً آپ کا رب بڑا رحم کرنے والا ہے۔ اس کے ساتھ آپ کی امت کو بھی یہ حکم دیا گیا ہے کہ اپنے رب سے اس کی بخشش اور رحمت مانگتے رہیں وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

توبہ و استغفار کی فضیلت اور فوائد:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو انسان استغفار کو ہمیشہ کے لئے اپنا وظیفہ بنا لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر قسم کی تنگی اور پریشانی کو دور کرتا ہے اور اسے ایسے ذریعے سے رزق عطا کرتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے جس کا اسے وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔(سنن ابوداوٗد:1518)

امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قحط سالی ہوئی، انہوں نے ہاتھ اٹھا کر بارش مانگنے کی بجائے بار بار توبہ استغفار کرتے رہے کسی نے عرض کیا: آپ نے بارش کی دعا کی ہی نہیں، فرمایا: کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا سورۃ نوح میں اللہ تعالیٰ نے توبہ استغفار کے بدلے بارش برسانے کا وعدہ فرمایا ہے:

﴿إِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا. يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا﴾(نوح:11.10)

”اپنے رب سے معافی مانگو بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے خوب بارش برسائے گا۔“

اللہ کی رضا کا حصول: گناہوں کی معافی کا ذریعہ، اس سے ضمیر کا بوجھ ہلکا اور پریشانیوں سے نجات ملتی ہے، دنیا میں کشادگی اور آخرت میں جنت کے باغات نصیب ہوں گے، سچی توبہ سے سیئات حسنات میں تبدیل ہوجاتی ہیں، توبہ و استغفار کرنے سے آدمی اللہ کے غضب سے محفوظ ہوجاتا ہے لہٰذا ہر دم اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ، استغفار کرتے رہیے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار کرنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں دن میں ستر بار سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا اور توبہ کرتا ہوں۔ (صحیح البخاری:6307)

استغفار کے کلمات:

(أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ)(سنن ابو داود:1517)

”میں اللہ سے بخشش کا سوال کرتا ہوں، جس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، وہ ہمیشہ زندہ و قائم رہنے والا ہے۔ میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عذابِ جہنم سے بچنے کی دعا

﴿رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا﴾(الفرقان:65)

''اے ہمارے پروردگار! ہم سے دوزخ کا عذاب پرے ہی پرے رکھ، کیونکہ اس کا عذاب چمٹ جانے والا ہے۔''

پسِ منظر:

سورہ فرقان کے آخری رکوع کے آغاز میں اللہ عزوجل نے اپنے عظیم نام ''الرحمٰن'' کا ان الفاظ میں تعارف کروایا کہ ﴿ الرَّحْمَٰنُ ﴾وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا۔ اس کے بعد چاند اور سورج، رات اور دن کو اپنی قدرت کی نشانی قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ قدرت کی نشانیوں سے وہی لوگ نصیحت حاصل کرتے ہیں جو اپنے رب کے شکر گزار ہوتے ہیں۔ شکر گزار ہونے کے لیے لازم ہے کہ انسان اپنے رب کی نعمتوں اور مہربانیوں کا احساس اور ادراک پیدا کرے۔ جس نے اپنے رب کی مہربانیوں کا شعور اور ادراک پالیا وہ الرحمٰن کا بندہ بن جائے گا۔

عباد الرحمٰن کے اوصافِ حمیدہ:

الرحمٰن کے بندوں کے اوصاف میں پہلا اخلاقی وصف یہ ہے کہ ان کی چال ڈھال میں وقار اور عاجزی پائی جاتی ہے۔ ان کی گفتار میں سنجیدگی اور اخلاق نمایاں ہوتا ہے۔ اس لیے انسان کی چال ڈھال، اس کی طبیعت اور کردار کی ترجمان ہوتی ہے۔ گفتار سے آدمی کی فہم و فراست اور اس کے نظریات کا علم ہوتا ہے، طبیعت میں عاجزی اور کردار میں پاکیزگی ہو تو انسان کی چال ڈھال میں اس کی عاجزی اور حسن کردار کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ طبیعت میں غرور اور تکبر ہو تو چال ڈھال متکبرانہ ہو جاتی ہے۔ انسان حسن کردار سے تہی دامن ہو گا تو چال ڈھال میں چھچھورا پن اور آوارگی نظر آئے گی۔ عباد الرحمٰن میں مسلمان مردوں کے ساتھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلم خواتین بھی شامل ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی چال ڈھال کا ایک معیار قائم فرمایا ہے۔ حکم ہے: اے انسان! زمین پر اکڑ اکڑ کر نہ چل، اکڑ اکڑ کر چلنے سے نہ تو زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ ہی پہاڑوں کی بلندیوں کو چھو سکتا ہے۔ (بنی اسرائیل: 37)

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو یوں نصیحت کی تھی: بیٹا! درمیانہ چال چلو اور اپنی گفتگو میں میانہ روی اختیار کرو۔ سب سے مکروہ آواز گدھے کی آواز ہے۔ (لقمان: 19)

درمیانہ چال یہ ہے کہ نہ اس میں مریضانہ اور تکلفانہ عاجزی کا اظہار ہو اور نہ ہی اس میں فخر و غرور پایا جائے۔ خواتین کے لیے مزید اصول یہ ہے کہ وہ اپنے سنگھار بناؤ کو ایڑیاں مار مار کر ظاہر نہ کریں۔ (الاحزاب: 33)

مردوں اور عورتوں کے لیے ہدایت ہے کہ وہ اپنی نگاہیں ادھر ادھر اٹھانے کی بجائے نیچی رکھا کریں۔ (النور: 30، 31)

خواتین کی پسندیدہ چال کا ذکر کرتے ہوئے حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی کی ان الفاظ میں تعریف کی گئی ہے کہ وہ بڑی حیا کے ساتھ چلتی ہوئی موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی اور اس نے حیا دار لہجے میں کہا، میرے باپ آپ کو اپنے ہاں بلا رہے ہیں جو آپ نے ہماری خدمت کی ہے تاکہ اس کا بدلہ دیا جائے۔ (القصص: 25)

جہاں تک انسان کی گفتار اور آواز کا معاملہ ہے اگر وہ امام اور خطیب ہے تو اسے اپنے مقتدی اور سامعین کی تعداد کے مطابق آواز نکالنی چاہیے۔ کوئی استاد ہے تو اسے چاہیے نہ اس قدر دھیمی آواز بات کرے کہ شاگرد کو سنائی نہ دے اور نہ اتنی بلند آواز سے بولے کہ اس کی آواز میں کراہت محسوس کی جائے۔ نبی کریم ﷺ بولنے میں اس قدر احتیاط فرماتے کہ اگر گھر میں دیر سے تشریف لے جاتے اور گھر والے سو رہے ہوں تو ایسے لہجے میں سلام کہتے۔ کہ جاگنے والا سن لیتا اور سوئے ہوئے کی نیند میں خلل واقعہ نہ ہوتا۔ (صحیح الادب المفرد)

خواتین کو ہدایت ہے کہ غیر محرم سے بات کرتے ہوئے نسوانہ آواز میں قدرے بیگانگی کا لہجہ اختیار کریں تاکہ جس کے دل میں بے حیائی کا مرض ہو وہ کسی قسم کی امید قائم نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرے۔(الاحزاب:32)

مرد ہو یا عورت جب کسی جاہل کے ساتھ واسطہ پڑے تو اس کے ساتھ الجھنے کی بجائے اچھی بات کہہ کر بات کا رخ بدل دے۔ جاہل کو ترکی بہ ترکی جواب دینے سے آدمی کے اپنے اخلاق میں گراوٹ پیدا ہوتی ہے اور بسا اوقات آپس میں الجھاؤ پیدا ہوجاتا ہے جس سے اجتناب کرنا چاہیے۔لغت کے اعتبار سے ''**هَوْنًا**'' کا معنی عاجزی اور وقار ہے۔

الرحمٰن کے بندے پوری رات سونے کی بجائے رات کا کچھ حصہ آرام کرنے کے بعد اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ان کے اٹھنے کی کیفیت قرآن مجید نے یوں بیان کی ہے کہ الرحمٰن کے بندے اپنے بستروں سے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور اپنے رب کو امید اور خوف کی کیفیت میں پکارتے ہیں۔(السجدة:16)وہ رات کے وقت اپنے رب کے حضور سجدہ اور قیام کرتے ہیں اپنے رب سے فریاد پر فریاد کرتے ہیں:اے ہمارے رب!ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ فرمانا۔ بے شک جہنم کا عذاب چمٹ جانے والا ہے۔یقیناً جہنم ٹھہرنے اور قیام کے اعتبار سے بدترین جگہ ہے۔

سحری کا وقت حاجات ومناجات اور سکون واطمینان کے لیے ایسا وقت ہے کہ لیل و نہار کا کوئی لمحہ ان لمحات کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔زمین وآسمان کی وسعتیں نورانی کیفیت سے لبریز دکھائی دیتی ہیں۔ ہر طرف سکون وسکوت انسان کی فکر ونظر کو جلا بخشنے کے ساتھ خالق حقیقی کی طرف متوجہ کررہا ہوتا ہے۔ایک طرف رات اپنے سیاہ فام دامن میں لے کر ہر ذی روح کو سلائے ہوئے ہے اور دوسری طرف بندۂ مومن اپنے خالق حقیقی کی بارگاہ میں پیش ہونے کے لیے کروٹیں بدلتا ہوا اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔کہیں نیند کی غفلت میں یہ پرنور لمحات گذر نہ جائیں۔وہ ٹھنڈی راتوں میں یخ پانی سے وضو کرکے رات کی تاریکیوں میں لرزتے ہوئے وجود اور کانپتی ہوئی آواز کے ساتھ شکر وحمد اور فقر وحاجت کے جذبات میں زاروقطار روتا ہوا فریاد کناں ہوتا ہے۔ وہ آنسوؤں کے قطروں سے اس طرح اپنی ردائے عمل کو دھو ڈالتا ہے کہ اس کا دامن گناہوں کی آلودگی سے پاک اور وجود دنیا کی تھکن سے ہلکا ہوجاتا ہے۔کیونکہ طویل ترین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قیام اور دیر تک رکوع وسجود میں پڑا رہنے سے تہجد بندۂ مومن کو ذہنی اور جسمانی طور پر طاقت و توانائی سے ہمکنار کر دیتی ہے اگر خورد و نوش میں مسنون طریقوں کو اپنائے تو اس کو کسی قسم کی سیر و سیاحت حتیٰ کہ معمولی ورزش کی حاجت بھی نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی تہجد کا اس طرح تذکرہ فرماتے ہیں:

﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾(السجدۃ:16)

”وہ اپنے بستروں سے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے اور جو ہم نے انہیں دیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں۔“

﴿اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا﴾(المزمل:06)

”حقیقتاً رات کا اٹھنا نفس پر قابو پانے اور قرآن پاک پڑھنے کے لیے موزوں ترین وقت ہے۔“

﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ اٰخِذِيْنَ مَاۤ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾(الذاریات:15تا17)

”یقیناً متقی لوگ اس دن باغات اور چشموں میں ہوں گے۔ جو کچھ ان کا رب انہیں عطا کرے گا وہ بڑی خوشی کے ساتھ لے رہے ہوں گے۔ کیونکہ وہ اس دن کے قائم ہونے سے پہلے نیک اعمال کیا کرتے تھے۔ راتوں کو کم ہی سویا کرتے تھے اور رات کے پچھلے حصے میں اللہ کے حضور توبہ و استغفار کرتے تھے۔“

(عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ)(صحیح مسلم:1163)

”جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا فرض نماز کے بعد افضل ترین نماز درمیانی رات کی نماز ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جہنم کے عذاب سے پناہ طلب کرنا:

(عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ بَعْدَ التَّشَهُّدِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ) (سنن ابو داؤد:984)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ تشہد کے بعد یہ دعا کیا کرتے تھے اے اللہ میں عذاب جہنم، عذاب قبر، دجال کے فتنہ، زندگی اور موت کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

قرآن مجید میں جہنم کے بارے میں دی گئی بعض تفصیلات درج ذیل ہیں:

⊙۔ جہنم کو دیکھتے ہی کافروں کے چہرے کالے سیاہ ہو جائیں گے۔(یونس:27)

⊙۔ جہنمی عذاب سے تنگ آکر موت طلب کریں گے لیکن، انہیں موت نہیں آئے گی۔(فرقان:13)

⊙۔ جہنم کی آگ جہنمیوں کے چہرے کا گوشت جلا ڈالے گی اور ان کے جبڑے باہر نکل آئیں گے۔(مومنون:(4-1)

⊙۔ جہنم کی آگ نہ زندہ چھوڑے گی نہ مرنے دے گی۔(الاعلیٰ:13)

⊙۔ جہنم کی آگ لوگوں کو چکنا چور کر دے گی۔(ہمزہ:4)

⊙۔ جہنم میں کافروں کو بند کر کے اوپر سے دروازے بند کر دیے جائیں گے۔(ہمزہ:9-8)

⊙۔ جہنم میں کافر پھنکارے ماریں گے (اور شور اس قدر ہوگا کہ) کانوں پڑی آواز سنائی نہیں دے گی۔(الانبیاء:100)

⊙۔ جہنمیوں کو تھوہر کا زہریلا کانٹیدار اور بدبودار درخت کھانے کے لیے دیا جائے گا۔(دخان:43)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⊙۔جہنمیوں کے زخموں سے بہنے والا خون اور پیپ نیز کھولتا ہوا پانی جہنمیوں کو پینے کے لیے دیا جائے گا۔(ابراہیم:17-16)

⊙۔جہنمیوں کوآگ کا لباس پہنایا جائے گا۔(الحج:20)

⊙۔جہنمیوں کے ہاتھ اور پاؤں زنجیروں سے باندھ دیے جائیں گے اور آگ کے شعلے ان کے چہروں پر برسائے جائیں گے۔(ابراہیم:50-49)

⊙۔جہنمیوں کے لیے آگ کا اوڑھنا اور آگ کا بچھونا ہوگا۔(الاعراف:41)

⊙۔جہنمیوں کے لیے آگ کی چھتریاں اور آگ کے فرش ہوں گے۔(الزمر:16)

⊙۔جہنمیوں کے لیے آگ کی قناتیں ہونگی۔(الکہف:29)

⊙۔جہنمیوں کی گردنوں میں بھاری طوق ڈالے جائیں گے۔(الحاقہ :03)

⊙۔جہنمیوں کے پاؤں میں بھاری بیڑیاں ڈالی جائیں گی۔(المزمل:12)

⊙۔جہنمیوں کوسخت زہریلی گرم ہوا اور سخت زہریلے دھویں کا عذاب بھی دیا جائے گا۔(الواقعہ:44-41)

⊙۔جہنم میں جہنمیوں کومنہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔(القمر:48)

⊙۔جہنمیوں کوآگ کے پہاڑ (صعود) پر چڑھنے کا عذاب دیا جائے گا۔(المدثر:17)

⊙۔جہنمیوں کولوہے کے گرزوں اور ہتھوڑوں سے مارا جائے گا۔(الحج:19)

یادرہے کہ مذکورہ آیات کے حوالہ سے قرآنی آیات کا ترجمہ نہیں بلکہ مفہوم دیا گیا ہے۔

چند اہم باتیں جہنم کے بارے میں احادیث مبارکہ کی روشنی میں:

❋۔جہنم میں گرایا گیا پتھر 70 سال بعد جہنم کی تہ میں پہنچتا ہے۔(صحیح مسلم:2844)

❋۔جہنم کے ایک احاطہ کی دو دیواروں کے درمیان 40سال کی مسافت کا فاصلہ ہے(ابو یعلی:1385)

❋۔جہنم کو میدان حشر میں لانے کے لے 4ارب 90 کروڑ فرشتے مقرر ہوں گے(صحیح مسلم:2842)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

✽۔جہنم کا سب سے ہلکا عذاب آگ کے دو جوتے پہننے کا ہوگا جس سے جہنمی کا دماغ کھولنے لگے گا(صحیح مسلم:210)

✽۔جہنمی کی ایک داڑھ(بڑا دانت)احد پہاڑ سے بھی بڑی ہوگی۔(صحیح مسلم:2851)

✽۔جہنمی کے جسم کی کھال کی موٹائی تین دن کی مسافت کے برابر ہوگی۔(صحیح مسلم:2851)

✽ کفار کا جسم اتنا بڑا کر دیا جائے گا کہ ایک کندھا سے دوسرے کندھے تک تیز سوار کے لئے تین 3 دن کی راہ ہے۔(صحیح البخاری:6551)

✽ایک ایک داڑھ اُحد کے پہاڑ برابر ہوگی، کھال کی موٹائی بیالیس ہاتھ کی لمبائی جتنی ہوگی، بیٹھنے کی جگہ اتنی ہوگی جیسے مکہ سے مدینہ تک (سنن ترمذی:2577)

✽دنیا میں نشہ آور مشروبات پینے والوں کو جہنمیوں کے جسم سے نکلنے والا غلیظ اور بدبودار پسینہ پلایا جائے گا۔(صحیح مسلم:2002)

✽زکوۃ ادا نہ کرنے والے لوگوں کے گلے میں خطرناک گنجے سانپ کا طوق ڈالا جائے گا وہ ان کو ڈنک مارتا رہے گا۔(صحیح البخاری:1403)

✽ جہنمی کا بازو بیضاء پہاڑ کے برابر اور ان کی ایک ران ورقان پہاڑ کے برابر ہوگی۔ (مسند احمد:8345)

✽دنیا میں تکبر کرنے والوں کو چیونٹیوں کے برابر جسم دیا جائے گا۔(سنن ترمذی:2592)

✽ جہنمی اس قدر آنسو بہائیں گے کہ ان میں کشتیاں چلائی جاسکیں گی (مستدرک حاکم:8791)

✽ جہنمیوں کو دیے جانے والے کھانے (تھوہر) کا ایک ٹکڑا دنیا میں گرا دیا جائے تو ساری دنیا کے جانداروں کے اسباب معیشت برباد کردے(سنن ابن ماجہ:4325)

✽ جہنمیوں کو پلائے جانے والے مشروب کا ایک ڈول (چند لٹر) دنیا میں ڈال دیا جائے تو ساری دنیا کی مخلوق کو بدبو میں مبتلا کردے(سنن ترمذی:2584)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❋ جہنمیوں کے سر پر اس قدر کھولتا ہوا گرم پانی ڈالا جائے گا کہ وہ سر میں چھید کر کے پیٹ میں پہنچ جائے گا اور پیٹ میں جو کچھ ہوگا اسے کاٹ ڈالے گا اور یہ سب کچھ (پیٹھ سے نکل کر) قدموں میں آ گرے گا (سنن ترمذی:2582)

❋ کافر کو جہنم میں اس قدر سختی سے ٹھونسا جائے گا، جس قدر نیزے کی انی دستے میں سختی سے گاڑی جاتی ہے (شرح السنہ:4415)

❋ جہنم کی آگ شدید سیاہ رنگ کی ہے (جس میں ہاتھ کو ہاتھ دکھائی نہیں دے گا (مؤطا مالک:3648)

❋ جہنمیوں کو آگ کے پہاڑ (صعود) پر چڑھنے میں 70 سال لگیں گے اترے گا تو پھر اسے چڑھنے کا حکم دیا جائے گا (سنن ترمذی:2576)

❋ جہنمیوں کو مارنے کے لیے لوہے کے گرز اتنے وزنی ہوں گے کہ انسان اور جن مل کر بھی اسے اٹھانا چاہیں تو نہیں اٹھا سکتے (مسند احمد:11233)

❋ جہنم کے سانپ قد میں اونٹوں کے برابر ہونگے اور ان کے ایک دفعہ ڈسنے سے کافر 40 سال تک اس کے زہر کی جلن محسوس کرتا رہے گا۔ (مسند احمد:17712)

❋ جہنم کے بچھو قد میں خچر کے برابر ہوں گے ان کے ڈسنے کا اثر کافر 40 سال تک محسوس کرتا رہے گا (مسند احمد:17712)

❋ جہنمیوں کو جہنم میں منہ کے بل چلایا جائے گا۔ (سنن ترمذی:3142)

تین بار پناہ مانگنا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے تین بار اللہ تعالیٰ سے جنت مانگی تو جنت کہے گی: اے اللہ! اسے جنت میں داخل کر دے اور جس نے تین بار جہنم سے پناہ مانگی تو جہنم کہے گی: اے اللہ! اسے جہنم سے بچا لے۔ (سنن نسائی:5521)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز میں اللہ سے جہنم کی پناہ طلب کرنا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی تم میں سے نماز میں تشہد پڑھے تو چار چیزوں سے پناہ مانگے، یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ

"اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے، اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں جہنم کے عذاب سے، تیری پناہ چاہتا ہوں دجال کے فتنہ سے، تیری پناہ چاہتا ہوں زندگی اور موت کے فتنہ سے، اے اللہ! تیری پناہ چاہتا ہوں گناہ اور قرضداری سے۔" (صحیح مسلم:128،130)

دعا کے الفاظ:

﴿رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا﴾(الفرقان:65)

"اے ہمارے پروردگار! ہم سے دوزخ کا عذاب پرے ہی پرے رکھ، کیونکہ اس کا عذاب چمٹ جانے والا ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیک اور صالح بیوی اور اولاد کے لیے دعا

﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا﴾ (الفرقان:74)

"اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔"

پسِ منظر:

"الرحمٰن" کے بندے نہ صرف صاحب بصیرت اور ذمہ دار ہوتے ہیں بلکہ اپنی اور دوسروں کی اصلاح کے لیے بھی فکر مند رہتے ہیں۔ اصلاح کا بنیادی اصول یہ ہے کہ انسان اپنی اور اپنے اہل وعیال کی اصلاح کے ساتھ ساتھ پورے معاشرے کی اصلاح کی جدوجہد کرتا رہے کیونکہ یہی اصلاح کا مؤثر ذریعہ اور امت کا اجتماعی فرض ہے۔

الرحمٰن کے بندے نہ صرف اپنے اہل وعیال کی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں بلکہ اپنے رب کی بارگاہ میں رو رو کر دعائیں کرتے ہیں کہ ہمارے رب ہمیں دنیا اور آخرت کے حوالے سے ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب فرما اور ہمیں اخلاق اور کردار کے اعتبار سے اس قابل بنا کہ ہم متقی لوگوں کی قیادت کر سکیں۔ بیوی یا اولاد نیک نہ ہو تو آدمی کا گھر جہنم کا گڑھا بن جاتا ہے۔ اہل خانہ نیک اور تابع دار ہوں تو بڑی سے بڑی مصیبت اور غربت محسوس نہیں ہوتی۔

اس لیے نیک لوگ دعائیں کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں ایسی بیویاں اور ایسی اولاد عطا فرما جنہیں دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور دل مسرور ہوں اور ہمیں متقی حضرات کی امامت کے منصب پر فائز فرما۔

یعنی ہم تقویٰ اور اطاعت میں سب سے بڑھ جائیں بھلائی اور نیکی میں سب سے آگے نکل جائیں۔ محض نیک ہی نہ ہوں بلکہ نیکوں کے پیشوا ہوں اور ہماری بدولت دنیا بھر میں نیکی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھیلے۔ اس بات کا ذکر یہ بتانے کے لیے کیا گیا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو مال و دولت اور شوکت و حشمت میں نہیں بلکہ نیکی و پرہیز گاری میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر ہمارے زمانے میں کچھ اللہ کے بندے ایسے ہیں جنہوں نے اس آیت کو بھی امامت کی امیدواری اور ریاست کی طلب کے لیے دلیل جواز کے طور پر استعمال کیا ہے۔ ان کے نزدیک آیت کا مطلب یہ ہے کہ یا اللہ متقی لوگوں کو ہماری رعیت اور ہم کو ان کا حکمراں بنا دے۔ اس سخن فہمی کی داد امیدواروں کے سوا اور کون دے سکتا ہے۔ (ماخوذ از تفہیم القرآن)

نیک بیوی کی حیثیت:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ وَ خَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ (سنن نسائی: 3232)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا دنیا ساری کی ساری زیست کا سامان ہے۔ لیکن دنیا کی بہترین نعمت نیک بیوی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع کر دیے جاتے ہیں مگر صرف تین ذرائع سے اسے اجر ملتا رہتا ہے۔

① ۔صدقہ جاریہ۔

② ۔ایسا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔

③ ۔نیک اولاد جو اس کے لیے دعائیں کرے۔ (صحیح مسلم: 1631)

اولاد کے ساتھ خیر خواہی:

بلاشبہ اولاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہترین تحفہ ہے۔ اس کی حفاظت کرنا اس کے ساتھ خیر کرنا، ان کو نصیحت کرنا اور ان کے لیے والد کی ذمہ داری اور شیوہ پیغمبرانہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرورِ دو عالم ﷺ کی اپنی بیٹی اور خاندان کو نصیحت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت (اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے) نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے قریش کے لوگو! اپنے لیے کچھ کرلو میں تمہیں اللہ کے عذاب سے کوئی فائدہ نہیں دے سکوں گا۔ اے بنی عبد مناف میں تمہیں اللہ کے عذاب سے بچا نہیں سکوں گا۔ اے عباس بن عبدالمطلب! میں تمہیں اللہ کے عذاب سے کچھ فائدہ نہیں دے سکوں گا۔ اے صفیہ! رسول کی پھوپھی! میں تمہیں اللہ کے عذاب سے کچھ فائدہ نہیں دے سکوں گا۔ اے فاطمہ بنت محمد! میرے مال سے جو چاہتی ہے مانگ لے میں مگر تجھے اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکوں گا۔ (صحیح البخاری:2753)

حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا:

﴿وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ﴾ (النمل:19)

"اے میرے رب! مجھے قابو میں رکھ کہ میں تیرے اس احسان کا شکر ادا کرتا رہوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیا ہے اور ایسا عمل صالح کروں جو تجھے پسند آئے اور اپنی رحمت سے مجھ کو اپنے نیک بندوں میں داخل کر۔"

اولاد کے لیے کی گئی دعا کی قبولیت:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ يُسْتَجَابُ لَهُنَّ لَا شَكَّ فِيهِنَّ: دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهِ۔ (سنن ابن ماجه:3862)

"تین لوگوں کی دعا کی قبولیت میں شک نہیں ہے، ایک مظلوم کی دعا، دوسرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسافر کی دعا، اور تیسرے والد کی اپنی اولاد کے لئے دعا۔"

اولاد کو بددعا نہ دیں:

اولاد اللہ تعالی کی طرف سے بہت بڑی نعمت ہے، اس نعمت پہ اللہ تعالی کا شکر بجا لانا چاہئے۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ والدین اولاد کے ظلم سے پریشان ہوکر انہیں بددعا دے دیتے ہیں۔ اور کبھی کبھی والدین کی طرف سے خطا ہوتی ہے کہ بلاسبب بھی یا معمولی باتوں پہ اولاد کے لئے بددعا کرتے ہیں۔

اسلام نے ہمیں اپنے آپ کے لئے، اولاد کے لئے اور مال و دولت کے لئے بددعا کرنے سے منع کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

لا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ ، وَلا تَدْعُوا عَلَى أَوْلادِكُمْ ، وَلا تَدْعُوا عَلَى أَمْوَالِكُمْ ، لا تُوَافِقُوا مِنْ اللَّهِ سَاعَةً يُسْأَلُ فِيهَا عَطَاءٌ فَيَسْتَجِيبُ لَكُمْ ۔(صحیح مسلم:3009)

"اپنے آپ کو بددعا نہ دو، اپنی اولاد کو بددعا نہ دو، اور اپنے مالوں کو بددعا نہ دو، ایسا نہ ہو کہ وہ اللہ کی طرف سے عطا و قبولیت کی گھڑی ہو (ادھر تم کوئی بددعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اسے) تمہارے لیے قبول کرے۔"

دعا کے الفاظ:

﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا﴾ (الفرقان:74)

"اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں

﴿رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ﴾ (الشعراء: 83)

"اے میرے رب! مجھے قوت فیصلہ عطا فرما اور مجھے نیک لوگوں میں ملا دے۔"

﴿وَاجْعَل لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ﴾ (الشعراء: 84)

"اور میرا ذکر خیر پچھلے لوگوں میں باقی رکھنا۔"

﴿وَاجْعَلْنِي مِن وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ﴾ (الشعراء: 85)

"اور مجھے جنت کے وارثوں میں شامل فرما۔"

﴿وَاغْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ﴾ (الشعراء: 86)

"میرے باپ کو بخش دے بے شک وہ گمراہوں میں ہے۔"

﴿وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ﴾ (الشعراء: 87)

"جس دن دوبارہ زندہ کیے جائیں گے مجھے اس دن شرمندہ نہ کرنا۔"

﴿يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ﴾ (الشعراء: 88)

"جس دن مال اور اولاد کوئی کام نہ آئے گی۔"

﴿إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ﴾ (الشعراء: 89)

"لیکن فائدہ اُسی کو ہوگا۔ جو اللہ کے پاس بے عیب دل لے کر جائے گا۔"

پسِ منظر:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی زندگی میں بہت سی دعائیں کی ہیں۔ جن میں انسان کی بڑی بڑی حاجات کا ذکر ہے۔

انہی دعاؤں میں سے ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعائیں ہیں۔

آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ مجھے یہ چیزیں عطا فرما کر دنیا اور آخرت میں نیک لوگوں میں شامل رکھ۔ چنانچہ صحیح حدیث میں ہے (رسول اللہ ﷺ نے بھی آخری وقت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں دعا مانگی تھی کہ (اے اللہ! اعلیٰ رفیقوں میں ملا دے۔) (صحیح البخاری:4449)

ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا بھی منقول ہے۔

(اَللّٰھُمَّ أَحْیِنَا مُسْلِمِینَ وَأَمِتْنَا مُسْلِمِینَ وَأَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِینَ غَیْرَ خَزَایَا وَلَا مُبَدِّلِینَ ۔ (مسند احمد:15492)

''اے اللہ! ہمیں اسلام پر زندہ رکھ اور مسلمانی کی حالت میں ہی موت دے اور نیکوں میں ملا دے۔ بغیر رسوائی اور تبدیلی کے۔''

اس کے بعد دعا کرتے ہیں: اے میرے رب! میرے بعد بھی میرا ذکر خیر لوگوں میں جاری رہے۔ لوگ نیک باتوں میں میری اقتداء کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کا ذکر پچھلی نسلوں میں باقی رکھا۔ ہر ایک آپ علیہ السلام پر سلام بھیجتا ہے اللہ کسی نیک بندے کی نیکی ضائع نہیں کرتا۔ پورا ایک جہان ہے جن کی زبانیں آپ علیہ السلام کی تعریف وتوصیف سے تر رہتی ہیں۔ دنیا میں بھی اللہ نے انہیں اونچائی اور بھلائی دی۔

پھر یہ دعا کرتے ہیں: اے میرے رب! میرا ذکر جمیل جہاں میں باقی رہے وہاں آخرت میں بھی جنتی بنایا جاؤں اور اے اللہ! میرے گمراہ باپ کو معاف فرما۔

ابراہیم علیہ السلام کا اپنے کافر باپ کے لیے یہ استغفار کرنا ایک وعدے کی وجہ سے تھا جو انہوں نے والد سے کیا تھا لیکن جب ابراہیم علیہ السلام پر اس کا دشمن اللہ ہونا کھل کر واضح ہو گیا کہ وہ کفر پر ہی مرا ہے تو آپ علیہ السلام کے دل سے اس کی عزت ومحبت جاتی رہی اور استغفار کرنا بھی ترک کر دیا۔ ابرہیم علیہ السلام بڑے صاف دل اور بردبار تھے۔ ہمیں بھی جہاں ابراہیم علیہ السلام کے طریقے پر چلنے کا حکم ملا ہے وہیں یہ بھی فرما دیا گیا ہے کہ اس بات میں ان کی پیروی نہ کرنا۔

اس کے بعد دعا کرتے ہیں: اے میرے رب! مجھے قیامت کے دن کی رسوائی سے بچا لینا۔ جب کہ تمام مخلوق زندہ ہو کر ایک میدان میں کھڑی ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والد سے ملاقات ہوگی۔ تب ابراہیم علیہ السلام دیکھیں گے کہ اس کا منہ ذلت سے اور گرد وغبار سے لتھڑا ہوا ہے۔ (صحیح البخاری:4768)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کو اس حالت میں دیکھ کر فرمائیں گے کہ دیکھ میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کر باپ جواب دے گا اچھا اب نہ کرونگا۔ آپ اللہ تعالیٰ کی جناب میں عرض کریں گے کہ پروردگار! تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ اس دن مجھے رسوا نہ فرمائے گا۔ اب اس سے بڑھ کر اور رسوائی کیا ہوگی کہ میرا باپ اس طرح رحمت سے دور ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے خلیل علیہ السلام میں نے جنت کو کافروں پر حرام کر دیا ہے، پھر فرمائے گا ابراہیم علیہ السلام دیکھ تیرے پیروں تلے کیا ہے؟ آپ علیہ السلام دیکھیں گے کہ ایک بدصورت بجھو کیچڑ و پانی میں لتھڑا کھڑا ہے جس کے پاؤں پکڑ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ (صحیح البخاری:3350)

خطرہ:

آخرت کے دن اللہ کی بارگاہ میں توحید کے بغیر کسی کے لیے نجات ممکن نہیں ہے۔ آخرت کی کامیابی کے لیے شرک سے بچنا ضروری ہے۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی یہی دعوت اور یہی مشن تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت نوح علیہ السلام کی دعا

قوم کی طرف دی جانے والی دھمکی کے بعد:

﴿رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ﴾ (الشعراء:117)

''اے میرے رب! میری قوم نے مجھے انکار کر دیا ہے۔''

﴿فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَن مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (الشعراء:118)

''اب میرے اور اِن کے درمیان فیصلہ کر دے۔ مجھے اور جو مومن ایمان لے آئے ہیں اُن کو نجات دے۔''

پس منظر:

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ساڑھے نو سو سال تک تبلیغ کی، ان کو سمجھایا اور ان کو اللہ کی توحید کی دعوت دی۔ (العنکبوت:14)

لیکن قوم نے انہیں بدتر سے بدترین جواب دیا یہاں تک کہ انھوں نے کہا: اے نوح اگر تو عقیدہ توحید کی دعوت سے باز نہ آیا تو ہم پتھر مار مار کر تجھے جان سے مار دیں گے۔

ان حالات میں جناب نوح علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے پروردگار! میں نے اپنی قوم کو دن رات دعوت دی لیکن میری دعوت دینے سے وہ اور زیادہ دوری اختیار کرتے گئے۔ جب بھی میں نے انہیں بلایا تاکہ تو انہیں معاف کر دے تو انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور اپنے آپ پر کپڑے ڈال لیے۔ ہٹ دھرمی اور تکبر اختیار کیا پھر میں نے انہیں سرعام دعوت دی اور اعلانیہ اور پوشیدہ طریقے سے بھی سمجھایا۔ (نوح:5 تا 9)

اس کے بعد نوح نے عرض کی: میرے پروردگار! یہ لوگ میرے کہنے پر نہیں چلے۔ یہ ان کے تابع ہوئے ہیں جن کو ان کے مال اور اولاد نے نقصان کے سوا کچھ فائدہ نہیں دیا۔ اور وہ بڑی بڑی چالیں چلے۔ اور کہنے لگے کہ اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا وَدّ، سواع، یغوث،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

یعوق اور نسر کو کبھی ترک نہ کرنا۔ میرے رب انہوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے تو تو ان کو اور گمراہ کر دے۔ (نوح: 21 تا 24)

قوم کا تکبر:

سردار آپ کو یہ کہہ کر طعنے دیا کرتے کہ یہ چند لوگ جو آپ پر ایمان لائے ہیں وہ ذلیل اور کمتر ہیں ۔ اِن کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ بالکل یہی الفاظ مکہ کے سرداروں نے نبی اکرم ﷺ سے کہے تھے کہ آپ کی پیروی تو چند غلاموں اور غریب لوگوں نے کی ہے۔ جیسا کہ حضرت بلال، حضرت صہیب، حضرت عمار رضی اللہ عنہم جیسے غلام اور نادار افراد تھے۔ سردار یہ بھی کہا کرتے تھے کہ کیا ہم ایمان لا کر اِن کے برابر بیٹھ سکتے ہیں۔ یعنی ایسا نہیں ہو سکتا۔ اِن کے ساتھ بیٹھنا ہماری توہین ہے۔

روم کے بادشاہ ہرقل نے بھی جب ابوسفیان سے پوچھا کہ نبی ﷺ کی پیروی کرنے والے کس قسم کے لوگ ہیں؟ تو ابوسفیان نے جواباً کہا کہ نہایت غریب اور غلام قسم کے لوگ ہیں۔

نوح علیہ السلام کی طرف سے بددعا:

حضرت نوح علیہ السلام نے یہ بھی دعا کی: اے رب کریم! قوم نے مجھے بالکل ٹھکرا دیا ہے۔ میری درخواست ہے کہ آپ میرے اور میری قوم کے درمیان فیصلہ فرما دیں۔ فیصلہ سے مراد اللہ کا عذاب ہے مجھے اور میرے ایماندار ساتھیوں کو اس سے بچائے رکھنا۔

﴿وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا﴾ (نوح: 26 تا 28)

”اور پھر نوح علیہ السلام نے یہ دعا کی: میرے پروردگار! کسی کافر کو روئے زمین پر نہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رہنے دے۔ اگر تو ان کو رہنے دے گا تو تیرے بندوں کو گمراہ کرینگے اور ان سے جو اولاد ہوگی وہ بھی بدکار اور ناشکری ہوگی۔ اے میرے پروردگار مجھے اور میرے ماں باپ کو اور جو ایمان لا کر میرے گھر میں آئے اس کو اور تمام ایمان دار مردوں اور ایمان دار خواتین کو معاف فرما! ظالم لوگوں کے لیے اور زیادہ تباہی بڑھا۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت لوط علیہ السلام کی دعا

﴿رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ﴾ (الشعراء:168)

''اے میرے پروردگار! مجھے اور میرے اہل وعیال کو اِن کی بدکرداریوں سے نجات دلا۔''

﴿رَبِّ انصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ﴾ (العنکبوت:30)

''اے میرے رب! اِن مفسد لوگوں کے مقابلہ میں میری مدد کر۔''

پس منظر:

اللہ عزوجل نے حضرت لوط علیہ السلام کو صدوم شہر کی طرف نبی بنا کر بھیجا۔ اب یہ شہر سمندر میں غرق ہو چکا ہے۔ اِس کے غرق ہونے کے بعد سے اس کو بحیرہ مردار کہا جاتا ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام کا آبائی وطن شام ہے۔ فلسطین سے ہوتے ہوئے اِس شہر صدوم میں پہنچے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کو اِس شہر صدوم کی رہنمائی کا حکم دیا۔

دنیا کے موجودہ جغرافیے میں یہ بحر مردار اردن کی سرزمین میں واقع ہے۔ پچاس میل لمبا، گیارہ میل چوڑا ہے۔ اسکی سطح کا کل رقبہ 351 مربع میل ہے۔ اسکی زیادہ سے زیادہ گہرائی تیرہ سوفٹ پیمائش کی گئی ہے۔ یہ اسرائیل اور اردن کی سرحد پر واقع ہے۔ اور اس کا کسی بڑے سمندر کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ گویا کہ یہ ایک بہت بڑی جھیل بن چکی ہے۔ اس کی نمکیات اور کیمیائی اجزاء عام سمندروں سے کہیں زیادہ ہے۔ اس کے قریب ترین سمندر بحر روم ہے۔

مصر کے محقق عبدالوہاب البخار نے بھرپور دلائل کے ساتھ یہ ثابت کیا ہے کہ عذاب لوط علیہ السلام سے پہلے اس جگہ پر کوئی سمندر نہیں تھا۔ اللہ کے عذاب کی وجہ سے اس علاقے کو الٹ دیا گیا تو یہ ایک چھوٹے سے سمندر کی شکل اختیار کر گیا۔

① ۔ اس کے پانی کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں نمکیات کا تناسب پچیس فیصد قرار دیا گیا ہے۔ جب کہ دنیا کے تمام سمندروں میں نمکیات کا تناسب چار سے چھ فیصد ریکارڈ کیا گیا ہے۔

② ۔ اسکے کنارے نہ کوئی درخت ہے اور نہ ہی اس میں کوئی جانور زندہ رہ سکتا ہے حتی کہ سیلاب کے موقع پر دریائے اردن سے آنیوالی مچھلیاں اس میں داخل ہوتے ہی تڑپ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تڑپ کر مر جاتی ہیں۔ اہل عرب اسکو بحیرہ لوط بھی کہتے ہیں۔

قوم لوط:

یہ قوم انتہائی بدکار تھی۔ بد اخلاق تھی۔ گناہ آلود زندگی بسر کر رہی تھی۔ ڈاکہ مارنا اور قافلوں کو لوٹنا اِن کا کام تھا۔ چوری اِن کا پیشہ تھا۔

سورہ العنکبوت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم وہی ہو جو مردوں سے بدفعلی کرتے ہو۔ اگر کوئی اِن کے شہر میں آ جاتا تو یہ مال لوٹ لیتے۔ اگر کوئی مہمان آ جاتا تو وہ بھوک سے مر جاتا۔

حضرت لوط علیہ السلام کے مہمان:

اے لوط اگر تم باز نہ آؤ گے تو شہر بدر کر دیے جاؤ گے۔ اے لوط اگر تم واقعی ہی سچے ہو تو ہم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب لے آؤ۔ (العنکبوت:29)

جب فرشتے (لڑکوں) کی شکل میں حضرت لوط علیہ السلام کے ہاں تشریف لائے۔ تو بدمعاش قوم ان سے بے حیائی کرنے کی نیت سے حضرت لوط علیہ السلام کے ہاں دوڑتے ہوئے آئی۔ حضرت لوط علیہ السلام نے نہایت عاجزی کے ساتھ انھیں سمجھایا کہ اے میری قوم! یہ میری بیٹیاں ہیں جو تمھارے لیے حلال ہیں۔ یعنی تم ان کے ساتھ نکاح کر سکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور مہمانوں میں مجھے بے آبرو نہ کرو۔ جب وہ بھاگم بھاگ ایک دوسرے سے آگے بڑھ رہے تھے لوط نے یہ بھی فرمایا کیا تم میں کوئی بھی شریف آدمی نہیں ہے؟ (ہود:78)

بے حیا کہنے لگے: ہمیں تمھاری بیٹیوں سے کیا سروکار، تو جانتا ہے کہ ہم کس ارادہ سے آئے ہیں۔ ان حالات میں لوط کہنے لگے: آج کا دن میرے لیے بڑا بھاری ہے۔ کاش تمھارے مقابلے میں میرا کوئی حمایتی ہوتا یا کوئی پناہ گاہ جہاں میں تم سے بچ نکلتا۔ (ہود:79،80)

ملائکہ اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہوئے حضرت لوط علیہ السلام کو تسلی دیتے ہیں:

عذاب کے فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام کو تسلی دی: اے اللہ کے نبی! آپ دل چھوٹا نہ کریں۔ یہ بے حیا تمھارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ بس آپ اہل ایمان کو لے کر رات کے پچھلے پہر ہجرت کر جائیں۔ ہاں یاد رہے کہ آپ اپنی بیوی کو ساتھ نہیں لے جا سکتے کیونکہ اسے بھی وہی عذاب پہنچنے والا جس میں دوسرے لوگ مبتلا ہوں گے اور یہ عذاب ٹھیک صبح کے وقت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نازل ہوگا۔ لوط علیہ السلام گھبراہٹ کے عالم میں پوچھتے ہیں کہ صبح کب ہوگی؟ ملائکہ نے مزید تسلی دیتے ہوئے کہا کہ اے اللہ کے رسول! صبح تو ہونے ہی والی ہے۔ چنانچہ صبح کے وقت رب ذوالجلال کا حکم صادر ہوا تو اس دھرتی کو اٹھا کر نیچے پٹخ دیا گیا پھران پر مسلسل نامزد پتھروں کی بارش کی گئی۔ (ھود:69 تا 83)

قوم پر اللہ کا عذاب:

سورۃ القمر: آیت، 37 تا 38 میں فرمایا: ظالموں نے لوط علیہ السلام کے مہمانوں پر زیادتی کرنا چاہی تو ہم نے ان کی آنکھوں کو مسخ کردیا۔

سورۃ الصافات: آیت، 137 تا 138 میں ارشاد ہوا: یقیناً لوط علیہ السلام مرسلین میں سے تھے۔ جب ہم نے انھیں اوراس کے اہل کو نجات دی ہاں ایک بڑھیا کو پیچھے رہنے دیا پھر ہم نے ان کو ہلاک کردیا۔ اے اہل مکہ! تم صبح شام ان بستیوں سے گزرتے ہو لیکن اس کے باوجود عقل نہیں کرتے۔ (الصّٰفّٰت: 135 تا 138)

﴿فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ وَ مَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ﴾(ھود:82، 83)

''پھر جب ہم نے حکم نافذ کیا تو ہم نے اس بستی کو اوپر نیچے (تہس نہس) کردیا اور تابڑ توڑ پکی مٹی کے پتھر برسائے۔ تیرے رب کی طرف سے ہر پتھر پر نشان (نام) لکھا ہوا تھا اور ظالموں سے یہ سزا دور نہیں ہے۔''

اس طرح پوری قوم تباہ کردی گئی اور رہتی دنیا تک نشانِ عبرت بھی۔

دعا کے الفاظ:

﴿رَبِّ نَجِّنِي وَاَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُوْنَ﴾ (الشعراء:168)

''اے میرے پروردگار! مجھے اور میرے اہل وعیال کو اِن کی بدکرداریوں سے نجات دلا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غرور اور تکبر سے بچنے کے لیے دعا

حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا:

﴿رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ﴾ (النمل:19)

''اے میرے رب! مجھے قابو میں رکھ تیرے اِس احسان کا شکر ادا کرتا رہوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیا ہے اور ایسا نیک عمل کروں جو تجھے پسند آئے اور اپنی رحمت سے مجھے اپنے نیک بندوں میں داخل کر۔''

پسِ منظر:

حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے لشکروں کے ساتھ کسی طرف پیش قدمی کر رہے تھے۔اس دوران جب وہ اپنے لشکروں کے ساتھ ایک ایسی وادی سے گزرنے والے تھے جہاں چیونٹیوں نے ڈیرہ ڈال رکھا تھا۔ چیونٹیوں کی سردار کو سلیمان علیہ السلام اور ان کے لشکروں کی آمد کا علم ہوا تو اس نے چیونٹیوں کو آواز پر آواز دی: اے چیونٹیو! اپنی اپنی بلوں میں داخل ہو جاؤ کہیں سلیمان علیہ السلام اور اس کے لشکر غیر شعوری طور پر تمہیں کچل نہ دیں۔ یہ آواز حضرت سلیمان علیہ السلام نے سنی تو مسکرائے اور اپنے رب کا شکر ادا کیا۔

چیونٹیوں کے بارے میں معلومات:

اللہ تعالیٰ نے چینٹوں کو بھی انسان کی طرح عقل دی ہے جو چیزوں کا ادراک کر لیتی ہے۔ انسانوں کی طرح مختلف قبائل اور خاندانوں میں بٹی ہوتی ہیں۔ ہر کام کے لیے الگ الگ چیونٹیاں متعین ہوتی ہیں۔ مثلاً خوراک کی بہم رسانی کے لیے الگ ہوتی ہیں۔ اپنے پڑاؤ کی نگہبانی اور دفاع کے لیے الگ ہوتی ہیں۔ دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے ان کا علیحدہ لشکر ہوتا ہے جو مختلف حصوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ ان کی نگرانی کے لیے علیحدہ علیحدہ جرنیل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متعین ہوتے ہیں۔ نیز جب وہ گندم وغیرہ کے دانے اپنے گوداموں میں ذخیرہ کرتی ہیں تو ان کو کاٹ کر دو ٹکڑے کر دیتی ہیں تاکہ انہیں نمی پہنچے تو وہ اگ نہ پڑیں۔ لیکن جب وہ مسور اور دھنیا کا ذخیرہ کرتی ہیں تو ان کے چار چار ٹکڑے کرتی ہیں۔ کیونکہ ان کا نصف حصہ بھی اگ پڑتا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور میں چیونٹی کی بارش کے لیے دعا:

(عَنْ اَبِی الصِّدِیْقِ النَّاجِی اَنَّ سُلَیْمَانَ بْنَ دَاوٗدَ خَرَجَ بِالنَّاسِ یَسْتَسْقِیْ فَمَرَّ عَلٰی نَمْلَةٍ مُسْتَلْقِیَةٍ عَلٰی قَفَاهَا رَافِعَةٌ قَوَائِمَهَا اِلَی السَّمَآءِ وَهِیَ تَقُوْلُ، اَللّٰهُمَّ اِنَّا خَلَقٌ مِنْ خَلْقِكَ لَیْسَ لَنَا غِنًی رَزِقِكَ، فَاَمَّا اَنْ تَسْقِیَنَا وَاِمَّا اَنْ تُهْلِكُنَا، فَقَالَ سُلَیْمَانُ لِلنَّاسِ اِرْجِعُوْا فَقَدْ سَقِیْتُمْ بِدَعْوَةِ غَیْرِكُمْ (مصنف ابن ابی شیبہ:29487)

”حضرت ابو صدیق ناجی بیان کرتے ہیں بے شک سلیمان بن داؤد علیہ السلام ایک دن لوگوں کے ساتھ بارش طلب کرنے کے لیے باہر نکلے تو ان کا گزر ایک چیونٹی کے پاس سے ہوا جو اپنی گدی کے بل لیٹی ہوئی ٹانگیں آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے یہ دعا کر رہی تھی: اے اللہ! ہم بھی تیری مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہیں اور ہم تیرے رزق سے مستغنی نہیں ہیں۔ اے مالک! ہم پر بارش برسا وگرنہ ہم ہلاک ہو جائیں گی۔ سلیمان علیہ السلام نے لوگوں کو کہا واپس پلٹ چلو ایک اور مخلوق کی دعا سے بارش ہو جائے گی۔

سلیمان علیہ السلام کا اظہار تشکر:

حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی کی آواز سنی تو مسکرائے اور سوچا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کس قدر علم اور اقتدار عطا فرمایا ہے کہ میں ایک چیونٹی کی آواز کو سنتا اور سمجھتا ہوں۔ اتنے بڑے اقبال اور اقتدار کے مالک ہونے کے باوجود اتراتے نہیں بلکہ اپنے رب کا ان الفاظ میں شکر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ادار کرتے ہیں۔ الٰہی! جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر احسانات فرمائے ہیں میں ان کا اعتراف کرتا ہوں اور شکر گزار ہوں۔ الٰہی! مجھے اپنے انعامات کے نتیجہ میں ایسے اعمال کرنے کی توفیق نصیب فرما جن اعمال کو تو پسند کرتا ہے۔ مجھے اپنی خاص رحمت کے ساتھ اپنے نیک بندوں میں شامل فرما! حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی دعا میں ﴿اَوْزِعْنِیْ﴾ کا لفظ استعمال کیا ہے جس کا معنٰی ہے کہ مجھے اس طرح پابند کیجیے جس بناء پر میں وہی کام کروں جنھیں تو پسند کرتا ہے۔ جن کا عام الفاظ میں یہ معنٰی ہے کہ میرے رب مجھے ان کاموں کی ہمت اور طاقت نصیب نہ کرنا جن کاموں کو تو پسند نہیں کرتا۔ کسی آدمی کے صالح فکر اور نیک ہونے کی پہلی نشانی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اعتراف کرے اور اس کا شکر بجا لانے کی پوری کوشش کرتا رہے۔

شکر کا فائدہ:

اللہ تعالیٰ کے احسانات کا اظہار اور اس کی نعمتوں کا اعتراف کرنا پریشانیوں سے محفوظ رہنے کا طریقہ ہے، مزید ملنے کی گارنٹی اور زوال نعمت سے مامون رہنے کی ضمانت ہے یہ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں نہایت پسندیدہ عمل ہے۔ شکر کے مقابلہ میں ناشکری ہے جو کفر کے مترادف ہے۔ (الزمر: 66)

اس ضمن میں نبی اکرم ﷺ کی کچھ دعائیں:

نبی کریم ﷺ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یہ دعا سکھلائی:

⊙ رَبِّ أَعِنِّی عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ (سنن النسائی: 1303)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز کے بعد اس دعا کو ضرور پڑھا کرو۔

اے میرے پروردگار ذکر، شکر اور اچھی عبادت کرنے پر میری مدد فرما۔

نبی مکرم ﷺ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے:

⊙ اَللّٰھُمَّ إِنِّی أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ یُحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِی یُبَلِّغُنِی حُبَّكَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَیَّ مِنْ نَفْسِی وَأَھْلِی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ)

''اے اللہ! میں تم سے تیری محبت کا سوال کرتا ہوں اور اس کی محبت جو تم سے محبت رکھتا ہے اور ایسے عمل کی محبت جو مجھے تمہاری محبت کے قریب کر دے۔ اور ایسے عمل کا سوال کرتا ہوں جو مجھے تیری محبت کا حق دار بنا دے اے اللہ! میرے لیے اپنی محبت میرے نفس، اہل اور ٹھنڈے پانی سے بھی بڑھ کر عزیز بنا دے۔''

(سنن الترمذی:3490)

سلیمان علیہ السلام کی دعا کے الفاظ:

﴿رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ﴾ (النمل:19)

''اے میرے رب! مجھے قابو میں رکھ تیرے اِس احسان کا شکر ادا کرتا رہوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیا ہے اور ایسا نیک عمل کروں جو تجھے پسند آئے اور اپنی رحمت سے مجھے اپنے نیک بندوں میں داخل کر۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بے کس ولاچار کی دعا

﴿أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ﴾(النمل:62)

''بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے، کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے۔اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے۔کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود ہے؟ تم بہت کم نصیحت وعبرت حاصل کرتے ہو۔''

بے کسوں کا سہارا:

وہی اللہ ہے جس کو سختیوں اور مصیبتوں کے وقت پکارا جاتا ہے اسی سے اُمیدیں وابستہ کی جاتی ہیں ۔ بے کس و بے بس لوگوں کا وہی سہارا ہے، گرے پڑے، بھولے بھٹکے، مصیبت زدہ اسی کو پکارتے ہیں اسی کی طرف لو لگاتے ہیں جیسے ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کس چیز کی طرف ہمیں بلا رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی طرف جو اکیلا ہے، جس کا کوئی شریک نہیں، جو اس وقت تیرے کام آتا ہے جب تو کسی بھنور میں پھنسا ہوا ہو۔ وہی ہے کہ جب تو جنگلوں میں راہ بھول کر اُسے پکارے تو وہ تیری راہنمائی کر دے تیرا کوئی کھو گیا ہو اور تو اس سے التجا کرے تو وہ اسے تجھ سے ملا دے۔ قحط سالی ہوگئی ہو اور تو اس سے دعائیں کرے تو وہ موسلا دھار مینہ تجھ پر برسا دے۔ اس شخص نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کچھ نصیحت کیجیے۔آپ ﷺ نے فرمایا کسی کو بُرا نہ کہہ، نیکی کے کسی کام کو ہلکا اور بے وقعت نہ سمجھ، خواہ اپنے مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنا ہی ہو۔ گو اپنے ڈول سے کسی پیاسے کو ایک گھونٹ پانی کا دینا ہی ہو اور اپنی تہبند کو آدھی پنڈلی تک رکھ، لمبائی میں زیادہ سے زیادہ ٹخنے تک، اس سے نیچے لٹکانے سے بچتا رہ، اس لیے کہ یہ فخر وغرور ہے جسے اللہ ناپسند کرتا ہے۔ (مسند احمد:20635)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واقعہ:

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے ۔ایک صاحب فرماتے ہیں کہ میں ایک خچر پر لوگوں کو دمشق سے زیدانی لے جایا کرتا تھا اور اسی کرایہ پر میری گذر بسر تھی ۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے خچر مجھ سے کرایہ پر لیا۔ میں نے اسے سوار کیا اور چلا ایک جگہ جہاں دو راستے تھے جب وہاں پہنچے تو اس نے کہا اس راہ پر چلو ۔ میں نے کہا میں اس سے واقف نہیں ہوں ۔سیدھی راہ یہی ہے ۔ اس نے کہا نہیں میں پوری طرح واقف ہوں ، یہ بہت نزدیک راستہ ہے ۔ میں اس کے کہنے پر اسی راہ پر چلا تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ ایک لق ودق بیابان میں ہم پہنچ گئے ہیں جہاں کوئی راستہ نظر نہیں آتا ۔نہایت خطرناک جنگل ہے ہر طرف لاشیں پڑی ہوئی ہیں ۔ میں سہم گیا۔ وہ مجھ سے کہنے لگا ذرا لگام تھام لو مجھے یہاں اترنا ہے میں نے لگام تھام لی وہ اترا اور اپنا تہبند اونچا کر کے کپڑے ٹھیک کر کے چھری نکال کر مجھ پر حملہ کیا۔ میں وہاں سے سرپٹ بھاگا لیکن اس نے میرا تعاقب کیا اور مجھے پکڑ لیا میں اسے قسمیں دینے لگا لیکن اس نے خیال بھی نہ کیا۔ میں نے کہا اچھا یہ خچر اور کل سامان جو میرے پاس ہے تو لے لے اور مجھے چھوڑ دے اس نے کہا یہ تو میرا ہو ہی چکا لیکن میں تجھے زندہ نہیں چھوڑنا چاہتا میں نے اسے اللہ کا خوف دلایا آخرت کے عذابوں کا ذکر کیا لیکن اس چیز نے بھی اس پر کوئی اثر نہ کیا اور وہ میرے قتل پر تلا رہا۔ اب میں مایوس ہو گیا اور مرنے کے لیے تیار ہو گیا۔ اور اس سے منت سماجت کی کہ تم مجھے دو رکعت نماز ادا کر لینے دو۔ اس نے کہا اچھا جلدی پڑھ لے ۔ میں نے نماز شروع کی لیکن اللہ کی قسم میری زبان سے قرآن کا ایک حرف نہیں نکلتا تھا۔ یونہی ہاتھ باندھے دہشت زدہ کھڑا تھا اور وہ جلدی مچا رہا تھا اسی وقت اتفاق سے یہ آیت میری زبان پر آ گئی:

﴿اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ﴾(النمل:62)

(یعنی اللہ ہی ہے جو بے قرار کی بیقراری کے وقت کی دعا کو سنتا اور قبول کرتا ہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بے بسی بے کسی کو سختی اور مصیبت کو دور کر دیتا ہے۔

پس اس آیت کا زبان سے جاری ہونا تھا جو میں نے دیکھا کہ بیچوں بیچ جنگل میں سے ایک گھڑ سوار تیزی سے اپنا گھوڑا بھگائے نیزہ تانے ہماری طرف چلا آ رہا ہے اور بغیر کچھ کہے اس ڈاکو کے پیٹ میں اس نے اپنا نیزہ گھونپ دیا جو اس کے جگر کے آر پار ہو گیا اور وہ اسی وقت بیجان ہو کر گر پڑا۔ سوار نے باگ موڑی اور جانا چاہا لیکن میں اس کے قدموں سے لپٹ گیا اور بہ الحاح کہنے لگا اللہ کے لیے یہ بتاؤ تم کون ہو؟ اس نے کہا میں اس کا بھیجا ہوا ہوں جو مجبوروں بیکسوں اور بے بسوں کی دعا قبول فرماتا ہے اور مصیبت اور آفت کو ٹال دیتا ہے میں نے اللہ کا شکر کیا اور اپنا سامان اور خچر لے کر صحیح سالم واپس لوٹا۔

(تاریخ دمشق:489/19)

دعا کے الفاظ:

﴿أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ﴾(النمل:62)

”بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے، کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے۔ اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود ہے؟ تم بہت کم نصیحت و عبرت حاصل کرتے ہو۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

غیر ارادی طور پر کردہ جرم کی معافی کے لیے

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے غیر دانستہ قتل کے بعد توبہ کے لیے دعا کی:

﴿قَالَ هَٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُضِلٌّ مُبِينٌ﴾(القصص:15)

''حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: یہ شیطان کی کارفرمائی ہے وہ سخت دشمن اور کھلا گمراہ ہے۔

﴿رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾(القصص: 16)

اے میرے رب! میں نے اپنے نفس پر ظلم کر ڈالا میری مغفرت فرما دے۔''

﴿قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِلْمُجْرِمِينَ﴾(القصص: 17)

''اے میرے رب! یہ احسان جو تو نے مجھ پر کیا ہے اِس کے بعد میں کبھی مجرموں کا مددگار نہ بنوں گا۔''

پسِ منظر:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا۔ لیکن آپ نے بچپن ہی سے فرعون کے گھر میں پرورش پائی۔ اللہ کی قدرت کہ فرعون کے محل میں آپ کی ابتدائی تربیت اور آپ کی تمام ترضرورتوں کو پورا کرنے ذمہ داری آپ کی والدہ کے ذمہ تھی۔ جب جوان ہوئے تو اللہ عزوجل نے آپ کو حکمت دانائی، فہم وفراست اور تعلیم سے بھی نوازا۔ ایسے میں آپ کو علم ہو گیا کہ ان کی اصل قوم بنی اسرائیل ہے اور یہاں کی مقامی آبادی قبطی قوم ہے۔ حالات اور حکومت میں رہ کر آپ کو یہ بھی پتہ چل گیا کہ مقامی آبادی بنی اسرائیل پر بہت ظلم کر رہی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قتل:

ایک دن دوپہر کے وقت موسیٰ علیہ السلام محل سے باہر نکلے تو دیکھا کہ دو آدمی آپس میں گتھم گتھا ہیں۔ ان میں ایک آدمی اسرائیلی تھا اس نے موسیٰ علیہ السلام سے مدد چاہی موسیٰ علیہ السلام نے آگے بڑھ کر فرعون کے آدمی کو پیچھے ہٹانے کے لیے دھکا دیا تو ہاتھ لگتے ہی اس کی جان نکل گئی۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے یہ تو شیطان کا کام ہے جو انسان کا کھلا دشمن ہے موسیٰ علیہ السلام نے اس واقعہ کو اس لیے شیطان کی طرف منسوب کیا کیونکہ لوگوں کو لڑانا شیطان کا کام ہوتا ہے، موسیٰ علیہ السلام نے قتل کرنے کے ارادے سے اس شخص کو دھکا نہیں مارا تھا، وہ تو دونوں کو چھڑانا چاہتے تھے۔ مگر وہ شخص جان ہار بیٹھا۔ (القصص:15)

تب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ دعا کی:

﴿ قَالَ هَذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُضِلٌّ مُبِينٌ﴾ (القصص:15)

”حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: یہ شیطان کی کارفرمائی ہے وہ سخت دشمن اور کھلا گمراہ ہے۔

﴿رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ (القصص: 16)

اے میرے رب! میں نے اپنے نفس پر ظلم کر ڈالا میری مغفرت فرما دے۔“

﴿ قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِلْمُجْرِمِينَ﴾ (القصص: 17)

”اے میرے رب! یہ احسان جو تو نے مجھ پر کیا ہے اِس کے بعد میں کبھی مجرموں کا مددگار نہ بنوں گا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ظالم کے ظلم سے بچنے کے لیے دعا

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعونیوں کے ظلم سے بچنے کے لیے یہ دعا کی:

﴿رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾(القصص: 21)

''اے میرے رب! مجھے ظالموں سے بچا۔''

پسِ منظر:

یہ دعا بھی سابقہ دعا کا ایک ہی سلسلہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں غلطی سے ایک قبطی کا قتل ہو گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے قتل خطا کی معافی مانگتے ہوئے یہ عرض کی تھی: الٰہی! میں تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ میں مجرم کی حمایت نہیں کروں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے جس شخص کی حمایت کی تھی وہ کتنا ناعاقبت اندیش اور بدفطرت تھا کہ جب موسیٰ علیہ السلام اگلی صبح کل کے واقعہ کی وجہ سے ڈرتے ہوئے گھر سے باہر نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہی شخص آج پھر موسیٰ علیہ السلام کو اپنی مدد کے لیے پکار رہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے طیش میں آ کر فرمایا تو تو بڑا ظالم اور برا شخص ہے۔ یہ کہتے ہوئے موسیٰ نے ارادہ کیا کہ دشمن قوم کے آدمی کو پکڑیں تو جس کی کل حمایت کی تھی وہ کہنے لگا: اے موسیٰ! کیا آج تو مجھے اسی طرح قتل کرنے لگا ہے جس طرح کل ایک شخص کو قتل کر چکا ہے تو اس ملک میں جبار بن کر رہنا چاہتا ہے اصلاح کرنا نہیں چاہتا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے موسیٰ علیہ السلام کل والے شخص کو پیچھے ہٹانا چاہتے ہوں جب آگے بڑھے تو اس نے شور مچا دیا کہ اے موسیٰ تو مجھے بھی کل کی طرح قتل کرنا چاہتا ہے۔

چونکہ بنی اسرائیل اور فرعون کی قوم کے درمیان ظالم اور مظلوم کشمکش جاری تھی۔ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل سے تعلق رکھتے تھے۔ نہ معلوم اس وجہ سے فرعون کی قوم میں موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کس قدر خدشات پائے جاتے تھے؟ فرعون کی قوم بالخصوص برسر اقتدار لوگوں کے لیے موسیٰ علیہ السلام کا وجود بالیقین ناقابل برداشت تھا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ جوان فرعون کی آنکھوں کا تارا ہے اور فرعون کے بعد اسے ہی اقتدار حاصل ہوگا۔ بالخصوص انھیں اس لیے بھی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رقابت تھی کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص اقتدار کے ایوانوں میں اس قدر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیوں مقبول ہو چکا ہے۔ جونہی انھیں معلوم ہوا کل کے مقتول کو موسیٰ علیہ السلام نے قتل کیا ہے تو ان کا حسد و بغض اپنی انتہا کو پہنچا اور انھوں نے قتل کے محرکات جانے اور موسیٰ علیہ السلام کا مؤقف سنے بغیر ہی فیصلہ کر لیا کہ موسیٰ علیہ السلام کو فی الفور قتل کر دینا چاہیے۔

اُنہی میں سے ایک شخص صبح کے وقت دوڑتا ہوا موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا اور سرداران فرعون کا فیصلہ سناتے ہوئے عرض کی: اے موسیٰ علیہ السلام! فرعون کے وزیروں، مشیروں نے آپ کو قتل کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ میں آپ کو خیر خواہانہ مشورہ دیتا ہوں کہ آپ فوری طور پر یہاں سے نکل جائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ خبر سنتے ہی ڈرتے ہوئے بھاگ نکلے کہ کہیں میرا تعاقب نہ ہو جائے۔ اس کے ساتھ ہی موسیٰ علیہ السلام اپنے رب سے فریاد کرنے لگے: اے میرے رب! مجھے ظالم قوم سے نجات عطا فرما۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دو وجہ سے قوم فرعون کو ظالم قرار دیا تھا۔ ایک یہ کہ قتل کے اسباب جاننے اور مؤقف سنے بغیر انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سہوًا ایک آدمی قتل ہوا تھا لیکن انھوں نے موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے ہزاروں آدمی اور معصوم بچوں کو قتل کیا تھا اس لیے موسیٰ علیہ السلام نے انھیں ظالم قوم قرار دیا۔

ان حالات میں موسیٰ علیہ السلام نے یہ دعا کی تھی:

دعا کے الفاظ:

﴿رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ (القصص: 21)

''اے میرے رب! مجھے ظالموں سے بچا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بے روزگار کے لیے مجرب دعا

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھوک افلاس کی حالت میں اللہ سے یہ دعا کی:

﴿رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ﴾ (القصص: 24)

''اے میرے پروردگار! جو تو بھلائی مجھے عطا کر دے میں اُس کا محتاج ہوں۔''

پس منظر:

قتل خطاء کے بعد جب مجبوراً موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنا وطن چھوڑا، گھر سے نکلے تو یہ ان کا پہلا سفر تھا۔ وہ بھی انتہائی غم اور پریشانی کے عالم میں اچانک پیش آیا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نہیں جانتے تھے کہ مدین کی طرف کون سا راستہ جاتا ہے۔ معلوم نہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارادۃً مدین کا سفر اختیار کیا یا اللہ تعالیٰ نے انہیں القاء فرمایا کیونکہ ابھی تک موسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا نہیں کی گئی تھی۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مدین مصر کے قریب تر ہو۔ بہر حال یہ حقیقت اپنی جگہ مسلمہ ہے کہ مدین مصر میں شامل نہ تھا۔ جس وجہ سے فرعون کی وہاں تک رسائی نہ تھی۔ اِن وجوہات کے پیش نظر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدین کی طرف رخ کیا اور راستے میں مسلسل دعا کرتے رہے: میرے رب! مجھے صحیح راستے کی رہنمائی فرما۔ جب موسیٰ علیہ السلام مدین کے قریب پہنچے تو انھوں نے ایک گروہ کو اپنی بھیڑ بکریوں کو کنویں سے پانی پلاتے ہوئے پایا۔ جب وہ کنویں کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ دونو جوان لڑکیاں پانی کے انتظار میں کنویں سے ذرا ہٹ کر کھڑی ہوئی ہیں۔ لوگ ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر اپنے جانوروں کو پانی پلائے جا رہے ہیں۔ کسی نے خیال نہ کیا کہ ہم بچیوں کو جانوروں کو پانی پلانے کا موقع دیں۔ اس سے مدین کے معاشرے کی اخلاقی گراوٹ کا پتہ چلتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ صورتحال دیکھی تو بے قرار ہو کر لڑکیوں کی طرف گئے، پوچھا کہ آپ یہاں کیوں کھڑی ہیں؟ انہوں نے حیا دار لہجے میں کہا: ہمارے باپ بوڑھے ہیں ہم اکیلی ہیں اور اس وقت تک اپنی بکریوں کو پانی نہیں پلا سکتیں جب تک یہ لوگ اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جانوروں کو پانی پلا کر فارغ نہیں ہو پاتے۔

انبیاء کرام علیہم السلام میں جذبہ ہمدردی:

پیغمبروں میں فطری طور پر ہمدردی کا بے پناہ جذبہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ اُمّ المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا:

كَلَّا ، وَاللّٰهِ مَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا ، إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ ، وَ تَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَ تَقْرِي الضَّيْفَ وَ تُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ)(صحيح البخاری:03)

ہرگز (ایسا) نہیں (ہوگا)، اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، کیونکہ آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں اور بے کسوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور بے روزگار کے لیے کام ڈھونڈتے ہیں اور مہمان کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی طرف سے آنے والی مصیبتوں پر مدد کرتے ہیں۔

اسی طرح موسیٰ علیہ السلام تھکے ماندے اور بھوکے پیاسے تھے، اس کے باوجود انہوں نے ان کی بکریوں کو پانی پلا دیا۔ ابن کثیر رحمہ اللہ نے یہاں ابن ابی شیبہ کی ایک روایت نقل کی ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام جب مدین کے پانی پر پہنچے تو وہاں لوگوں کی ایک جماعت کو پایا جو پانی پلا رہے تھے۔ جب وہ فارغ ہو گئے تو انھوں نے کنویں پر دوبارہ پتھر رکھ دیا، جسے دس آدمی ہی اٹھا سکتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ دو عورتیں ہیں جو اپنے جانوروں کو ہٹا رہی ہیں، ان سے پوچھا: تمہارا معاملہ کیا ہے؟ انھوں نے اپنا ماجرا بیان کیا، تو آپ نے جا کر وہ پتھر اٹھایا اور ایک ہی ڈول نکالا تھا کہ بکریاں سیراب ہو گئیں۔ (ابن کثیر)

اس کے بعد درخت کے سائے میں بیٹھ کر دعا گو ہوئے:

﴿فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ﴾

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام نے اس کی صفات میں سے صفت رب کے واسطے سے دعا کی، کیونکہ اس وقت ان کا حال صفت ربوبیت سے فریاد کا تقاضا کرتا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھوک اتنی کہ پیٹ پیٹھ سے لگا ہوا تھا۔ بے وطنی ایسی کہ کوئی واقفیت نہ کوئی مونس و غم خوار، کوئی گھر نہ ٹھکانا، دشمن کے تعاقب کا مسلسل خوف، غرض ہر لحاظ سے فقر ہی فقر۔ ایسی حالت میں انہوں نے کسی مخلوق کے ساتھ شکوہ نہیں کیا، بلکہ اپنے رب ہی کی جناب میں درخواست پیش کی: اے میرے پالنے والے! تو جو خیر بھی میری طرف نازل فرمائے میں اس کا محتاج ہوں۔

نازل فرمائے کا لفظ اس لیے بولا کہ آدمی کو جو کچھ ملتا ہے آسمان سے آتا ہے، جیسا کہ فرمایا:

﴿وَ فِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَ مَا تُوْعَدُوْنَ﴾(الذاریات)

''اور آسمان ہی میں تمہارا رزق ہے اور وہ بھی جس کا تم وعدہ دیے جاتے ہو۔''

حقیقت یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی یہ دعا نہایت جامع دعا ہے، دنیا اور آخرت کی کوئی بھلائی ایسی نہیں جو اس میں نہ آ گئی ہو۔ طویل سفر کے بعد غربت اور فقر و فاقہ کی حالت میں عجز و انکسار سے بھری ہوئی یہ جامع دعا موسیٰ علیہ السلام کے لبوں سے نکلی تو ساتھ ہی قبولیت کے آثار بھی ظاہر ہونا شروع ہو گئے۔

دعا کے الفاظ:

﴿رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ﴾(القصص:24)

''اے میرے پروردگار! جو تو بھلائی مجھے عطا کر دے میں اُس کا محتاج ہوں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بے یار و مددگار کے لیے

﴿وَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ﴾ (المؤمن: 44)

''میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بندوں کا نگران ہے۔''

پس منظر:

قوم فرعون میں سے

موسیٰ علیہ السلام سے غیر ارادی طور پر قتل ہوا، فرعون نے سرداروں سے مل کر موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا مشورہ کیا، موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے ان کی چالبازیوں سے نجات کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرماتے ہوئے ان کی حمایت میں ایک ایسے آدمی کو کھڑا کر دیا جو فرعون کی آل میں سے تھا، جو موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا چکا تھا مگر اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا۔ اس نے بہت اچھے طریقے سے موسیٰ علیہ السلام کا دفاع کیا اور فرعون کو ان کے قتل سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ فرعون کے اپنے لوگوں میں سے ہونے کی وجہ سے اس نے بات کی جرات کی اور اسی وجہ سے فرعون نے اس کی بات کے بعد اپنی قوم کو مطمئن کرنے کی کوشش کی، ورنہ اس کے دربار میں کسی اسرائیلی کی نہ یہ جرات تھی اور نہ ہی اس کی برداشت تھی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عجیب تصرف ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنا معاملہ اس کے سپرد کیا تو اس نے وہاں سے حمایت کروا دی جہاں سے وہم و گمان تک نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ﴿رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ﴾ فرمایا ہے، جسے ہم اپنی زبان میں مرد مجاہد کہتے ہیں۔ وہ شخص مردانگی اور ایمان دونوں سے متصف تھا۔ اس کے مرد کامل اور مومن کامل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس نے افضل جہاد کیا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ اَوْ اَمِيرٍ جَائِرٍ (سنن ابو داؤد: 4344)

افضل جہاد ظالم بادشاہ یا ظالم امیر کے سامنے عدل کی بات کہنا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعض کہتے ہیں کہ یہ وہی شخص تھا جس نے اس سے پہلے فرعون کی مجلس میں موسیٰ علیہ السلام کے قتل کے مشورہ کی خبر انھیں پہنچائی تھی، جس پر وہ ہجرت کر کے مدین چلے گئے تھے، مگر اس بات کی تصدیق کا ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں، البتہ اس میں شک نہیں کہ وہ بھی مردِ کامل تھا۔

اس مردِ مومن نے فرعون کے سامنے حق بیان کرتے ہوئے نہایت پر اثر گفتگو کی۔ اس نے تقریر کے دوران فرعون کی گفتگو سن کر اور قوم کا رویہ دیکھ کر ان کے ایمان لانے اور موسیٰ علیہ السلام کے متعلق قتل کا فیصلہ بدلنے سے مایوس ہو گیا تھا اور اپنے متعلق بھی اسے پورا یقین ہو گیا تھا کہ یہ لوگ مجھے بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اس لیے اس نے آخری فقرہ اس شخص کے لہجے میں کہا جو اللہ کی راہ میں جان دینے کے لیے تیار کھڑا ہو اور جسے اللہ کی مدد پر پورا یقین ہو۔

⦿ ﴿وَ اُفَوِّضُ اَمۡرِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ﴾

یہی وہ کلمہ ہے جو اللہ کے خاص بندے اس وقت بھی کہتے ہیں جب تمام ظاہری اسباب ختم ہو جائیں، اس وقت بھی ان کا اللہ تعالیٰ پر بھروسا پوری طرح قائم رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی ان کے اعتماد کو کبھی نہیں توڑتا، بلکہ جس طرح چاہتا ہے انھیں بچا لیتا ہے۔ اللہ کے ان بندوں کے الفاظ مختلف ہو سکتے ہیں مگر مفہوم ایک ہی ہوتا ہے کہ ہم نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کیا، وہی ہمارے لیے کافی ہے۔

چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے آگ میں گرائے جانے کے وقت کہا:

حَسْبِیَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ ۔(صحیح البخاری:4564)

جنگ احد کے بعد زخم خوردہ ہونے کے باوجود دشمنوں کی آمد کی خبر سن کر ایمان والوں نے یہ بات ان الفاظ میں کہی:

﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ﴾ (آل عمران: 173)

’’ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔‘‘

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور اصحاب الاخدود والے لڑکے نے یہی بات ان الفاظ میں کہی تھی:

(اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِمَا شِئْتَ)(صحيح مسلم:3005)

اے اللہ! مجھے ان سے کافی ہو جا جس طرح تو چاہے۔

اور آلِ فرعون کے اس مردِ مومن نے کہا:

﴿وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ﴾

''میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سواری پر سوار ہوتے وقت کی دعا

﴿سُبْحَانَ الَّذِی سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ﴾ (الزخرف:13)

”پاک ہے۔ وہ ذات جس نے اس کو ہمارے لیے مسخر کر دیا ہے۔ ورنہ ہم میں یہ طاقت نہ تھی کہ اس کو قابو کر لیتے۔“

﴿وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنقَلِبُونَ﴾ (الزخرف:14)

”ایک دن ہم نے اپنے رب کی طرف جانا ہے۔“

پس منظر:

قیامت کے دن زندہ ہونے کا ایک اور ثبوت یہ ہے کہ جس ذات نے مردوں کو زندہ کرنا ہے اسی ذات نے ہر چیز کا جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے اور اسی نے انسانوں کے لیے کشتیاں، چوپائے پیدا کیے اور جدید مواصلات اور نقل وحمل کے ذرائع بنائے۔ جو انسان کی اپنی طاقت سے ہزاروں گنا زیادہ طاقتور اور کئی گناہ زیادہ وزنی ہیں۔ان پر انسان سواری کرتے ہیں۔ اس کے متعلق حکم ہے کہ جب تم سواریوں پر سوار ہوتو اپنے رب کے اس انعام کو یاد کرو کہ وہی رب ہے جس نے چوپاؤں، کشتیوں اور نقل وحمل کے لیے استعمال ہونے والی گاڑیوں کو تمہارے تابع کر دیا ہے۔

جب تم ان پر اچھی طرح سے بیٹھ جاؤ تو یہ دعا پڑھو! وہ ذات ہر قسم کے شرک سے ہر قسم کے ،عیب سے اور کمزوریوں سے پاک ہے جس نے ہمارے لیے انہیں مسخر کر دیا ہے ورنہ انہیں تابع کرنا ہمارے بس کی بات نہ تھی۔ اور یقیناً ہم اپنے رب کی طرف ہی منتقل ہونے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب سے انسان کو تخلیق فرمایا ہے اس وقت سے ہی اس کی آمدورفت اور باربرداری کے لیے چوپاؤں کو پیدا کیا اور پھر انسان کو کشتی بنانے کا شعور بخشا۔ کائنات کی ابتداء سے لے کر اب تک ذرائع مواصلات میں سب سے آسان ذریعہ چوپائے ہیں۔ جن پر نہ صرف انسان سواری کرتا ہے بلکہ ان کے گوشت سے دیگر فوائد بھی حاصل کر رہا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ چوپاؤں پر غور فرمائیں! اونٹ اپنی قد و قامت اور جسامت کے اعتبار سے انسان سے کتنا بڑا ہے مگر ایک چھوٹا سا بچہ اسے نکیل ڈالے جہاں چاہتا ہے لیے پھرتا ہے۔ سینکڑوں اونٹوں پر مشتمل ریوڑ کو ایک دو آدمی جہاں چاہتے ہیں ہانک کر لے جاتے ہیں۔ ایسا اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چوپاؤں کے ذہنوں میں انسان کی برتری اور تابعداری پیدا کر دی ہے۔ ہاتھی کو دیکھیں! کتنا بڑا جانور، کس قدر لمبی سونڈ ہے مگر ایک فیل بان بے شک وہ بچہ ہی کیوں نہ ہو ہاتھی کو ادھر اُدھر لیے پھرتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ انہیں انسان کے تابع نہ کرتا تو دس آدمی مل کر بھی ہاتھی پر قابو نہ پا سکتے تھے۔ پھر غور کیجیے! سائیکل سے لے کر ہوائی جہاز کی تکنیک انسان کے شعور میں کس نے پیدا کی؟ نہ معلوم! قیامت تک اللہ تعالیٰ انسان کے ذریعے کون کونسی ایجادات معرض وجود میں لائے گا۔ انسان کو چاہیے کہ جونہی سواری پر براجمان ہو تو وہ سنت نبوی کے مطابق دعائیں پڑھے۔ جس میں رب کا شکر بھی ہے اور اس کی طرف سے حفاظت کا بندوبست بھی۔

سواری پر سوار ہونے کی مکمل دعا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ کہہ کر رکاب میں پاؤں رکھا، پھر سوار ہونے کے بعد فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَه مُقْرِنِیْنَ
وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ

پھر تین مرتبہ۔۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔۔ کہا

تین دفعہ۔۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔۔۔ کہا

پھر یہ کلمات کہے:

سُبْحَانَكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ

اس کے بعد آپ ہنس دیے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کس بات پر ہنسے ہیں؟ فرمایا: بندہ جب۔۔ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ۔۔ کہتا ہے تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کو یہ بات بہت اچھی لگتی ہے وہ فرماتا ہے کہ میرا یہ بندہ جانتا ہے کہ میرے سوا اسے کوئی بخشنے والا نہیں۔ (سنن ترمذی:3446)

سفر کی دعا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ سواری پر سوار ہوتے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَسْأَلُكَ فِی سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی ، اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا ، اَللّٰهُمَّ اطْوِ لَنَا الْبُعْدَ ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِی الْأَهْلِ وَالْمَالِ ، اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَسُوءِ الْمَنْظَرِ فِی الْأَهْلِ وَالْمَالِ

”اے اللہ! میں اپنے اس سفر میں تجھ سے نیکی، تقویٰ اور وہ پسندیدہ اعمال جس سے تو راضی ہوتا ہے، کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! ہمارے اس سفر کو ہمارے لیے آسان فرما دے۔ اے اللہ! ہمارے لیے مسافت کو لپیٹ دے، اے اللہ! تو ہی رفیقِ سفر ہے، اور تو ہی اہل وعیال اور مال میں میرا قائم مقام ہے۔“

اے اللہ! میں تجھ سے سفر کی پریشانیوں سے اور غمگین و ناکام ہو کر لوٹنے سے اور لوٹ کر اہل اور مال میں برے منظر (دیکھنے سے) سے پناہ مانگتا ہوں۔“

(صحیح مسلم:3275)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اولاد کی طرف سے والدین کے لیے دعا

بالخصوص چالیس کی عمر ہونے پر:

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾(الاحقاف: 15)

''اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے، اس کی ماں نے اسے تکلیف جھیل کر پیٹ میں رکھا اور تکلیف برداشت کر کے اسے جنا۔ اس کے حمل کا اور اس کے دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینے کا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ پختگی اور چالیس سال کی عمر کو پہنچا۔ تو کہنے لگا: اے میرے پروردگار! مجھے توفیق دے، کہ میں تیری اس نعمت کا شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر انعام کیا ہے اور یہ کہ میں ایسے نیک عمل کروں جن سے تو خوش ہو جائے اور تو میری اولاد بھی صالح بنا، میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔''

پس منظر:

اللہ تعالیٰ نے والدین کا حق پہچاننے کے اعتبار سے دو قسم کے آدمیوں کا ذکر فرمایا ہے۔ اس آیت میں اس آدمی کا ذکر ہے جو اپنی جوانی کو پہنچتا ہے تو اپنے والدین کا حق پہچانتا ہے اور یہ پہچان اسے اپنے اصل مالک اور مربی کی پہچان اور اس کا شکر ادا کرنے تک پہنچا دیتی ہے۔ یہاں پر چالیس سال کی عمر کا ذکر بلوغت کی آخری حد کے طور پر فرمایا ہے، کیونکہ اس عمر میں آدمی کی قوتیں اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہیں۔ اس کے بعد انحطاط اور کمزوری کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ اس آیت میں ہر جوان کو عموماً اور چالیس برس والے آدمی کو خصوصاً خبردار کیا گیا ہے کہ اسے چاہیے کہ اپنی پرورش کرنے والے والدین کا اور اپنے اور اپنے والدین کے اصل

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مربی اور مالک کا حق پہچانے اور اپنے اور اپنے والدین پر اپنے رب کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے لیے اس سے توفیق مانگتا رہے، کیونکہ اس کی توفیق کے بغیر کوئی نیکی نہیں ہوسکتی اور ساتھ ہی اپنی اولاد کی اصلاح کی دعا بھی کرتا رہے۔ اس طرح والدین کے حقوق کی پہچان اور ان کی ادائیگی اس کے لیے اپنے رب کے حقوق کی پہچان، اس کی توحید پر استقامت، اس کی عبادت میں اخلاص اور اس کی نعمتوں پر شکر کا ذریعہ بن جائے گی، جو انسان کی زندگی کا اصل مقصود ہے۔

یہ دعا اولاد کی اصلاح کے لیے اکسیر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اس کی تعلیم دی ہے اور یہ مقبول دعاؤں میں سے ہے، کیونکہ اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس کے قبول ہونے کی بشارت دی ہے، فرمایا: ﴿ **نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ** ﴾ ہم ان سے قبول کرتے ہیں۔ جیسا کہ سورہ فاتحہ ہے اور سورہ بقرہ کی آخری آیات والی دعائیں ہیں۔ اس لیے کسی صاحب اولاد کو، خصوصاً جو چالیس سال یا اس سے اوپر ہو اسے اس دعا سے غافل نہیں رہنا چاہیے۔ تفسیر قرطبی میں ہے کہ مالک بن مغول نے طلحہ بن مصرف کے پاس اپنے بیٹے کی شکایت کی تو انھوں نے فرمایا: اس کے لیے اس دعا سے مدد حاصل کرو۔

دعا کے الفاظ:

﴿ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴾ (الاحقاف: 15)

”اے میرے پروردگار! مجھے توفیق دے، کہ میں تیری اس نعمت کا شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر انعام کیا ہے اور یہ کہ میں ایسے نیک عمل کروں جن سے تو خوش ہو جائے اور تو میری اولاد بھی صالح بنا، میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تنہا اور بے بس شخص کی دعا

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کی طرف سے سخت مایوسی کی حالت میں دعا کی:

﴿أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانْتَصِرْ﴾ (القمر: 10)

”(حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا) اے میرے رب! میں مغلوب ہو چکا ہوں۔ اب تو اِن سے انتقام لے۔“

پسِ منظر:

یہ دعا حضرت نوح علیہ السلام نے اس وقت کی جب ان کو اطلاع دی گئی کہ اب آپ کی قوم میں سے کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ نوح علیہ السلام کی قوم کے حالات پیچھے بیان کیے جا چکے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا۔

دعا کے الفاظ:

﴿أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانْتَصِرْ﴾ (القمر: 10)

”(حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا) اے میرے رب! میں مغلوب ہو چکا ہوں۔ اب تو اِن سے انتقام لے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فوت شدہ مسلمان وصاحب ایمان لوگوں کے لیے دعا

انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مہاجرین اور مومنوں کے حق میں دعا کی:

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾ (الحشر:10)

"اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے اُن سب بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لیے کوئی بغض نہ رکھ اے ہمارے رب! تو بڑا مہربان اور رحیم ہے۔"

پسِ منظر:

دین اسلام کی بنیادی تعلیمات میں یہ بات شامل ہے کہ اللہ کے حضور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے ان ایمانداروں کے لیے بھی بخشش کی دعا کرتے رہیں جو ان سے پہلے فوت ہوچکے ہیں۔ کیونکہ ان کی خدمات سے ان کے بعد آنے والے مسلمان مستفید ہوتے ہیں۔ دوسری دعا یہ ہونی چاہیے کہ اللہ عزوجل ہمارے دلوں کو حسد، بغض اور کینہ سے پاک صاف فرمادے۔

فوت شدگان کے بارے میں حضرت نوح اور نبی اکرم ﷺ کی دعائیں:

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ (نوح: 28)

"میرے رب مجھے اور میرے والدین کو اور ہر اس شخص کو جو میرے گھر میں مومن کی حیثیت سے داخل ہوا ہے اور سب مومن مردوں اور عورتوں کو معاف فرمادے۔"

(اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا اللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الإِسْلاَمِ اللَّهُمَّ لاَ تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلاَ تُضِلَّنَا بَعْدَهُ) (سنن ابو داؤد:3201)

"اے اللہ ہمارے زندہ اور فوت شدگان اور چھوٹے، مذکر اور مؤنث جو حاضر ہیں اور جو غائب ہیں سب کو معاف فرما۔ اے اللہ! ہم میں جو بھی زندہ رہے تو اسے ایمان پر قائم و دائم رکھنا اور ہم میں سے جس کو بھی موت آئے اسے اسلام پر موت آئے۔ اے اللہ! ہمارے اجر کو ضائع مت کرنا اور نہ ہی ہمیں بعد میں کوئی ذلت اٹھانی پڑھے۔"

حسد ایک مہلک بیماری:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"بندے کے دل میں دو چیزیں اکٹھی نہیں ہوتی۔ ایمان اور حسد۔ (سنن نسائی:3109)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"تمہارے اندر اگلی امتوں کا ایک مرض گھس آیا ہے اور یہ حسد اور بغض کی بیماری ہے، یہ مونڈنے والی ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ سر کا بال مونڈنے والی ہے بلکہ دین مونڈنے والی ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم لوگ جنت میں نہیں داخل ہوگے جب تک کہ ایمان نہ لے آو، اور مومن نہیں ہوسکتے یہاں تک کہ آپس میں محبت نہ کرنے لگو، اور کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتادوں جس سے تمہارے درمیان محبت قائم ہو۔ تم سلام کو آپس میں پھیلاو۔"

(سنن ترمذی:2510)

دنیا میں پہلا قتل:

دنیا میں پہلا قتل حسد کی وجہ سے ہوا۔ جب آدم علیہ السلام کے ایک بیٹے کی قربانی اللہ عزوجل کی بارگاہ میں قبول کی گئی اور دوسرے کی قربانی کو رد کردیا گیا تو اس نے کہا: میں تجھے قتل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کردوں گا اور آخر کار اس نے قتل کردیا۔

نبی اکرم ﷺ کی دعا:

نبی مکرم ﷺ یہ دعا اکثر کرتے تھے۔

(وَاهْدِ قَلْبِیْ وَاسْلُلْ سَخِیْمَةَ صَدْرِیْ۔)(سنن ترمذی:3551)

''اے اللہ میرے دل کو سیدھا رکھ اور میرے دل کے حسد کو کھرچ دے۔''

واقعہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک روز صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھے آپ نے فرمایا ابھی تمہارے پاس ایک جنتی شخص آنے والا ہے تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ ایک انصاری صحابی تشریف لائے انکے ہاتھ میں جوتا تھا اور داڑھی مبارک سے وضو کے قطرات گر رہے تھے تو انہوں نے آکر سلام کیا دوسرے دن پھر آپ ﷺ نے یہی ارشاد فرمایا؛ابھی ایک جنتی آنے والا ہے اور وہ ہی انصاری صحابی تھے،تیسرے دن پھر آپ ﷺ نے بشارت دی اور وہی انصاری صحابی تھے۔مجلس میں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے انکے دل میں شوق پیدا ہوا کیوں نہ میں اس آدمی کا پیچھا کروں اور چند دن کچھ چند راتیں ان کے پاس گزاروں اور اس میں موجود وہ امتیازی خوبی معلوم کر کے اپنے اندر پیدا کرلوں تاکہ مجھے بھی اللہ کی جنت کا داخلہ مل سکے۔چنانچہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ تین راتیں ان کے پاس رہے اور رات گئے تک چپکے چپکے دیکھتے رہے کہ یہ انصاری صحابی کونسا خاص عمل کرتا ہے جس کی وجہ سے نبی ﷺ نے اسے تین بار جنت کی بشارت دی۔سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: تین راتیں گزارنے کے باوجود مجھے کوئی خاص عمل نظر نہ آیا۔رات بھر وہ لیٹے رہتے جب کروٹ بدلتے تو الحمدللہ اور اللہ اکبر کہتے اور فجر ہوتے ہی نماز کے لیے نکل پڑتے۔میں نے تین راتوں کے بعد اجازت لی اور کہا بھائی مجھے اصل مقصد حاصل نہیں ہوا رسول اللہ ﷺ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے تجھے تین بار جنتی قرار دیا ہے میں دیکھنا چاہتا ہوں تجھ میں ایسا کون سا خاص عمل ہے کہ تجھے دنیا وآخرت کا سب سے عظیم مرتبہ حاصل ہوا۔ انصاری صحابی کہنے لگا میرے بھائی مجھ میں کوئی ایسا خاص عمل نہیں ہے جو معمول سے ہٹ کر ہو، معمولی سا مسلمان ہوں۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ اتنی بات سن کر عبد اللہ بن عمرو چل دیئے، جب وہ تھوڑا سا دور گئے تو اس انصاری صحابی نے بلایا اور کہنے لگے مجھے کوئی خاص عمل تو یاد نہیں لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ میرے دل میں مسلمانوں میں سے کسی کے لیے بھی کوئی دھوکا اور حسد نہیں اس بھلائی پر جو اللہ نے انہیں عطا کر رکھی ہے۔ عبد اللہ بن عمرو فرمانے لگے یہی وہ بات ہے جس کو میں نے تجھ سے پالیا ہے اور اسی کی تو ہم طاقت نہیں رکھتے۔ (مسند احمد: 12697)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دشمنوں کی سختیوں سے بچنے کی دعا

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی دعا:

﴿رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (الممتحنة:4)

''اے ہمارے رب! تیرے ہی اوپر ہم نے بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف ہم نے رجوع کرلیا ہے اور ہم نے تمہاری ہی طرف پلٹنا ہے۔''

﴿رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ﴾ (الممتحنة:5)

''اے ہمارے رب! ہمیں کافروں کے لیے فتنہ نہ بنا دے۔ اے ہمارے رب! ہمارے قصوروں سے درگذر فرما۔ بے شک تو ہی زبردست اور دانا ہے۔''

پسِ منظر:

حضرت ابراہیم علیہ السلام ان انبیائے میں سے ہیں جنہوں نے ایک ہی وقت میں اپنے اہل خانہ اور قوم سے تکلیفیں اٹھانے کے ساتھ ساتھ وقت کے حکمران کے ساتھ مقابلہ کیا اور ان سے اذیت اٹھائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنی قوم اور حکمرانوں کے ساتھ کشمکش اتنی شدید ہوئی کہ وہ اور ان کے ساتھی پکار اٹھے: اے ہمارے رب! ہمیں معاف فرما بے شک تو ہر اعتبار سے غالب اور حکمت رکھنے والا ہے۔

مومنوں کا کفار کے لیے فتنہ بننا اہل علم نے درج ذیل صورتوں میں بیان کیا ہے۔

① ۔ اے ہمارے رب! جب تو مشرکین کو دنیا میں عذاب دے تو ہمیں اس عذاب سے محفوظ فرما۔

② ۔ ایمانداروں پر کسی اعتبار سے کفار کا غلبہ پانا اور انہیں یہ کہنے کا موقع ملنا اگر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایماندار حق پر ہوتے تو ہمیں ان پر غلبہ حاصل نہ ہوتا یہ مومنوں کے لیے تکلیف دہ آزمائش ہے۔

③۔ کفار کا اہل ایمان پر ظلم اس قدر بڑھ جائے کہ ایماندار لوگ ان کے سامنے جھک جائیں اور باقی مسلمانوں کے لیے سبکی کا باعث بن جائیں یہ بہت بڑی آزمائش ہے۔

④۔ مسلمانوں کا اخلاق اس قدر گر جائے کہ وہ جگ ہنسائی کا باعث بن جائیں۔ ان کے کردار کو کفار اسلام کی توہین کا ذریعہ بنالیں۔

موسیٰ علیہ السلام کی دعا:

﴿فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (یونس: 85)

”انہوں نے کہا ہم نے اللہ پر ہی توکل کیا، اے ہمارے رب ہمیں ظالم لوگوں کے ظلم سے بچا۔“

نبی کریم ﷺ کی دعا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِي بِالْإِسْلَامِ قَائِمًا وَاحْفَظْنِي بِالْإِسْلَامِ قَاعِدًا وَاحْفَظْنِي بِالْإِسْلَامِ رَاقِدًا وَلَا تُشْمِتْ بِي عَدُوًّا حَاسِدًا۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ كُلِّ خَيْرٍ خَزَائِنُهُ بِيَدِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ كُلِّ شَرٍّ خَزَائِنُهُ بِيَدِكَ۔) (البیهقی فی الدعوات الکبیر:1445)

”اے اللہ! کھڑے، بیٹھے اور نیند کی حالت میں اسلام کے ساتھ میری حفاظت فرما! اور میرے مصائب سے میرے حاسد دشمن کو خوش نہ کر۔ اے اللہ! جو خزانے تیرے پاس ہیں۔ میں آپ سے ان کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور ان کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ اپنے سجدوں میں پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّه دِقَّه وَجِلَّه وَأَوَّلَه وَآخِرَه وَعَلَانِيَتَه وَسِرَّه

''اے اللہ میرے چھوٹے اور بڑے پہلے اور بعد والے، علانیہ اور پوشیدہ کیے تمام کے تمام گناہ معاف فرمادے۔''(صحیح مسلم:483)

دعا کے الفاظ:

﴿رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾(الممتحنة:4)

''اے ہمارے رب! تیرے ہی اوپر ہم نے بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف ہم نے رجوع کر لیا ہے اور ہم نے تمہاری ہی طرف پلٹنا ہے۔''

﴿رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ﴾(الممتحنة:5)

''اے ہمارے رب! ہمیں کافروں کے لیے فتنہ نہ بنا دے۔ اے ہمارے رب! ہمارے قصوروں سے درگزر فرما۔ بے شک تو ہی زبردست اور دانا ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نورِ ایمان اور مغفرت کی دعا

﴿رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (التحریم:8)

''اے ہمارے رب! ہمارا نور ہمارے لیے مکمل کر دے اور ہم سے درگذر فرما تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔''

پسِ منظر:

صاحب ایمان لوگ یہ دعا قیامت کے دن کریں گے۔ وہاں نفسا نفسی کا عالم ہوگا (صحیح البخاری: 3340) وہ دن پچاس ہزار سال کا ہوگا۔ (سورہ معارج) سورج بالکل قریب ہوگا۔ (صحیح البخاری: 3361) ہر آدمی اپنے ہی پسینہ سے شرابور ہوگا۔ اُس بندہ کا پسینہ اُس کے اعمال کے حساب سے ہوگا۔ کسی کا پسینہ اُس کے گھٹنوں تک ہوگا۔ کسی کا اُس کی کمر تک ہوگا اور ایسے بھی لوگ ہوں گے جن کا پسینہ اُن کے چہرے تک ہوگا۔ جیسے اعمال ہوں گے ویسے ہی پسینہ کی کیفیت ہوگی۔ (صحیح مسلم: 2845) اہل ایمان کے آگے آگے نور ہوگا۔ (سورہ تحریم)

ایمان والوں کے ایمان کی روشنی ان کے آگے اور اور ان کے دائیں جانب ہوگی اور وہ اپنے رب سے التجاء کریں گے:

اے ہمارے رب! ہمارے نور کو مزید بڑھا اور ہمارے گناہوں کو معاف فرما یقیناً تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

جبکہ جہنمی لوگ جہنم کی طرف جاتے ہوئے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں گے اور اپنے لیے نور کی دعائیں کرتے جائیں گے۔ یہاں مفسرین نے گناہوں سے مراد نور کے ختم ہونے کا خوف لیا ہے

نبی اکرم ﷺ نماز تہجد میں اور فجر کی سنتوں کے بعد یہ دعا کیا کرتے تھے:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا وَفِي سَمْعِي نُورًا وَعَنْ يَمِينِي نُورًا وَعَنْ يَسَارِي نُورًا وَفَوْقِي نُورًا وَتَحْتِي نُورًا وَأَمَامِي نُورًا وَخَلْفِي نُورًا وَاجْعَلْ لِّي نُورًا(صحيح البخاري:6316)

اے اللہ! میرے دل میں نور پیدا فرما دے میری نگاہ میں بھی نور، میرے کانوں میں بھی نور، میرے دائیں بھی نور، میرے بائیں بھی نور، میرے اوپر بھی نور، میرے نیچے بھی نور، میرے آگے بھی نور، میرے پیچھے بھی نور، اور میرے لیے نور ہی نور پیدا فرما۔

امت محمدیہ کی پہچان:

حضرت نعیم مجمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی چھت پر چڑھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت کو قیامت کے دن جب بلایا جائے گا تو وضو کرنے کی وجہ سے ان کے پانچ کلیان (نور کے ساتھ) چمک رہے ہوں گے۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم سے جو اپنی چمک کو زیادہ کرنے کی طاقت رکھتا اسے ایسا کرنا چاہیے۔(صحیح البخاری:136)

پل صراط کی تاریکی سے گزرنا:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔۔۔۔۔۔پھر پل صراط لایا جائے گا اور جہنم کی پشت پر لا کر رکھ دیا جائے گا۔ ہم نے کہا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! پل صراط کیا ہے، آپ نے فرمایا پھسلنے اور گرنے کی جگہ ہے۔ اس پر کانٹے اور آنکڑے ہیں اور چوڑے گوکھرد (کانٹے) ہیں اور ایسے ٹیڑھے کانٹے ہیں جو نجد کے علاقے پائے جاتے ہیں۔ انہیں سعدان کہا جاتا ہے۔ مومن اس پر سے آنکھ جھپکنے کی طرح ،بجلی کی طرح ،ہوا کی طرح ،تیز رفتار گھوڑوں اور سواریوں کی رفتار سے گزر جائیں گے، ان میں سے بعض تو صحیح سلامت بچ کر نکل جائیں گے اور بعض اس حال میں نجات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پائیں گے کہ انہیں خراشیں لگ چکی ہوں گی ، یا ان کے اعضا جہنم کی آگ سے جھلسے ہوئے ہوں گے، یہاں تک کہ ان کا آخری شخص گھسٹ کر نکل جائے گا۔(صحیح البخاری:7439،وصحیح مسلم:183)

صحیح مسلم میں یہ بھی الفاظ ہیں:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''پل صراط بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ظالم کے ظلم سے نجات کے لیے دعا

مظالم فرعون سے نجات کے حصول کے لیے جناب آسیہ علیہا السلام کی دعا:

﴿رَبِّ ابْنِ لِي عِندَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِن فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ (التحریم: 11)

''اے میرے رب! میرے لیے اپنے ہاں جنت میں ایک گھر بنا دے۔ مجھے فرعون اور اس کے عمل سے بچا لے اور ظالم قوم سے مجھ کو نجات دے۔''

پس منظر:

یہ جناب آسیہ علیہا السلام کی دعا ہے اور آسیہ فرعون کی بیوی تھی۔ فرعون کون تھا؟ فرعون کسی کا نام نہیں بلکہ مصر کے سرکاری عہدے میں بادشاہ لقب تھا۔ قدیم تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ یمن کا حکمران تبع، حبشہ کا بادشاہ نجاشی، روم کا حکمران قیصر، ایران کا فرمانروا کسریٰ کہلواتا اور ہندوستان کے حکمران اپنے آپ کو راجا کہلوانا پسند کرتے تھے۔ جس طرح آج کل صدارتی نظام میں حکمران پریذیڈنٹ اور پارلیمانی نظام رکھنے والے ممالک میں وزیراعظم اور جرمن کا حکمران چانسلر کہلواتا ہے اسی طرح ہی مصر کا بادشاہ سرکاری منصب کے حوالے سے فرعون کہلواتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جس فرعون سے واسطہ پڑا اس کا نام قابوس یا رعمیس تھا۔ یہ اپنے آپ کو خدا کا اوتار سمجھتے ہوئے لوگوں کو یہ تاثر دینے میں کامیاب ہوا کہ اگر میں خدا کا اوتار نہ ہوتا تو دنیا کی سب سے بڑی مملکت کا فرمانروا کیسے ہوسکتا تھا۔ پھر اس نے لوگوں کے مزاج اور مشرکانہ عقائد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے آپ کو رب اعلیٰ قرار دیا۔ قوم اور موسیٰ علیہ السلام کے سامنے دعویٰ کیا کہ زمین و آسمان میں مجھ سے بڑھ کر کوئی رب نہیں ہے میں ہی سب دیوتاؤں سے بڑا دیوتا اور سب سے اعلیٰ اور اولیٰ کائنات کا رب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جھوٹی خدائی کے پرخچے اڑانے اور اس کی کذب بیانی کا پول کھولنے کے لیے اسی کے گھر میں پرورش پانے والے موسیٰ علیہ السلام کو رسول منتخب فرمایا۔ فرعون کو میخوں والا اس لیے کہا گیا ہے۔ وہ اسلحہ کے لحاظ سے بڑا طاقتور تھا۔ فرعون اپنے مخالفوں پر اس قدر ظلم کرتا کہ ان کے جسم پر کیل ڈھونک دیتا تھا بعض مفسرین کے مطابق اس نے اپنی بیوی حضرت آسیہ علیہا السلام جو موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائی تھی اسے بھی یہی سزا دی تھی۔ تب حضرت آسیہ نے یہ دعا کی تھی۔

کفر و شرک پر موت کا ہولناک انجام:

حضرت آسیہ سے پہلے دو بدقسمت عورتوں کے انجام کا ذکر کیا گیا جو دو عظیم انبیاء علیہم السلام کی بیویاں تھیں۔ جن میں ایک حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی تھی اور دوسری حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی تھی لیکن ایمان کی دولت اور صالح کی نعمت نہ ہونے کی وجہ سے ان کو ان کی قوم کے ساتھ ہی تباہ کر دیا گیا اور آخرت میں انہی کے ساتھ جہنم کا ایندھن بنیں گی۔

اہل توحید کی خوش بختی:

ان کے بعد اللہ عزوجل نے دو معزز خواتین کا ذکر کیا۔ جن میں سے ایک دنیا کے بدترین انسان فرعون کی بیوی تھی۔ وہ ہر قسم کا آرام اور مقام چھوڑ کر اللہ تعالیٰ اور موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئی۔ جونہی وہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائی تو فرعون نے اس پر ظلم و استبداد کے پہاڑ ڈھا دیئے۔ جبکہ دوسری جناب مریم علیہا السلام تھیں۔

اس کربناک اور نازک ترین آزمائش میں اس نے اللہ کی بارگاہ میں فریاد کی: اے میرے مالک! میں اس گھر سے تنگ آ چکی ہوں، فرعون اور اس کے عملے کے ظلم کے سامنے بے بس ہو چکی ہوں۔ تیرے حضور میری فریاد ہے کہ مجھے جنت میں اپنے پاس گھر عطا فرما، فرعون اور اس کے ظالم عملے سے نجات نصیب فرما۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مومن بندی کی فریاد قبول فرمائی اور اس کی موت سے پہلے اسے اس کے جنت کے گھر کا دیدار نصیب کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عظمتِ آسیہ علیہا السلام:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتوں میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ایسے ہے جیسے تمام کھانوں پر ثرید کی ہے، مردوں میں بہت سے کامل لوگ ہیں لیکن عورتوں میں مریم بنت عمران اور آسیہ زوجۂ فرعون کے علاوہ کوئی کامل نہیں۔ (صحیح البخاری: 3411)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جان بوجھ کر کیے گئے گناہ پر معافی

باغ والوں کی اللہ عزوجل کے سامنے توبہ:

﴿سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ﴾ (القلم:29)

''پاک ہے تو ہمارے رب! بے شک ہم ہی گنہگار تھے۔''

پس منظر:

اللہ عزوجل نے اُن لوگوں کی دعا کے الفاظ نقل کیے ہیں، جنہوں نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی۔ان کی نافرمانی کی وجہ سے اللہ عزوجل نے ان پر اپنا عذاب مسلط فرمایا اور اس عذاب کے نتیجے میں اِن کا باغ تباہ ہو گیا۔ جب اِن کو اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ یہ عذاب ہمارے اعمال کا نتیجہ ہے۔ تب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور ندامت کا اظہار کیا اور ان الفاظ میں توبہ کی۔

واقعہ:

اکثر مفسرین کا خیال ہے کہ یہ اہل کتاب تھے اور حبشہ کے رہنے والے تھے۔ یہ باغ انہیں ورثہ میں ملا تھا۔ اِن کے باپ کا یہ دستور تھا جب باغ کا پھل پک جاتا تو باغ کی آمدن کو تین حصوں میں تقسیم کیا کرتا۔

① ۔ایک حصہ باغ کے اخراجات کے لیے۔

② ۔اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے خرچ کے لیے۔

③ ۔اللہ کی راہ میں وقف۔ غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم کر دیتا۔

باپ کے انتقال کے بعد اس کے بچوں نے مشورہ کیا کہ ہمارا باپ تو بے وقوف تھا۔ جو بلاوجہ باغ کی آمدن غریبوں میں بانٹ دیتا تھا۔ اگر ہم وہ رقم غریبوں کو دینے کی بجائے اپنے پاس رکھیں تو بہت جلد امیر ہو جائیں گے۔ جب وہ لوگ صبح سویرے باغ کی طرف روانہ ہوئے اس نیت سے کہ اِس وقت کوئی مسکین نہ آئے گا۔ان کی اس بری نیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے باغ کو تباہ کر دیا ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے فرما دیا: جو بھی اللہ تعالیٰ کے احکامات کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلاف جائے، بخل کرے، مسکینوں کا حق مارے۔ محتاجوں کو اُن کا حق ادا نہ کرے تو اِس قسم کے عذاب اللہ تعالیٰ دنیا میں ہی دے دیتا ہے اور آخرت کا عذاب اِس سے بہت سخت ہے۔

باغ کا تباہ ہونا:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ انگور کا باغ تھا جس کے درمیان کھیتی کے لیے زمین بھی تھی۔ صبح کے وقت یہ لڑکے دوسروں کو آوازیں دینے لگے کہ اندھیرے ہی میں باغ کی طرف چلیں اور ہماری آوازیں کوئی غریب بھی نہ سن لے۔ اِن کی یہ سرگوشیاں لوگوں سے تو خفیہ رہ سکتی تھیں مگر اللہ تعالیٰ اُن کی آوازیں سن رہا تھا۔ جب وہ کہہ رہے تھے کہ خبردار! آج ہم کسی مسکین کو پھل کا کوئی حصہ نہ دیں گے اور سارا پھل خود ہی رکھیں گے۔ لیکن جب وہ باغ میں گئے تو وہاں پھل تو کیا کسی درخت تک کا نام ونشان نہ تھا۔ ہرا بھرا باغ اور پھل سب تباہ کیے جا چکے تھے۔ پہلے تو یہ لڑکے سمجھے کہ ہم غلطی سے کسی اور جگہ آ گئے ہیں۔ لیکن جب اُن کو یقین ہو گیا کہ یہ ہمارا ہی باغ ہے۔ تب ان کو سمجھ آئی اور احساس ہوا کہ ہم ہی بد قسمت ہیں۔ اِس باغ کا پھل ہماری قسمت میں نہ تھا۔ اِن میں سے جو سب سے انصاف پسند تھا، بھلائی اور بہتری والا لڑکا تھا اس نے کہا: تم نے غلط سوچا اور پھر ان شاء اللہ بھی نہ کہا۔ اس کے بعد ان سے اپنے باقی بھائیوں کو سمجھایا: تم لوگ اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی اور اس کی حمد کیوں نہیں بیان کرتے۔ یہ سن کر سب کہنے لگے: بے شک ہمارا رب پاک ہے اور ہم نے ہی اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اور یہ ہم پر اِس لیے عذاب آیا ہے کہ ہم ہی مسکینوں کا حق مار رہے تھے۔ آئندہ ہم کبھی ایسا نہ سوچیں گے۔ اب اللہ ہمیں اِس سے بہتر بدلہ دے گا۔

دعا کے الفاظ:

﴿سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ﴾ (القلم: 29)

”پاک ہے تو ہمارے رب! بے شک ہم ہی گنہگار تھے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

مصنف کی دیگر مفید علمی کتب
قرآنی واقعات
آیاتِ قرآنی
کسی خاص فرد یا واقعہ پر نازل ہونے والی
اللہ کا پیغام بندوں کے نام
قرآنی دعائیں اور ان کا پس منظر
Designed By: عبدالواسع 0307-4122161
مکتبہ قدوسیہ